PAGES MISSING WITHIN THE BOOK ONLY

معاشرت

فلسفہ اخلاق کی ایک نادر و بے بہا کتاب

جسے

عالیجناب معلی القاب نواب میر اسد علیخان بہادر دام اقبالہ رئیس بنگن پلی ضلع کرنول

نے

انگلستان کے نامور ریفارمر سرجان لبک کی کتاب "یوز آف لائف"

سے

فصیح و بلیغ اردو مین نہایت ہی حسن و خوبی سے ترجمہ کیا

اور

خاکسار حکیم محمد سراج الحق منیجر اور پرنٹر و پبلشر دلگداز نے

سنہ ۱۹۱۴ء مین

دلگداز پریس لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگخان مین چھپوا کے

شایع کیا

طبع اول ۶۰۰ جلد

فی جلد عہ

دلگداز!! دلگداز!! دلگداز!!!

ڈیڈیکیشن

اس کتاب کو بصد کمال ادب و تعظیم سے اپنے مکرم
و محترم بھائی اور ملک کے عالیہمت و عالیمذاق جوان طالع
و جوان بخت رئیس عالیجناب معلّی القاب ہز ہائنس نواب
سیّد غلام علیخان بہادر دام اقبالہٗ والی ریاست
بیگن پلی کے واجب التعظیم نام نامی سے معنون
کرتا ہوں۔

ادب کیش میر اسد علیخان

دیباچہ از جانب مطبع

مین نہین کہہ سکتا کہ کیسی مایوسیون۔ کیسی ناکامیون۔ کیسی نامرادیون۔ اور کیسی آرزون کے بعد یہ بے بہا کتاب معاشرت اس قابل ہوئی ہے کہ پبلک کے ملاحظہ مین پیش کی جاے۔ ایک عرصہ گزر گیا کہ عالی جناب معلی القاب نواب میر اسد علیخان بہادر رئیس بگین پلی ضلع کرنول نے بڑی محنت اور شوق سے اس کتاب کو جو کہ انگلستان کے مشہور و مستند عالم فلسفۂ اخلاق سر جان لبک کی کتاب "یوز آف لائف" کا ترجمہ ہے مرتب فرمایا اور میرے پاس بھیجا کہ ترجمہ کی زبان مین جا بجا مناسب تصرف کر کے اسے شایع کر دون۔ دوسو صفحون تک کتاب چھپنے پائی تھی کہ تقدیر مجھے حیدر آباد دکن لے گئی پریس بند ہو گیا۔ اور مجھ سے کوئی صورت اس کی تکمیل کی نہین بن پڑتی تھی۔ نواب صاحب موصوف کو بیحد شکایت تھی۔ اور واقعی مین اس گناہ کا سخت مجرم ہون کہ ایک مسلمان رئیس کے علمی شوق اور مہذب مذاق کو مدت دراز تک حیز التوا مین ڈال کے اُن کا جوش پھیکا کر دیا۔ اور اُن کی خدمت بجا لانے مین ایسی کوتاہی کی کہ ممدوح کا سارا ولولہ جاتا رہا۔

اب اس زمانہ مین نواب صاحب ممدوح نے پھر یاد دہانی فرمائی اور روپیہ سے بھی ایسی مدد دی کہ اُن کا وہ پُرانا شوق پورا ہوا۔ اور یہ کتاب مکمل ہو کے ملک کے سامنے پیش ہو گئی۔ جس کے اوراق خود ہی بتا دین گے کہ کہان تک پہلے چھپے تھے اور کہان سے اب اس زمانے مین طبع ہوئے۔

یہ امر مسلمانون کی خوش اقبالی کی دلیل ہے کہ اُس زمانے مین جبکہ ہمارے امیرزادون اور رئیسون مین ناولون کا ذوق حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ علمی کتابون کی طرف مطلق توجہ نہین کی جاتی نواب میر اسد علیخان بہادر نے جو کہ سابق و مرحوم والی ریاست بگین پلی کے فرزند دلبند ہین بجاے کسی ناول کے ایک ایسی کتاب کو ترجمہ کے لیے منتخب فرمایا جس سے زیادہ موجودہ ابناے وطن کو اور کسی چیز کی ضرورت نہین ہے۔ اور جبکہ ہمارے تمام رئیس زادے انگریزون کی تقلید کے شوق مین اُن کے ناپسندیدہ حرکات و سکنات کو اختیار کرتے چلے جاتے ہین نواب صاحب ممدوح نے انگریزی کی اُن خوبیون کو لینا اور اپنے ابناے وطن کے سامنے

پیش کرنا چاہا ہے جو اہل مغرب کی ترقیوں کے اصلی اسباب ہین - اور جن کے لحاظ سے خدا نے اُن کو ہم پر فوقیت دی ہے -

سر جان لبک کے عام تصانیف انگریزی دان پبلک مین اُسی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین جس نگاہ سے کہ ہمارے ہم وطن سعدی شیرازی کی گلستان و بوستان کو دیکھتے ہین - انگلستان مین شاذ و نادر ہی کوئی گھر ملے گا جس مین اُن کی کتابین اور خاصۃً "یوز آف لائف" نہ ملے جس کا یہ ترجمہ ہے - گلستان بوستان مین بھی اخلاقی تعلیم دی گئی ہے - مگر سر جان لبک کی یہ کتاب بتاتی ہے کہ انسان کو کیونکر اپنی زندگی بسر کرنی چاہیے - اور ہر اخلاقی معاملہ پر دنیا کے مشہور و معروف مصلحان قوم کے ایسے ایسے چبھتے ہوے اور دل پر نقش ہو جانے والے فقرے عمدہ ترتیب سے ایسی خوش اسلوبی اور حسن و خوبی کے ساتھ جمع کر دیے گئے ہین کہ معلوم ہوتا ہے دنیا مین اس وقت تک جتنی اخلاقی ترقی تمام متمدن قومون کی کوششون سے ہوئی اُس کا ست اور جوہر نکال کے ایک چھوٹی شیشی مین بھر دیا گیا ہے - ہمارے بوڑھون جوانون بچون اور عورتون کو عام اس سے کہ ہندو ہون یا مسلمان یا کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہون اس سے بہتر قانون اخلاق اور دستور العمل زندگی نہین نصیب ہو سکتا - اور اس مناسبت سے جناب مترجم نے اس کتاب کا نہایت ہی مناسب نام "معاشرت" رکھا ہے -

مجھے امید ہے کہ ملک مین اس کی بے انتہا قدر ہوگی - یہ امر بھی تھوڑی داد کا مستحق نہین کہ نواب صاحب نے بہت ہی فصیح اور خوبصورت زبان مین ترجمہ فرمایا ہے - جو با محاورہ ہے - اور کمال یہ ہے کہ دلچسپ بھی رہی ہے - جو امر کہ ایسی تصنیفون مین بہت دشواری سے حاصل ہوا کرتا ہے -

اب مین پھر ایک بار عالی مرتبہ مترجم جناب میر اسد علیخان بہادر سے معذرت خواہ ہو کے اس کتاب کو ملک کے پُر شوق ہاتھون مین دیتا اور رخصت ہوتا ہون -

محمد عبد الحلیم شرر

فہرست کتاب "معاشرت"



انسان کو جس امر کے سیکھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ کیونکر زندگی بسر کرنی چاہیے۔ انسان کو زندگی سے زیادہ کسی چیز کی فکر نہین۔ اور پھر لُطف یہ کہ اِس سے زیادہ بے پروائی بھی کسی امر مین نہین کی جاتی۔

یہ کوئی آسان معاملہ نہین **بقراط**[ع] اپنی ایک ڈاکٹری کتاب **افوریزم** کی شروع مین لکھتا ہے "زندگی تھوڑی ہے۔ علم وسیع ہے۔ موقع ہاتھ سے نکلا چلا جاتا ہے تجربہ غیر متیقن ہے۔ اور اس حالت مین کوئی راے قائم کرنا دشوار ہے"

مسرت و کامیابی کا دار و مدار ہماری حالتون پر نہین بلکہ خود ہماری ذات پر ہے۔ غیرون کے ہاتھ سے برباد ہونے کی جگہ بہت سے لوگ خود اپنے ہی ہاتھ سے برباد ہوئے ہین۔ جتنے مکانات اور شہرون کو طوفانون یا زلزلون نے ویران کیا ہوگا اُن سے زیادہ خود انسان کے ہاتھ سے مسمار ہوئے ہین۔ بربادی دطرح

ع بقراط یونان کا نامی گرامی طبیب اور حکیم تھا۔ جو علم طب کا موجد مانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح سے ۴۶۰ برس قبل پیدا ہوا اور ۳۶۱ قبل مسیح وفات پائی۔

ہوتی ہو زمانے کے ہاتھون - اور خود انسان کے ہاتھون -

جو بربادی انسان کے ہاتھون ہوتی ہو وہ تمام بربادیون سے زیادہ افسوس ناک ہو - اور بقول **سنیکا**[ع] **حلیم** کے انسان کا سب سے بڑا دشمن وہ ہو جو خود اُس کے سینے مین بیٹھا ہوا ہو **لابرؤییر**[عہ] کہتا ہو "بہت سے لوگ اپنا زیادہ وقت دوسرون کو آزار پہونچانے مین صرف کرتے ہین" **للی**[عہ] کا قول ہو کہ اکثر اوقات جوانی کے پُرشہوت خون سے وہ افعال سرزد ہوتے ہین جن کا خمیازہ بُڑھاپے کی بوسیدہ ہڈیان بھگتتی ہین - اس لیے کہ بقول **لوشیان**[للعہ] کے "جو گذر گیا اور ہو گیا اُسے نہ **قلوتو** بنا سکتا ہو نہ **اُترو پوس** بگاڑ سکتا ہو"[صہ] = انسان اپنے سے محبت کرتے ہین مگر عقلمندی سے نہین بلکہ بہت اچھی طرح سے - مجھے بعض اوقات الزام دیا گیا ہو کہ مین اس بات کا قائل ہون کہ دنیا مین مسرت بمقابلہ الم کے زیادہ ہو - مگر مین نے زندگی کی دشواریون اور اُس کے المون سے نہ کبھی انکار کیا - اور نہ کبھی اُن کی طرف سے غفلت کی - مین نے کبھی نہین کہا کہ آدمی خوش ہین - ہان صرف اتنا کہا کہ وہ خوش ہو سکتے ہین جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر انھین مسرت نہین حاصل ہو تو عموماً یہ خود اُنھین کی کوتاہی ہو - یا یہ مطلب سمجھا جاے کہ جتنی مسرت سے ہم لُطف اُٹھا سکتے

عہ سنیکا روم کے مشہور اور مستند فلسفیون مین ہو - حضرت مسیح کا معاصر تھا - اُن کی ولادت سے تقریباً تین سال پیشتر پیدا ہوا - اور اُن کے ۶۵ سال بعد وفات پائی -

عہ بروییر فرانس کا ایک مقبول و مستند مصنف ہو - جو ۱۶۴۴ء مین پیدا ہوا تھا اور ۱۶۹۶ء مین راہی عدم ہوا

عہ للی جس کا پورا نام جان للی ہو انگلستان کا ایک لائق مصنف تھا جس کے ڈراما کو مقبولیت حاصل ہوئی ملکۂ الزبتھ کے عہد کا زیور ایک یہ شخص بھی تھا جو ۱۵۵۳ء مین پیدا ہوا اور ۱۶۰۶ء کے قریب مرا -

للعہ لوشیان ایک یونانی مشہور فیلسوف تھا جس کا سنہ ولادت و وفات نہین معلوم - لیکن یہ مشہور ہو کہ اُس نے بہت عمر پائی اور دو سو برس کا ہو کے مرا -

صہ اہل یونان نے قدیم زمانے مین ہر کام کے لیے اک دیوتا مقرر کر رکھا تھا چنانچہ اُن مین سے ایک قلوتو اور ایک ۴

ہین اُس سے زیادہ مسرت تو ہم ضائع کر دیتے ہین - اور اسی سے سارے تردّدات پیدا ہین - وٹیر[5] کے ایک شعر کا ترجمہ ہو کہ "جتنے اندوہناک لفظ زبان یا قلم سے نکلتے ہین اُن سب مین زیادہ اندوہناک الفاظ یہ ہین کہ" یہ ہو سکتا ہو[6]"

بہت سے معاملات ہین جس چیز کو ہم بُرا کہتے ہین وہ اصل مین خوبی ہی ہو جو بُری طرح استعمال کی گئی یا اُس کے برتنے مین ہم حد سے بڑھ گئے - کسی پہیے یا کسی کیل کو بھی اُس کی ٹھیک جگہ اور موقع سے ہٹا دو تو ساری کل بگڑ جائے گی - اسی طرح اگر ہم اپنے آپ کو نظام عالم کی ترتیب سے علٰحدہ کر دین گے تو ہمین بھی ایسی ہی خرابی کی امید رکھنی چاہیے - حد سے زیادہ شجاعت دیوانگی محنت کمزوری اور کفایت شعاری حرص و طمع بن جاتی ہو - یہ ضرب المثل ہو کہ جو چیز ایک آدمی کے لیے غذا ہو دوسرے کے حق مین زہر ہوتی ہو - اس بات کا دعوی کرنے کی کوئی جرأت نہین کر سکتا کہ نظام قدرت مین تغیر و تبدل ہونے سے کوئی فائدہ حاصل ہو گا - ایک شخص گر پڑتا ہو اور اُس کا پاؤن ٹوٹ جاتا ہو مگر اُس سے کشش زمین کے مسئلہ مین جو تغیر ہوتا ہو اُسے کوئی کسی قسم کی ترقی نہین کہہ سکتا -

اہل فارس مسرت کو ہرمز یعنی خدا کی روح کی طرف منسوب کرتے تھے -

---

[4] اٹرو پوس بھی تھے - پہلے کے معنی زندگی کا تار جوڑنے والے کے اور دوسرے کے معنی زندگی کا تار توڑنے والے کے ہین جو کام کہ ان دیوتاؤن کی طرف منسوب تھے -

[5] وٹیر بھی یورپ کا ایک نامی شاعر ہو -

[6] مطلب یہ کہ کسی چیز کی امید کرنے ہی سے سارے صدمات پیدا ہوتے ہین جب ہمارے دل مین ہوتی ہو کہ یہ بات ہو سکتی ہو تو سمجھتے ہین کہ ہو بھی جائے گی - پھر اس کے بعد جب وہ نہین ہوتی تو دل کو صدمہ ہوتا ہو - لہذا اگر ہم کسی چیز کی امید ہی نہ کیا کرین اور یہ خیال ہی نہ کرین کہ ہو گی تو ہمین کبھی کسی بات کا بھی صدمہ نہ ہو - مترجم -

اور رنج و تکلیف کو اہرمن کی طرف جسے وہ بدی کا شیطان خیال کرتے تھے۔ مگر حقیقت مین دیکھو تو زندگی کی مصیبتون اور تکلیفون کو اپنے اوپر اپنی لغزشون اور غلطیون سے ہم خود ہی لاتے ہین۔ دونون طرح کی لغزشون سے۔ پہلی اُن افعال کا ارتکاب جن کو ہم ہر وقت بُرا جانتے ہین۔ اور دوسری جن مین غالبًا لوگ زیادہ مبتلا ہین یہ کہ بُرے افعال کو نادانی سے بُرا نہ سمجھا۔ جہان تک پہلی قسم کی غلطیون سے تعلق ہو اُن سے بچنے کے لیے ہم نے اپنے سینون مین ایک ایسا رہبر قائم کر لیا ہو جو کبھی خطا ہی نہین کرتا۔ اگر اس پر بھی خطا کرین تو گویا ہم آنکھین کھلی رہنے پر بھی ضلالت کے گڑھے مین گرتے ہین۔ کیونکہ اگر ہم نے جان بُوجھ کے آنکھون کو نہین بند کیا ہو اور وہ یونہین بند ہین تو سمجھنا چاہیے کہ ہم بے عقلی سے کام کرتے ہین۔ لیکن اُسے گناہ نہین کہا جا سکتا۔

رہین دوسری قسم کی غلطیان اُن سے بچنے کے لیے ہمین عقل اور دلیل سے مدد لینی چاہیے۔ ماں باپ۔ بزرگون۔ اور دوستون کی نصیحت پر عمل کرنا چاہیے۔ اپنی تعلیم اور خود اپنی ذات کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ تعلیم دراصل ہماری ہی ذات کا ایک حصہ ہو۔ ہم سب کے پاس ایک شاگرد ہو۔ اور وہ چاہے جس درجے اور جس لیاقت کا ہو مگر ہمین ضرور ہو کہ اُسے سکھائین اور تعلیم دین۔

بمقابل اُن چیزون کے جو ہم نے اورون سے سیکھی ہین وہ باتین ہماری زندگی سے

عہ پارسی لوگ جنھین آتش پرست کا لقب دیا گیا ہو نیکی اور نور کا خالق یزدان کو اور بُرائی و گناہ اور ظلمت کا خالق اہرمن کو سمجھتے تھے۔ یہ مذہب اگرچہ معلوم ہوتا ہو کہ قدیم الایام سے چلا آتا تھا گر زرتشت نے بالکل نئی اور دلچسپ ترتیب سے اُسے باضابطہ بنایا۔ اور اسی وجہ سے وہ اس مذہب کا بانی خیال کیا جاتا ہو۔

زیادہ وابستہ ہو جاتی ہین جنھین ہم نے خود اپنی ذات سے سیکھا ہو۔ جب ہم اسکول کو چھوڑتے ہین اُس وقت تعلیم ختم نہین ہو جاتی۔ ختم ہونا کیسا یہ بھی مشکل سے کہا جا سکتا ہو کہ اُس وقت سے تعلیم شروع ہوئی۔ پھر اس کے بعد زندگی بھر اُس کا سلسلہ جاری رہتا ہو۔ **سنیکا حکیم** نے کہا ہو "جس طرح لوگ ورزش کر کے بدن کو بنایا کرتے ہین اگر اسی طرح ریاضت کر کے دماغون کو ٹھیک کیا کرتے۔ اور جتنی دشواریان مسرت حاصل کرنے کے لیے برداشت کرتے ہین اُتنی ہی تکلیفین نیکی کے شوق مین برداشت کرتے تو کیا خوب ہوتا"

بعض قومین تقدیر کی قائل ہین۔ اُن کی نظر مین ہر چیز پہلے ہی سے مقرر ہو چکی ہو۔ اور جو ہونا ہو ضرور ہوگا۔ عام اس سے کہ وہ چاہین یا نہ چاہین۔ انسان اُن کے خیال مین کسی دوسرے محرک کے حرکت دینے سے کام کرتا ہو۔ یا یون کہیے کہ اُس اعلیٰ قوت خداوندی کے ہاتھ کا کھلونا ہو۔ اِس کا فیصلہ کرنے کے لیے پہلے اس پر غور کرنا چاہیے کہ دنیا مین زندگی اور جاندار ہونا کوئی چیز ہو یا نہین۔ ہم اپنے جہاز کو زمانے کے سمندر کے پار لے جا سکتے ہین یا اس بات کے پابند ہین کہ جدھر ہوا بہالے جاے بہ جائین ؟

جواب صاف ہو۔ جو **جین پول رشتیر**ؔ نے دیا ہو کہ "انسان انسان ہو اور اپنی قسمت کا مالک ہو" اور اگر ایسا نہین تو سمجھنا چاہیے کہ گناہ اور لغزش ہر وقت اُس کے دروازے پر کھڑی ہو۔ جو کچھ کہ تم ہونا چاہتے ہو وہی ہو۔ کیونکہ ہماری مرضی اُس ذات واجب الوجود سے ل کے اِس قدر قوی ہو گئی ہو کہ متانت

ؔ جین پول رشتیر ایک جرمن فلسفی اور مصنف ہو۔ جو ۱۷۶۳ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۲۵ء مین وفات پائی۔

کے ساتھ اور سچے ارادے سے ہم جو ہونا چاہین وہی ہوجاینگے“

اس صورت سے اگر یہ قدرت ہم اپنے انجام پر رکھتے ہون توہمین اپنے دل سے یہ نہایت ہی اہم سوال کرنا چاہیے کہ ہم کیا ہونا چاہتے ہین۔ اورکیونکر ہم اپنی زندگی کو بہت زیادہ سرسبز بنا سکتے ہین۔ بعض اشخاص زندگی مین کوئی غرض رکھتے ہین اور بعض کی کچھ غرض نہین ہو۔ ہماری پہلی غرض یہ ہونی چاہیے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور جس کام کے قابل ہوسکتے ہون اُس کے قابل بنائین ہمبولٹ[عہ] کہتا ہو ”ہر شخص کا مقصود یہ ہو کہ اپنے قویٰ کو نہایت ہی اعلیٰ اور مناسب ترتیب سے ترقی دے کے مکمل اور مستقل بنائے“ جین پول رشتیر کا مقولہ ہو کہ انسان کو حتی الوسع اپنے تئین بہتر بنانا چاہیے۔ ہم کو اپنے بہتر بنانے مین کسی قسم کی خود غرضی کا قصد نہ کرنا چاہیے۔ اور نہ ہمین پیشتر ہی سے یہ خیال کرلینا چاہیے کہ ہماری قسمت مین ناکامی ہی لکھی ہوئی ہو۔ بیکن[عہ] کہتا ہو انسان کی اس زیست کی یہ عمدہ غرض نہین ہو کہ وہ صرف اپنے ہی واسطے دولت جمع کرے بہتر اور زیادہ اُلو العزم لوگ جیسے افلاطون۔ ارسطو۔ بُدھا۔ اور پولوس مقدس اس بات پر کبھی قانع نہین ہوئے کہ اپنی ذات کو صرف اپنے ہی واسطے تکمیل کو پہونچائین۔

اب مین اِس بات کو مان لون گا کہ ہمین اپنی ذات کو اورون کے لیے درست

عہ ہمبولٹ ایک نہایت ہی باوقعت اور مستند جرمنی فلسفی اور حکیم تھا جس کی سیاحت بھی مشہور ہو۔ وہ ۱۷۶۹ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۵۹ء مین اُس نے وفات پائی۔

عہ لارڈ بیکن مشہور اور گرانپایہ حکیم انگلستان جو موجودہ جدید فلسفہ کا بانی مبانی ہو ۱۵۶۱ء مین پیدا ہوا اور ۱۶۲۶ء مین مرا۔ اس کے سوانح عمری اُردو مین ایک رسالے کی حیثیت سے دفتر دلگداز سے شائع ہوئے ہین۔

اور بہتر بنانا چاہیے۔ اور مجھے اب بتلانے دو کہ یہ ایک کیسا دلچسپ کام ہمین دیا
گیا ہو۔ ایک یونانی مسلم الثبوت مقولہ بتاتا ہو کہ خود اپنے آپ کو پہچاننا کس قدر
دشوار ہو۔ فرانسیسی مصنف **مونتانیہ**[عہ] کہتا ہو کہ "مین نے خود اپنے نفس سے بڑھ
کے نہ ساری دنیا مین کوئی طلسم دیکھا اور نہ اُس سے بڑا کوئی سحر پایا" **سر ٹی
برون**[عہ] جس کی زندگی بہت ہی کم پُر ماجرا یا پر جوش تھی ہم کو یقین دلاتا ہو کہ "اپنے
زندگی اُسے ایک تیس برس کا معجزہ نظر آئی جس کو اگر وہ بیان کرتا تو تاریخ نہ سمجھی جاتی
بلکہ اُس پر ایک شاعرانہ خیال یا افسانے کا اطلاق ہوتا"

نصیحت کرنا **رحبعام** (حضرت سلیمان کے بیٹے) کے زمانے سے لارڈ
چسٹر فیلڈ[عہ] کے زمانے تک ایک محض بیگار سمجھا گیا۔ اور مجھ کو **نیوزیلینڈ** کے
اُس نئے ایمان لانے والے کا حال بھی بھولا نہین ہو جس کی بابت وہان کے سردار نے
ایک پادری سے بیان کیا کہ اُس نے ہمین اس قدر زیادہ نصیحت کی کہ ہم نے
عاجز آکر اُسے قتل کر ڈالا۔ تاہم **للی** کا قول ہو کہ جو شخص نصیحت کو ابتدا مین
سستے داموں نہین قبول کرے گا وہ آخر مین پچتا کے اور اپنے اوپر ملامت
کر کے قبول کرے گا۔ لہٰذا میری غرض یہ ہو کہ مین اُن لوگون کے واسطے جو کچھ کرنا
چاہتے ہین۔ اور اپنی زندگی کو حتی الوسع عمدہ بنانا چاہتے ہین چند باتین بیان کردوں

یہ کس قدر افسوس کی بات ہو کہ لوگ موقعون کو ہاتھ سے نکل جانے دیتے
ہین۔ جو برکتین بے پروائی اور بیہودگی سے ضائع کردی گئین اُن سے کتنے آدمی

عہ مونتانیہ ایک مشہور فرانسیسی مصنف تھا جو لائق مضمون نگار تسلیم کیا گیا ہو ۱۵۳۳ء مین پیدا ہوا اور ۱۵۹۲ء مین مرا

عہ برون جسکا اصلی نام ٹامس برون تھا انگلستان کا ایک زبردست ور مشہور فلسفی تھا ۱۶۰۵ء مین پیدا ہوا اور ۱۶۸۲ء مین مرا

عہ چسٹر فیلڈ انگلستان کا ایک صاحب علم اور با مذاق امیر تھا جو ۱۶۹۴ء مین پیدا ہوا اور ۱۷۷۳ء مین مرا

مسرت حاصل کر سکتے ؟
خیال رکھو کہ تمھاری مسرتین محض خیالی نہین بلکہ حقیقی ہین - ہم بہت سے کام کرتے ہین اور اس لیے کہ اُنھین مسرت سمجھتے ہین - لیکن وہ ایسے ہین کہ اگر اُنھین کسی اور نام سے یاد کیا جاتا تو ہم نفرت کرنے لگتے - بہت سے لوگ خیال کرتے ہین کہ اُنھین مسرت حاصل ہو - اور محض اس بنا پر کہ وہ کوئی مفید کام نہین کرتے - بعض اور لوگ معلوم ہوتا ہو کہ اُن کے نزدیک مسرت کو صرف حواس ظاہری ہی سے تعلق ہو - حالانکہ بخلاف اس کے دلی مسرتین نہایت ہی تشفی بخش بھی ہین اور زیادہ پائدار بھی ہین -
ہم اپنے صرف ایک جسم کو جس کی صحت پر دل کی صحت منحصر ہو غفلت و بے پروائی سے ضرر پہونچا لیتے ہین - اور ہنرمندی کے ذریعے سے جتنی مسرتین حاصل ہو سکتی ہین اُن کی نصف بھی ہمین نہین نصیب ہوتین - مین یہ خیال کر کے متحیر ہو جاتا ہون کہ جن لوگون نے **نیشنل گیلری** سے فائدہ اُٹھایا وہ لندن کی پوری آبادی کے مقابلے مین کتنے ہین ؟ ہم اپنے آپ کو اس قابل ہی نہین بناتے کہ علم طبیعی کی ایجادون کی قدر کر سکین - **برٹش میوزیم** کی کتنے لوگ

عہ نیشنل گیلری لندن کی ایک عمارت کا نام ہو جس مین وہان کی حرفت و صنعت کے مکمل نمونے دکھائے گئے ہین - اور جس مین جا کے انسان کو معلوم ہو سکتا ہو کہ انگلش قوم نے صنعت اور دستکاری مین کس قدر ترقی کی ہو -

عہ یہ لندن کا سب سے بڑا عجائب خانہ ہو جس مین دنیا کے عجائبات کا سب سے بڑا خزانہ فراہم کیا گیا ہو - اس کے متعلق جو کتب خانہ ہو وہ بھی عجب چیز ہو - فرانس کے کتب خانے کے بعد ساری دنیا کے کتب خانون سے یہ بڑا ہو اور اس مین ہر علم ہر فن اور ہر زبان کی پرانی اور نئی کتابین جمع ہین -

سیر کر چکے ہین؟ اور اُن مین کتنے ہین جنھون نے اپنے نفس کو ایسا درست کرلیا ہو کہ اُس کی قدر کرسکین؟ جس زمین پر ہم رہتے ہین جو آسمان ہمارے سرون پر ہو اُن کی خوبیون اور اُن کی خوبصورتیون سے ہم لطف نہین اُٹھاتے۔ موسیقی شاید ہمارے برتاوے مین زیادہ داخل ہو مگر وہ بھی اس قدر نہین جتنی کہ ہوسکتی ہو۔ ہم فخر کرتے ہین کہ حیوانات مین ادراک اور سمجھ نہین ہو۔ اور انسان عقل و تمیز رکھتا ہو۔ مگر غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ اُس عقل نے جس پر ہمین فخر ہو انسانی مسرت مین کس قدر کم اضافہ کیا ہو۔ سنیک^{ع۱} خیال والے فلسفیون کے سوال کے مطابق ابھی تک اِس مین شبہ کیا جاسکتا ہو کہ آیا نفس پر قابو حاصل کرنا من حیث المجموع مصیبت و تکلیف کا باعث ہو یا مسرت و عیش کا؟ حیوانات اپنے آپ کو تکلیف نہین دیتے مگر ہم اپنے نفس کو تکلیف دیتے ہین۔ انسان بیکار امور مین فکر کرتا ہو۔ اور بے ضرورت بجتا ہو۔ شکون۔ خطرون۔ فکرون۔ اور ترددون سے ہم خود ہی اپنا فشار کیے ڈالتے ہین۔ نامعلوم رموز ہمین ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہین۔ مگر ہمین اُن کی وجہ سے بے صبر نہ ہونا چاہیے۔

لیکن باوجودیکہ ہمین متردد نہ ہونا چاہیے پھر بھی ضرور ہو کہ اپنی حفاظت کے لیے ہم فکر کرین۔ جن لغزشون مین مبتلا ہونے کا ہمین اندیشہ ہو اُن سے بچنے کے لیے جتنی عقل و تمیز کی ضرورت ہو اُس سے زیادہ عقل و تمیز بھلائیون اور نیکیون کا امتیاز کرنے کے لیے درکار ہو۔ بُرائی کی صورت باوجود اُس کی تمام خرابیون

ع۱ یونانی فلسفیون مین سے ایک خاص خیال کے حکما سینک کہلاتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ انسان بالطبع عشرت پرستی اور شہوت پرستی کی طرف مائل ہو۔ اور اسی خیال کی وجہ سے وہ لوگ دنیا کی تمام رسمون اور یہان کی ہر چیز کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور قابل نفرت جانتے تھے۔

کے ایسی بدل دی گئی ہو کہ پہلی نظر سے دیکھتے ہی ہم فریفتہ ہو جاتے ہین - اور پہلی نظر سے دیکھتے وقت اگر اُس کے مُنھ پر کسی خوبی کا چہرہ نہ لگا ہوا نظر آتا تو وہ بہت مشکل سے ہمین بدکار بنا سکتی ؎" ایسے لوگون سے ہم سب ملے ہین جنھون نے عمدہ خیالات ہی کی بنا پر اپنے آپ کو کنجوسی اور سنگدلی کا ملزم بنا لیا ہو - **لارڈ پامرسٹن** عــــہ نے ایک مرتبہ خود اپنے امر پر اس پہلو سے نکتہ چینی کی کہ سب لڑکے پیدائش کے وقت نیک ہی ہوتے ہین عــــہ - گر خود ہی زحمت اُٹھا اُٹھا کے اپنی استعداد کے مطابق شریر بن جاتے ہین - **سر لی برون** نے کیا خوب کہا ہو" اتنا ہی رحم غنیمت ہو کہ دنیا کے بدکاری کے راستون مین چل کے ہم یک بیک شریر نہین ہو جاتے - بلکہ ہمارے بگڑنے مین تھوڑا وقت بھی صرف ہوتا ہو اور کسی قدر زحمتین بھی برداشت کرنی پڑتی ہین - جس طرح آسمان سے تارہ ٹوٹ کے گرتا ہو اُس طرح ہم ایک ہی دن مین نیکی کے دامن سے نہین گر پڑتے"

لیکن اگر ہم اِس شخصی حالت سے تجاوز کر کے قومی حالت کی طرف توجہ کرین تو یہ دیکھ کے کہ کیسے کیسے موقع ہاتھ آنے کے بعد ہم نے کھو دیے ہین کیا ہمارے لیے زیادہ چونکا دینے والا نہ ہوگا ؟ نوع انسانی **نیوٹن** عــــہ کے سامنے اب بھی اس کا اقرار کر سکتی ہو کہ ہماری حیثیت محض اُن بچون کی سی ہو جو سمندر کے کنارے کھیل رہے

عــــہ لارڈ پامرسٹن انگلستان کا ایک مشہور و معروف رئیس اور تمدن کا زبردست ماہر گذرا ہو ۱۷۸۴ء مین پیدا ہوا تھا اور ۱۸۶۵ء مین مرا

عــــہ اسلام مین اسی مضمون کی یہ حدیث موجود ہو کہ "کُلُّ مَولُودٍ یُولَدُ عَلَی الفِطرَۃِ وَاَبوَاہُ یُہَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ وَیُمَجِّسَانِہٖ" ہر بچے کی ولادت نیکی ہی پر ہوتی ہو مگر مان باپ اُسے یہودی نصرانی اور مجوسی بناتے ہین -

سر آئزک نیوٹن انگلستان کا مشہور اور بہت ہی اعلیٰ درجہ کا فلسفی ہو - اُس نے قدرت کی وسعت اور انسان کی ناواقفی کی یہی مثال دی ہو - کہ ساری تحقیق و تفتیش اور ایجاد و اختراع کی اس سے زیادہ وقعت نہین کہ چند بچے سمندر کے کنارے سیپیان چن رہے ہین - وہ ۱۶۴۲ء مین پیدا ہوا تھا - اور ۱۷۲۷ء مین ملک عدم کو سدھارا -

ہون - اور ادھر اُدھر سے ڈھونڈھ کے معمول سے زیادہ خوبصورت سیپیون یا سمندر کی نازک شاخون کو جمع کر رہے ہون - حالانکہ حقیقت کے اصلی سمندر پر اس وقت تک بالکل لاعلمی کا پردہ پڑا ہوا ہو - دنیا مین ایک چیز بھی ایسی موجود نہین ہو جس کے کُل منافع اور اُس کے تمام خواص ہم نے دریافت کرلیے ہون - ہم صبح سے شام تک محنت کرتے ہین - اور اس سے بھی زیادہ محنت کرنے کو تیار ہین اگر صرف اتنا معلوم ہوسکے کہ مادے کے تمام خواص اور قدرت کے کل تصرفات کیا ہین - بظن غالب فقط ایک یا دو گھنٹے مین ہم اپنے جسم کے ضروری اور مناسب حوائج کو فراہم کرلین گے - اور دل کی اصلاح کے لیے کافی وقت موجود ہوگا - بھاپ کی قوت سے ہنوز پورا فائدہ نہین اُٹھایا جاسکا - برقی قوت ہمارے بچپن مین بالکل نامعلوم تھی اور اب ہم نے اُسے سمجھنا شروع کیا ہو - ندیون کے دھارے مین جو قوت ہو وہ اِس وقت تک بے کار جارہی ہو - اگر ان **ایسٹھینکس** ذرا اور جلدی دریافت ہوجاتی تو بہت سی زحمتین جو انسان کو اُٹھانا پڑین اُن سے بچ گیا ہوتا ایسی مثالین اگر لکھی جاوین تو ایک دفتر ہوجاوے گا - کوئی شخص شُبہ نہین کرسکتا کہ ابھی ہزارون ایسی باتین پڑی ہین جن کی تحقیقات نہین ہوئی - باوجودیکہ ہزارون تحقیقاتین ہوچکی ہین - کیا یہ تعجب انگیز بات نہین ہو کہ وہ قومین جو مسیحی نام سے مشہور ہین لاکھون روپیہ صرف ضائع نہین کردیتین بلکہ ضائع کرنے سے بھی بدتر کامون مین یعنے ایک دوسرے کے تباہ کرنے اور ملک کے واسطے درندون کی طرح لڑنے مین صرف کردیتی ہین جبکہ حق کا بحر اعظم اُن کے سامنے نامعلوم پڑا ہوا ہو -

---

عہ ایک چیز جس کے لگانے سے حس کی قوت جاتی رہتی ہو - اور انسان کو درد وغیرہ نہین محسوس ہوتا -

گذشتہ زمانے مین ہم اس بات پر قانع تھے کہ ہماری اولاد بغیر لکھے پڑھے جوان ہو جاوے تو کچھ مضائقہ نہین لیکن زمانے مین بھی بہت سے لوگون کو یہ کہتے سنتے ہین کہ زیادہ تعلیم بے فائدہ ہی۔ لیکن اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو بہت سی حالتون مین یہ معلوم ہوگا کہ اس کہنے سے اُن کا مطلب محض اُس تعلیم سے ہی جو کہ روزمرہ کے کامون سے کوئی تعلق نہ رکھتی ہو۔ بہت سے ایسے لوگ پڑے ہین جو کہتے ہین کہ تعلیم مین روپیہ بہت صرف ہوتا ہی لیکن وہ اس سے بالکل غافل ہین کہ تعلیم سے زیادہ روپیہ جاہل رکھنے کی وجہ سے تباہ ہوجاتا ہی۔ اگرچہ اب ہماری کل اولاد کچھ نہ کچھ تعلیم پاتی ہی تاہم ابھی اس بات پر شبہہ کیا جاسکتا ہی کہ اب تک ہم نے مناسب طریقہ تعلیم دینے کا اختیار کیا ہی یا نہین۔ (مین اس جگہ اس مسئلہ پر بحث نہ کرونگا) مگر مین اس مقام مین اتنا ضرور کہونگا کہ ہم لوگون نے اسکولون مین اخلاقی تعلیم کی طرف سے نامناسب غفلت کی ہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہی کہ یہ عام قیاس تو قائم ہوگیا ہی کہ اگر کوئی شخص احکام الٰہی کو توڑ ڈالے تو ضرور ہی کہ وہ شخص غلط کر رہا ہی اور غالباً دوسرون کو تکلیف کا بھی باعث ہوگا۔ لیکن وہ شخص اس جہان مین تو ضرور اپنے تئین زیادہ مسرت پہونچا لے گا اور آرام مین ہوجاوے گا نیز یہ کہ خودکامی۔ لالچ بے اعتدالی و کاہلی و دیگر عیوب کرنا گو بنرا ہی مگر کوئی شخص اپنی ذات کے واسطے دوسرون کو نقصان پہونچا کر ان سے فائدہ اُٹھا سکتا ہی۔ اور یہ بھی ایک عام خیال پیدا ہوگیا ہی کہ اگر ایک شخص دوسرون کا خیال نہ کرے اور صرف اپنا ہی خیال رکھے تو اُسکی فطری خواہش یہ ہوگی کہ آرام اور خوشی کے ساتھ زندگی بسر ہو۔ نیک اور پارسا ہونا گو کہ نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہی مگر اس مین ایک شخص اُن مشغلون سے بھی اپنی

طبیعت کو محفوظ نہین کر سکتا جن مین نہ تو کوئی عیب ہو اور نہ کوئی گناہ - مختصر یہ
کہ ان مین اُس کو اپنے نفس پر جبر ضرور کرنا پڑتا ہو - یہ خیال بالکل غلط ہی نہین بلکہ
معاملہ اس کے برعکس ہو - یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ بُرائی کا راستہ اختیار کرنے مین کوئی
رُوک ٹوک نہین ہو اور بہت آزادی ہو - بلکہ جناب آپ اس کے خلاف یہ پاٰیے
گا کہ ایک بدکار آدمی بدترین مالکون کا غلام ہو یعنے اپنی شہوتون کا -

بعض نوجوانون کا یہ خیال ہو کہ بدکاری مین ایک قسم کی مردانگی ہوا کرتی ہو
لیکن اگر وہ غور کرین تو اس بات کو دیکھین گے کہ ایک کمزور اور بُزدل بیوقوف بھی
بدکار ہو سکتا ہو - دراصل پارسا اور صالح ہونے کے واسطے مردانگی ضروری ہو
اور راستی مین آزادی ہو - بدکاری حقیقۃً غلامی ہو - ایک خاص چال چلن کے طریقے
کے نادرست ہونے کی یہ وجہ نہین ہو کہ اُس مین تنزل اور بے عزتی ہو بلکہ نادرست
طریقہ تنزل اور ذلت کا باعث ہوتا ہو - اگر اخلاق مین کچھ ایسا غیر معمولی انقلاب
واقع ہو جاوے کہ اب جو باتین درست سمجھی جاتی ہین نادرست ٹھہرائی جا دین تب
بھی وہ طریقہ جو حقیقت مین نادرست ہو دلی آرام اور مسرتون کے واسطے مضر ہی ہوگا -
مین اس بات کی تائید مین کسی علم الٰہی جاننے والے کے مقولہ کو نہین پیش کرون گا جو
کہتے ہین کہ گناہ رنج کا باعث ہوتے ہین اور اُن کا جُدا ہونا غیر ممکن ہو بلکہ مین اس
بات کی تائید ایک دنیادار آدمی کے کلام سے کرون گا - **لارڈ چیسٹر فیلڈ** نے ایک
خط اپنے لڑکے کو تحریر کیا تھا جس مین بہت سی دانشمندانہ نصیحتین کی ہین اُس خط
کا آخری جملہ یہ ہو "پارسا اور صالح ہونے کے انعام ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہین اور
اگر تم بڑے اور نیک آدمی ہونا چاہتے ہو تو ایسے ہی لوگون کے چال چلن کی تم

کو نقل کرنی چاہیے اور بس یہی ایک طریقہ خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا ہو"

ڈی کارٹ[1] نے اپنے قواعد کو زندگی کے عمل کے طریقے کے واسطے چار نصیحتوں مین یون بیان کیا۔ اول اُس ملک کے قانون سے اور اُس مذہب سے جس مین تربیت پائی ہو سرتابی نہ کرنا۔ دوم اُن موقعون پر جن مین کام کی ضرورت ہو فوراً اور اپنی سمجھ کی حد تک کام کرنا اور جو کچھ نتیجہ ہو اُس پر بغیر ناگواری ظاہر کیے راضی ہو جانا۔ سوم اپنی خواہشون کے محدود کرنے مین مسرت تلاش کرنا۔ نہ کہ اُن خواہشون کے پورے ہونے کی کوشش مین۔ چہارم زندگی کا کام حق کی تلاش ہونا چاہیے۔

للی اپنی ایک مشہور کتاب مین یون صلاح دیتا ہو "چراغ مین بتی پڑتے ہی سو رہو اور جس وقت لارک[2] جاگتی ہو اُٹھ بیٹھو۔ خوش و خرم رہو لیکن انکساری کے ساتھ سنجیدہ ہو مگر ترش رو نہ ہو۔ دلیر ہو مگر بالکل بے دھڑک اور بیباک ہو جاؤ۔ سادہ پوشاک پہنو۔ صحت بخش غذا کھاؤ لیکن بہت نہ کھاؤ۔ دل بہلاؤ مگر دل کے بہلانے مین وہ باتین کرو جن مین کوئی ہرج اور ضرر نہ ہو۔ بے وجہ کسی کو بے اعتبار نہ سمجھو اور نہ ہر اک بات پر بلا ثبوت یقین کر لو۔ بغیر سمجھے بوجھے جلدی سے ہر ایک کی راے کا تتبع نہ کرو اور نہ اپنی ہی راے پر ہٹ کرو۔ خدا کی اطاعت کرو۔ خدا سے ڈرو اور محبت کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنی برکتین تم پر نازل کرے گا جیسا کہ تمھارے دل اور تمھارے دوستون کی خواہش ہو"

---

[1] ڈی کارٹ" فرانس کا ایک نامی گرامی فلسفی گذرا ہو۔ جو ۱۵۹۶ء مین پیدا ہوا تھا۔ اور ۱۶۵۰ء مین دُنیا سے رخصت ہوا

[2] لارک انگلستان کی ایک نغمہ سنج چڑیا ہو۔ جو تڑکے سے اپنا ارغنون بجانا شروع کرتی ہو۔ اور اُسے ارض مغرب مین قریب قریب ایشیائی بلبل کی وقعت حاصل ہو۔ اُس کے ساتھ اُٹھنے کا مطلب یہ کہ تڑکے اُٹھو۔

نہ صرف خود غرض شریر اور بے خبر ہی اپنے فائدے کے واسطے اپنے تئین اور دوسرون کو مصیبت مین ڈال دیتے ہین بلکہ بہت سے قابل عزت لوگ اور بہت سی عمدہ کتابین جو کہ اچھے ارادے کے ساتھ لکھی گئی ہین اُن مین بھی اسی قسم کی غلطی پائی جاتی ہے - اُن کا یہ خیال ہے کہ زمانہ جو گناہ مین گذرتا ہے زیادہ خوشی کے ساتھ کٹتا ہے اور نیکی کو جفاکشی اور مذہب کو نفس کشی تصور کیا ہے اور اب بھی ہم کو روزمرہ ایسے قابل لوگ ملتے ہین جن کا یہ خیال ہے کہ مسرت بخش باتین نادرست ہین اور اصلی منشا مذہب کا ترش تلخ اور پُرغم ہے - اور یہ قدرتی بہار اور رونق جو کہ ہم لوگون کے گرد پائی جاتی ہے رحمت نہین ہے بلکہ اس کو شیطان نے ہمارے بہکانے کے واسطے جمع کر رکھا ہے - اور یہ ہرگز اللہ تعالے نے جو کہ بھلائیون کا پیدا کرنے والا ہے ہم لوگون کے آرام و آسائش کے واسطے نہین پیدا کی ہین - کوپر[عہ] کے دو دلچسپ مصرعون کا یہ مضمون ہے ”غم کا راستہ صرف یہی ایک ایسا راستہ ہے جو ایسی سرزمین کو گیا ہے جہان کہ کوئی شخص رنج و غم کے نام سے بھی واقف نہین ہے“

یہ سچ ہے کہ زندگی مین رنج و غم ضرور ہوتا ہے اور نور بغیر سایے کے نہین ہوتا قطع نظر اُن رنجون کے جو ہمین اس تھوڑے سے زمانۂ زندگی مین اپنے پیارے عزیزون یا دوستون کے مرنے پر ہوتے ہین خود ہماری ہستی کی حالت کچھ ایسی پیچیدہ ہے - اور دنیا کا ابھی اس قدر بچپن ہے - اور ہم کو آج تک اچھی طرح یہ بھی نہین معلوم کہ ہماری ہستی کی ضروریات کیا ہین مادے کے خواص اور اُس کی ماہیت کیا ہے - اور

عہ کوپر ایک مشہور و مقبول شاعر گذرا ہے - جو ۱۷۳۱ء مین پیدا ہوا تھا - اور ۱۸۰۰ء مین مرا -

قوت کی اصلیت کس طرح پر ہو۔ پس ایسی حالت مین کوئی تعجب نہین اگر ہم کو رنج و تکلیف اُٹھانا پڑے۔ کوپر کہتا ہو کہ "غم کا راستہ۔ اور صرف وہی راستہ ہو جو سیدھا بہشت کو چلا گیا ہو" جس سے یہ لازم آتا ہو کہ یہان عیش و آرام کرنا آخرت مین مصیبت کا باعث ہوگا۔ اس غلط خیال نے بہت سے اندیشہ مند لوگون کو تردد اور فکر مین ڈال دیا ہو۔ بہت سے تیز فہم نوجوانون نے خود ہی ملامتی کی کوفت اُٹھائی اور اپنے آپ کو اذیت دی اور صرف اِس وجہ سے کہ اُن کو مسرت کی دولت حاصل تھی۔ اُن کو چاہیے تھا کہ ایسی نعمت کا شکر کرتے اور اس بات کو سمجھتے کہ اس بے بہا موقع سے وہ اُن لوگون کے راستے کو منور کر سکتے تھے جن کے دلون مین خوشی اور مسرت کا چشمہ بوجہ غم یا بیماری کے خشک ہو گیا ہو۔ کوپر درحقیقت پیورٹین[عہ] نہ تھا۔ تاہم کیا اُس کی نصیحتون مین اُن لوگون کے منشا کا رنگ نہین پایا جاتا ہو جن کی بابت مکالے[عہ] نے یہ کہا ہو کہ "وہ ریچھ کو اذیت پہونچانے پر اِس وجہ سے اعتراض نہین کرتے کہ ریچھ کو تکلیف ہوتی ہو بلکہ اس وجہ سے کہ تماشائیون کو اُس سے خوشی حاصل ہوتی ہو"

بہت لوگ ہستی کا راز دریافت کرنے کے لیے اپنے نفس کو بہت رنج اور تکلیف

عہ پیورٹین عیسائیون کا ایک فرقہ ہو۔ ان لوگون کا مذاق تصوف کا ہو۔ اور نقش کشی کے حامی ہین ملکہ الزبتھ سے بیشتر انگلستان مین ان لوگون کا بڑا زور تھا۔

عہ مکالے جو لارڈ مکالے کے نام سے مشہور ہو انگلستان کا بڑا زبردست جادو نگار مورخ اور انشا پرداز تھا۔ ۱۸۳۴ء مین ہندوستان کی سپریم کونسل کا ممبر تھا۔ ہندوستانیون کو تعلیم دلانے پر گورنمنٹ کو اُسی نے مجبور کیا۔ اور یہ موجودہ تعلیم اُسی کی برکت ہو۔ ۱۸۰۰ء مین پیدا ہوا اور ۱۸۵۹ء مین وفات پائی۔

دیتے ہین سوؔدی[عہ] کا مقولہ ہو کہ "ایک نیک اور عقلمند آدمی کبھی دنیا پر غصہ کرتا ہو اور کبھی اُس کے واسطے رنج کرتا ہو لیکن یہ یقین جانو کہ جو شخص اپنا فرض اس دنیا مین ادا کرتا ہو وہ کبھی دنیا سے ناخوش نہین ہوتا" **ویٹر** کا قول ہو کہ "دنیا کا معمہ صرف اُسی کی سمجھ مین آیا ہو جو خدا کو نیک جانتا ہو" **سنیکا** کہتا ہو "کوئی فرض ایسا ہئی نہین جس کے ادا کرنے مین ہم کو خوشی نہ حاصل ہو اور کوئی رغبت ایسی نہین جس کا علاج موجود نہ ہو" **ملٹن**[عہ] کہتا ہو "نیچر (قدرت) کو الزام نہ دو وہ اپنے حصہ کا کام کر چکی ہو - اب تم اپنے حصہ کا کام انجام دو" اگر خالق کا منشا یہ نہ ہوتا کہ ہم نیچر سے لطف اُٹھاوین تو یہ یقین جانو کہ وہ نیچر کو کبھی ایسا نہ بناتا کہ اُس کی صورتین آنکھون کو خوشنما اور اُس کی آوازین کانون کو نغمہ معلوم ہوتین- اس کا اندازہ کرنا قریب قریب غیر ممکن ہو کہ اپنی ذات کو درست اور آراستہ رکھنے سے انسان اپنے واسطے کس قدر خوشی اور دوسرون کے واسطے کس قدر چین مہیا کر سکتا ہو-

اگر یہ زمانہ داقعی نہایت تعجب انگیز دلچسپ اور تربیت یافتہ ہو تو اصل مین یہ ہماری خوش قسمتی ہو نہ کہ ہمارے افعال کا نتیجہ اور یہ ایسی بات ہو جس پر شکر کرنا چاہیے نہ کہ ہم فخر کرین-

جبکہ ہم شکرگزاری کرتے ہین اور زندگی کی برکتون سے لطف اُٹھاتے

عہ سودی انگلستان کا ایک نامی گرامی شاعر اور جادو نگار ادیب تھا جو ۱۷۷۴ء مین پیدا ہوا اور ۱۸۴۳ء مین مرا-

عہ ملٹن انگلستان کے ابتدائی اُٹھان کے زمانے کا زبردست شاعر تھا- ۱۶۰۸ء مین پیدا ہوا- اور ۱۶۷۴ء مین مرا

ہین ایسی حالت مین ہم کو یہ امید نہ کرنی چاہیے کہ ہم کو رنج و افکار نہ ہون گے۔ **والپول**[عہ] نے زندگی کو یون بیان کیا ہو کہ " وہ اُن لوگون کے واسطے مسرت آگین ہو جو فکر و غور کرتے ہین اور اُن لوگون کے لیے باعث درد و غم ہو جن مین دلی جذبات بھرے ہوئے ہین " درحقیقت زندگی اکثر دردناک ہوتی ہو اور بہت کم مسرت آگین - لیکن قاعدہ یہ ہو کہ ہم اُسے جیسا بنانا چاہین ویسا ہی بنا سکتے ہین - **سقراط** کا قول ہو کہ " ایک نیک آدمی پر نہ تو جیتے جی کوئی مصیبت آسکتی ہو اور نہ بعد مرگ " حقیقۃً جن لوگون نے کہ امیدین دلائین اکثر اُن کا مذاق زیادہ سچا تھا بہ نسبت اُن لوگون کے جنھون نے مصیبتون کی پیشین گوئیان کین - اصل بات یون ہو کہ ہم لوگ خوشی کے برسون کو بے خبری سے گزار دیتے ہین - اور درد و الم کے ہر ہر لمحہ کا شمار کیا کرتے ہین -

ہم ہمیشہ یہ امید نہین کر سکتے کہ ہمین کامیابی ہی ہو گی - کیونکہ نیچر کو بھی بعض اوقات ناکامیابی ہو جاتی ہو - بادشاہ **الفرڈ**[عہ] نے **بوئیتھیس** کے ترجمے مین یون کہا ہو کہ " اپنی دولت اور اقبال مندی پر غرور کی راہ سے سربلند نہ کرو اور نہ مصیبت کے زمانے مین بھلائی سے مایوس ہو جاؤ "

انجیل کے ایک مشہور فقرے کا ترجمہ یون ہو " وہ پھاٹک کشادہ اور وہ راستہ چوڑا ہو جو ہلاکت کی طرف لیے جاتا ہو اور وہ لوگ کثرت سے ہین جو اس پھاٹک کی طرف جاتے ہین - کیونکہ وہ پھاٹک دشوار اور وہ راستہ تنگ ہو جو زندگی کی

عہ ہوریس ایک معزز اور نامی انگلش مصنف تھا جو سنہ ۱۷۱۷ء مین پیدا ہوا - اور سنہ ۱۷۹۷ء مین مرگیا -

عہ الفرڈ انگلستان کا ایک حکمران تھا جس نے روم مین جا کے علم حاصل کیا - اور بہت سی لاطینی کتابین ترجمہ کین - سنہ ۸۴۹ء مین پیدا ہوا - اور سنہ ۹۰۱ء مین مرا -

طرف گیا ہو۔ اور بہت کم ایسے لوگ ہین جو اُس کو پاتے ہین۔

مین خیال کرتا ہون کہ لوگ اِس کے معنے غلط سمجھے۔ اس کے معنے یہ نہین کہ راستہ صاف نہین ہو اور اُس مین زیادہ تکالیف ہین۔ بلکہ اس کے معنی صرف یہ ہین کہ وہ رستہ تنگ ہو اور جلدی نہین مل جاتا۔ اس مین کوئی شک نہین کہ سیدھا راستہ صرف ایک ہی ہوتا ہو۔ گو کہ اُس رستہ کے ساتھ ہی ساتھ ہر جانب پگڈنڈیان پھیلی ہوئی ہون۔ جہاز کا رستہ سمندر مین صرف ایک ہی ہوتا ہو۔ اور قطب نما مین جو اور بھی بہت سے نقطے بنے ہوتے ہین اُن پر عمل کرنے سے جہاز کبھی کنارۂ مقصود کو نہ پہونچے گا۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہین نکلتا ہو کہ اُس راستے مین سختیان اور طوفان دوسرے راستون سے زائد ہین۔

دراصل کوئی اس بات سے انکار نہین کر سکتا کہ وہ باتین جو نادرست ہین اکثر خوشی اور بعض اوقات ایک لمحہ بھر کے لیے مسرت بھی دے دیتی ہین۔ اس سے انکار کرنا فضول ہو کیونکہ اس بات کے انکار سے رغبتون کی ہستی پر اعتراض لازم آتا ہو۔ جو بات مین ظاہر کرنا چاہتا ہون وہ یہ ہو کہ اِن رغبتون کی اطاعت سے ہم کو ایک لمحہ کی خوشی کے واسطے آئندہ غم اُٹھانا پڑتا ہو۔ اور قلیل نفع کے بدلے مین نقصان کثیر برداشت کرنا ہوتا ہو۔

واقعی یہ کہنا بے موقع نہ ہوگا (اور مین صرف اس دنیا کی زندگی کی بابت کہتا ہون) کہ اگر ہم خوشی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہین تو ہم کو نیک ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ خودکامی سے زیادہ خود فراموشی مین مسرت حاصل ہوتی ہے۔

اقبال مندی اور فلاح کے ساتھ مسرت ہمیشہ نہین پائی جاتی ہی- اور بہت سے لوگ جن کے پاس بہ ظاہر ہر طرح کا سامان مسرت موجود ہی مصیبت اور تکلیف مین مبتلا ہین- **بوائل**عہ کا قول ہی کہ "قسمت بہت کچھ دے سکتی ہی- لیکن یہ انسان کے دل ہی کا کام ہی کہ اُس کو بہت کافی سمجھے" **ڈائر**عہ کے ایک شعر کا مضمون ہی کہ "مین اپنے دل مین ایسی عمدہ مسرتین پاتا ہون کہ وہ میرے لیے ایک سلطنت ہی"

واونیارگزعہ کہتا ہی "یہ بات ہر ایک کے اختیار مین نہین ہی کہ دولت- عہدہ اور عزت حاصل کرلے- لیکن نیک فیاض اور عقل مند ہر شخص ہوسکتا ہی" جو چیزین ہمارے قبضہ مین ہین وہ اصلی دولت نہین ہین- بلکہ جو کچھ ہین ہم خود ہین جس قدر فوقیت ہوتی ہی اُسی قدر ذمہ داری بھی بڑھتی ہی-

سینٹ کری سوسٹمعہ کا قول ہی کہ "موجودہ حالت ایک تھئیٹر ہی- اور انسان کا کاروبار ایک تماشا ہی- دولت و نکبت- حاکمی و محکومی- اور ایسی ہی دیگر حالتین تماشے کی نقلین ہین- جبکہ دن (یعنی زمانہ) ختم ہوجاوے گا تب یہ تھئیٹر بھی بند ہوجاوے گا اور ایکٹر لوگون کے منھون پر جو چہرے لگے ہوئے ہین اُتر جاوین گے- اُس وقت ہر ایک آدمی کی اور اُس کے اعمال کی جانچ ہوگی-

---

عہ بوائل آئرلینڈ کا ایک انشا پرداز اور فلسفی تھا سنہ ۱۶۲۶ء مین پیدا ہوا- اور سنہ ۱۶۹۱ء مین لندن مین مرا-

عہ ڈائر نام کے تین مشہور شخص ہوئے ہین- مگر یہان جارج ڈائر سے مراد ہی جو بڑا شاعر محقق اور آثار قدیمہ کا مجسس تھا سنہ ۱۷۵۵ء مین پیدا ہوا- اور سنہ ۱۸۴۱ء مین دنیا سے رخصت ہوا-

عہ واونیارگز افسوس کہ اس مشہور حکیم کے حالات سے ہم مطلع نہین ہوسکے-

عہ سینٹ کری سوسٹم بہت قدیم زمانے کا ایک مسیحی مقتدائے دین اور جادو بیان تھا جو قسطنطنیہ کا اسقف مقرر ہوگیا تھا سنہ ۳۴۴ء اور سنہ ۳۵۴ء کے درمیان ایطالیہ مین پیدا ہوا تھا اور سنہ ۴۰۷ء مین ایشیاے کوچک مین دفن ہوا-

اُس وقت اُس کی دولت - عہدہ - عزت - اور حکومت نہ پوچھی جاے گی بلکہ ہر شخص کی ذات اور اُس کے اعمال پوچھے جاوین گے - لہذا ہم کو یہ امید کرنی چاہیے کہ ہمارے اعمال پورے اُترین"

وہ جانچ کیا ہوگی؟ یہ نہ دیکھا جاوے گا کہ ہم نے کس قدر کام کیا ہو۔بلکہ یہ دیکھا جاوے گا کہ ہم اپنی کوششون سے کامیابی کے مستحق تھے یا نہین ——

وٹن[عہ] کہتا ہو کہ "کیا ہی خوش قسمت وہ شخص پیدا ہوا ہو اور کیسی اچھی اُس شخص نے تربیت پائی ہو جو دوسرون کی مرضی کا غلام نہین ہو-جس کا زرہ بکتر اُس کا ایماندارانہ خیال ہو - اور محض سچائی جس کا علم و ہنر ہو"

حقیقۃً عقل مندانہ اور ایماندارانہ زندگی مسرت آگین زندگی ہو - اور گناہ اصل مین جفاکشی ہو - حضرت سلیمان کی یہ نصیحت ہو کہ "اے میرے بیٹے - تو میرے قانون کو فراموش نہ کر - میرے حکمون کو اپنے دل مین جگہ دے - کیونکہ اُن سے تجھ کو درازی ایام - بڑی زندگی اور اطمینان خاطر ہی حاصل ہوگا -

دوسرا باب

خوش سلیقگی یا شعور

زندگی مین کامیابی کے واسطے قابلیت سے زیادہ سلیقے کی ضرورت ہو - جن لوگون مین یہ مادہ خلقی نہین ہو اُن کو آسانی سے حاصل نہین ہوتا - لیکن اس بات کا خیال رکھنے مین کہ لوگ کیا چاہتے ہین کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہو سکتا ہو

عہ وٹن انگلستان کا ایک مصنف اور مدبر سلطنت تھا جو ۱۵۶۸ء مین پیدا ہوا - اور ۱۶۳۹ء مین مرا -

اگر تم کو خوش کرنے کا موقع ملے تو اُسے ہاتھ سے نہ دو۔ سب کے ساتھ خُلق سے پیش آؤ۔ **لیڈی مانٹگیو** کا مقولہ ہو کہ "خُلق کرنے مین کچھ خرچ نہین ہوتا ہوا اور ہر چیز بے دام ہاتھ آجاتی ہو" واقعی یہ بات بہت صحیح ہو۔ خُلق سے بے دام ایسی چیزین ہاتھ آجاتی ہین جو دامون سے نصیب نہین ہوسکتین پس تمھاری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ جس آدمی سے تمھاری ملاقات ہوجاوے اُس کو تم اپنا بنا لو۔ **برلے** نے ملکہُ الزبیتھ کو یہ نصیحت کی کہ "لوگون کے دل کو اپنا کرلو۔ پھر اُن کے دل اور اُن کا مال و متاع تمھارا ہی ہوجاوے گا"

سلیقے کو اکثر اُس مقام پر بھی کامیابی حاصل ہوئی ہو جہان کہ قوت کو ناکامی ہوئی ہو۔ **للی** نے سورج اور ہوا کی پرانی کہانی کو یون نقل کیا ہو کہ "ایک مرتبہ سورج اور ہوا مین یہ جھگڑا ہوا کہ دیکھیے کسے فتح یابی ہوتی ہو۔ اتفاقاً ایک شخص جا رہا تھا ہوا نے یہ چاہا کہ اُس شخص کی عبا اُتروالے۔ پس اُس نے بڑے زور وشور کے ساتھ چلنا شروع کیا۔ اور خوب جھونکے مسافر کو لگے لیکن جتنی ہی زور کے ساتھ ہوا چلتی تھی اُتنی ہی زیادہ عبا اُس کے بدن مین چمٹتی جاتی تھی۔ تب سورج نے کہا کہ اب تم مجھے کوشش کرنے دو اور سورج نے اپنی کرنین مسافر کے جسم پر ڈالین۔ اور اُس کے جسم کو گرم کرنا شروع کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس گرمی سے مسافر کو پسینہ آگیا۔ اور اُس نے نہ صرف اپنی عبا ہی

عہ لیڈی مانٹگیو انگلستان کی ایک لائق اور مشہور مصنفہ تھی جس کی کتابین مشہور ہین۔ اس خاتون کا اصلی نام الزبیتھ مانٹگیو تھا سنہ ۱۷۲۰ء مین پیدا ہوئی اور سنہ ۱۸۰۰ء مین جام فنا پیا۔

عہ برلے جو ملکہُ الزبتھ کے عہد کا ایک نامور عہدہ دار تھا۔ اور جس کے مشورون پر وہ مشہور ملکہ اکثر عمل کیا کرتی تھی سنہ ۱۵۲۰ء کے قریب پیدا ہوا۔ اور سنہ ۱۵۹۸ء مین مرا۔

اُتار ڈالی بلکہ اپنا کوٹ بھی اُتار کے پھینک دیا۔ اس واقعہ کو دیکھکر ہوا نے سورج کی فتح یابی کا اقرار کر لیا"

ہمیشہ یاد رکھو کہ آدمیون کو زبردستی کسی طرف لے جانے سے رہبری کر کے لے جانا آسان ہے اور ہر حالت مین رہنمائی کرنا مجبور کرنے سے بہتر ہے۔ شیکسپیئر[عہ] کہتا ہے کہ "تم اپنی مرضی کے موافق کام مسکراہٹ سے لے سکتے ہو۔ مگر تلوار سے نہین لے سکتے" یہ شیرین زبانی و لطف و خوشی ہ توانائی کے پہلے ہوئے کشتی ہ

ہمیشہ کوشش کرو بلکہ اپنے تئین اس قابل بناؤ کہ وہ لوگ جن کو تم سے ملنے کا اتفاق ہو تم پر بھروسہ اور اعتبار کرین۔ بہت لوگون کا اثر دوسرون پر اُن کی قابلیت کی وجہ سے نہین بلکہ اُن کے چال چلن کی وجہ سے پڑا ہے۔ سڈنی اسمتھ[عہ] نے فرینسس ہارنر کی بابت جس کا بغیر کسی بڑے عہدے پر ممتاز ہونے کے ایک عجیب دباؤ قومی مجلس حکمرانی پر تھا یون کہا ہے کہ "اُس کی شکل مین دسون احکام الٰہی کندہ تھے (یعنی اُس کی صورت ہی سے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ اُن دسون احکام الٰہی کا پابند ہے جو حضرت موسیٰ کو ملے تھے)"۔

جس حد تک ایمان اور عقل کے ساتھ ممکن ہو لوگون کی خواہشین پوری کرنے کی کوشش کرو۔ لیکن "نہین" کہنے سے نہ ڈرو۔

ہر ایک شخص "ہان" کہہ سکتا ہے۔ مگر ہر شخص خوشی کے ساتھ "ہان" "نہین"

عہ انگلستان کا سب سے بڑا شاعر جس کے ڈراما اور ناٹک فصاحت و بلاغت اور شاعری کے انتہائی کمال پر مانے جاتے ہین۔ اور انگریزون کے خیال مین اُس سے بڑا شاعر دنیا مین نہین پیدا ہوا۔ ۱۵۶۴ع مین پیدا ہوا۔ اور ۱۶۱۶ع مین مرا۔

عہ سڈنی اسمتھ انگلستان کا ایک مشہور اور عالی مرتبت مقتدائے دین اور انشا پرداز تھا ۱۷۷۱ع مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۴۵ع مین مرا

کہ سکتا۔ لیکن "نہین" کہنا نہایت ہی دشوار ہو۔ بہت لوگ صرف اس وجہ سے تباہ ہو گئے کہ "نہین" نہ کرسکے۔ **پلوٹارک**ؑ نے اپنی تاریخ مین لکھا ہو کہ "**ایشیا مائینز** کے باشندے محض اس وجہ سے تابعدار رعایا ہو گئے کہ ایک چوحرفی لفظ کو اپنی زبان سے نہ ادا کرسکے۔ اور وہ "نہین" کا لفظ تھا" اگر ہمارے روزمرہ کے کامون مین "نہین" کی بہت ضرورت ہو تو یہ بھی اُس سے کم ضروری نہین ہو کہ ہم اُسے خندہ پیشانی سے کہین۔ یہ ہمیشہ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہر شخص جس سے ہمارا کچھ بھی بیوہار ہوا اپنے دل مین سمجھے کہ ہمارے ساتھ کاروبار کرنے مین اُسے خوشی ہوتی ہو۔ اور اُس کے دل مین یہ خواہش پیدا ہو جاے کہ وہ پھر ہمارے یہان آوے۔ جس قدر لوگ خیال کرتے ہین اُس سے بدرجہا زیادہ علاقہ کاروبار تجارت کو حالات وجذبات انسانی سے ہو۔ ہر ایک شخص چاہتا ہو کہ ہمارے ساتھ مہربانی اور خُلق کا برتاؤ ہو۔ سادگی اور بشاشت کا برتاؤ اکثر اوقات معاملات کو اپنے موافق فیصل کرالیا کرتا ہو بمقابلہ اس کے کہ پچاس فی صدی کمیشن کا لالچ دیا جاوے۔

ہر شخص اگر چاہے تو اپنے تئین خندہ پیشانی بنا سکتا ہو۔ خوش کرنے کی خواہش آدمیون کو قریب قریب خندہ پیشانی بنا دیتی ہو۔ جس شخص کو کسی کے خوش کرنے کی خواہش نہ ہوگی وہ کسی کو خوش نہ کرے گا۔ ایسی عمدہ نعمت کو اگر تم لڑکپن سے نہ حاصل کروگے تو پھر یہ بات تمھارے واسطے بہت مشکل

عہ پلوٹارک یونان کا ایک نامی گرامی مورخ ہو جس نے مشاہیر کے سوانح عمری اور علم اخلاق پر کتابین تصنیف کین۔ حضرت مسیح کے تقریباً ۴۰ برس بعد ہوا۔ اور بہت بوڑھا ہو کے مرگیا۔

ہو جاوے گی - بہت سے آدمیون کو اپنی زندگی مین ظاہری کامیابی محض اچھے برتاؤ اور چال چلن کے ہاتھون نصیب ہوئی - نہ محض قابلیت کی وجہ سے - بخلاف اس کے بہت سے قابل عزت آدمیون نے جن کے دل نہایت ہی اچھے تھے اور جن کے دماغ مین مہربانی کرنے کے خیال بھرے ہوے تھے بہت سے لوگون کو کج خُلقی کی بدولت اپنا دشمن بنا لیا - علاوہ برین خوش کرنے کی قابلیت ہونا خود ہی ایک خوشی کی بات ہو - اِس کی کوشش کرو اور تم کبھی مایوس نہ ہوگے -

ہوشیار رہو اور مزاج مین آہستگی رکھو - تھما ہوا دماغ رکھنا ویسا ہی ضروری ہو جیسا کہ پُرجوش دل تحریر مین استقلال اور دھیمے الفاظ بہت ہی بیش قیمت ہین - ان باتون سے تم خطرے اور مشکل کے وقت مین محفوظ رہوگے -

اگر تم سے ایسے لوگون سے ملاقات ہو جو تمھارے برابر ہوشیار نہ ہون تو تمھین اُن کو حقارت سے دیکھنے کا کوئی استحقاق نہین ہو - جیسے بڑی جائداد کے وارث ہونے مین کوئی فخر کا موقع نہین ہو اُسی طرح زیادہ لیاقت کے وارث ہونے مین بھی کوئی ناز کرنے کا محل نہین - دونون حالتون مین صرف اُن کا اچھی طرح استعمال کرنا قابل تعریف ہو - علاوہ برین بعض اوقات ایک شخص جیسا ظاہر مین نظر آتا ہو اصل مین اُس سے زیادہ ہوتا ہو - چال چلن دریافت کرنے مین آنکھ ہی بڑی رہنما ہو - امرسن[ع] کا قول ہو کہ ”جب آنکھین ایک بات بتاتی

ع - امرسن ایک مشہور اور مستند ادیب و انشا پرداز تھا جس سے امریکہ کی سرزمین کو فخر حاصل ہو - ۱۸۰۳ء مین شہر بوسٹن مین پیدا ہوا تھا - اور گذشتہ صدی کے آخر مین مرا -

ہون اور زبان دوسری بات کہتی ہو تو دانا آدمی آنکھ ہی کی بات پر اعتبار کرتا ہو۔
ہر شخص کے نیک مزاج ہونے کا حد سے زیادہ اعتبار محض اُس کہنے یا اس کی باتون پر نہ کرلو۔ پہلی نظر مین نہ تو مرد مردون سے محبت کرنے لگتے ہین اور نہ عورتین عورتون سے۔ اگر کوئی اجنبی تم سے حد سے زیادہ محبت کا اقرار کرے اور بہت کچھ دکھلائے تو تم اُس کی باتون کا یقین واثق نہ کرلو۔ ممکن ہو کہ اُس نے جھوٹ نہ کہا ہو تاہم شاید جتنا وہ کہتا ہو اُتنا اُس کا مطلب نہ ہو۔ یا شاید وہ شخص تم سے کوئی غرض رکھتا ہو۔ لہذا محض اس بنا پر کہ کوئی شخص دوستی کا اظہار کرتا ہو یہ یقین نہ کرلو کہ وہ تمھارا دوست ہو اور نہ اِس بات کو جلدی سے باور کرلو کہ فلان شخص میرا دشمن ہو۔

ہم اس بات پر ناز کرتے ہین کہ ہم فہم اور ادراک رکھتے ہین لیکن یہ فرض کرلینا کہ انسان ہمیشہ ادراک و فہم کی ہدایت کے مطابق عمل کرتا ہو۔ بہت بڑی غلطی ہو۔ ہم ایک عجیب متضاد اور متلون مزاج مخلوق ہین۔ زیادہ تر ایسا ہوتا ہو کہ ہم اپنے جوش اور بدظنی کی ہدایت پر عمل کرتے ہین۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تم لوگون کو اُن کے جذبات کا خیال رکھنے سے اپنا ساتھی بنالوگے مگر اُن کو قائل کرکے ایسا نہین بنا سکتے۔

مباحثہ اور استدلال کسی قدر خطرناک ضرور ہو اِس سے اکثر افسردگی اور کشیدگی پیدا ہو جاتی ہو۔ یہ ہوسکتا ہو کہ تم بحث مین جیت جاؤ اور کسی دوست کو ہاتھ سے کھو دو۔ مگر یہ اچھا سودا نہین ہو۔ اگر تم کو بحث کرنا لازمی ہو تو تمھین اِس بات کا اختیار حاصل ہو جو چاہو مان لو۔ لیکن ہمیشہ اس بات کے ظاہر کرنے کی

کوشش کرو کہ گویا کوئی نہ کوئی لفظ تم سے سہو ہوگیا ہو۔ بہت کم آدمیون کو اس بات کا علم ہوتا ہو ہماری دلیل مین کس مقام پر زیادہ خرابی تھی۔ اور اگر اس بات کا علم ہو بھی جاتا ہو تو وہ اس کو پسند نہین کرتے۔ علاوہ برین اگر اُن کو اپنے ہار جانے کا علم بھی ہو جاوے تو اس سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ وہ قائل بھی ہوگئے۔ اور اُن کو اطمینان بھی ہوگیا۔ شاید یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ کسی شخص کو دلیل سے قائل و معقول کرنے کی کوشش کرنا بے فائدہ ہو۔ اپنے بیان یا اپنی غرض کو جہان تک ممکن ہو صاف اور اختصار کے ساتھ ادا کرو۔ اور اگر تم نے اتنا بھی کر لیا کہ اُس شخص کو اپنی راے پر جس قدر اعتقاد تھا وہ ڈگمگا گیا تو بس یہ کافی ہو۔ اور اس سے زیادہ امید تم کو نہ رکھنی چاہیے۔ اور یہی تمھاری کامیابی کا پہلا قدم ہو۔

بات چیت کرنا بجاے خود ایک فن ہو۔ اور یہ لازمی بات نہین ہے کہ جن لوگون کے پاس زیادہ مضمون ہون وہی اچھے تقریر کرنے والے بھی ہون۔ اگرچہ لارڈ چیسٹر فیلڈ کا یہ کہنا حد سے بڑھ جانا ہو کہ ملٹیون کے سردارون مین بہت ہی کم ہین جو ڈی کارٹ یا سر آیزک نیوٹن سے بہتر رفیق صحبت نہ ہوسکتے ہون۔

مین یہ نہین کہتا کہ اچھا سننے والا ہونا بھی اُتنا ہی مشکل ہو جتنا کہ اچھا مقرر ہونا۔ یہ بات یعنی اچھا سُننے والا ہونا کسی طرح آسان نہین ہو اور قریب قریب اُسی قدر ضروری ہو جس قدر کہ اچھا مقرر ہونا۔ جو کچھ کہا جاے اُس کو نکتہ چینی کی نظر سے نہ دیکھو۔ اور نہ اس نگاہ سے دیکھو کہ گویا تم اُس بات کی منصف قرار دیے گئے ہو۔ بلکہ اپنی راے کو ملتوی رکھو اور یہ کوشش کرو کہ جو کچھ مقرر کے

خیالات وجذبات ہین اُن مین تم کو دخل ہو جاوے۔ اگر تم مہربان اور ہمدرد ہوگے تو اکثر تمھاری صلاح لی جاے گی۔ اور تم کو اس بات کی خوشی حاصل ہوگی کہ تم سے لوگون کو تکلیف اور تردد کی حالت مین مدد ملی۔ جب تک تم نوعمر ہو اُس وقت تک اس بات کی بہت زیادہ امید نہ رکھو کہ لوگ تمھاری طرف زیادہ متوجہ ہون اور تمھارا خیال کرین۔ بیٹھو۔ سنو۔ اور دیکھتے رہو۔ یہ ایک مثل ہو کہ "جو لوگ کنارے کھڑے ہوئے ہوتے ہین وہ تماشے کو خوب دیکھتے ہین" جو کچھ ہو رہا ہو تم اُس کو بخوبی دیکھ سکتے ہو۔ چاہے لوگ تم کو نہ دیکھین اور تم سے خبر نہ ہون اِس کو تم ایسا ہی سمجھو کہ گویا تم اوپ انجن لگائے ہوئے ہو۔ تم سب کو دیکھتے ہو اور تمھین کوئی نہین دیکھتا"

اپنے سوچنے کی تکلیف سے بچنے کے لیے چونکہ لوگون کو سوچنا ناگوار ہوتا ہو لوگ تمھارا اندازہ اُتنا ہی کرلین گے جتنا کہ تم نے خود اندازہ کیا ہو۔ **لا بروئیر** کا مقولہ ہو کہ "اس دنیا مین کوئی شخص اپنے تیئن جتنا بنانا چاہتا ہو اُس سے زیادہ نہین بنا سکتا ہو"

تم لوگون کو اپنا دشمن نہ بنالو کیونکہ اس سے زیادہ بُری کوئی بات نہین ہو ایک بیوقوف کو اُس کی حماقت کے موافق جواب نہ دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اُسی کے سے ہو جاؤ۔

یہ یاد رکھو کہ نرم جواب غصّے کو دور کر دیتا ہو **مصرع** نبرّد قز نرم را تیغ تیز۔ تاہم ایک غصّے کا جواب اتنی بڑی حماقت نہین جتنا کہ طنزیہ جواب دینا ہو۔ نوّے فی صدی آدمی گالی اور ضرر کا اتنا بُرا نہ مانین گے جتنا کہ اُن کو بنایا جانا اور

اُن پر ہنسا جانا ناگوار ہوگا۔ وہ سوائے تضحیک کے اور ہر بات کو جلدی بھول جاوینگے۔

لوگون کو دھوکے مین رہنا زیادہ خوش آتا ہو بہ نسبت اِس کے کہ وہ کسی دھوکے سے نکل جائین طراسیلوس نام ایک ایتھنز کا رہنے والا اتفاقاً مجنون ہوگیا اور اُس کو یہ خیال پیدا ہوگیا کہ جتنے جہاز پیری یس مین ہین وہ سب میرے ہی ہین۔ پھر جب وہ کریٹو[عہ] کے علاج سے اچھا ہوگیا تو اُس نے کریٹو سے اس بات کی بڑی شکایت کی کہ مین لُٹ گیا۔ لارڈ چیسٹر فیلڈ کا قول ہو کہ "ایک دوست کو مذاق کے واسطے کھو دینا بڑی حماقت ہو" لیکن میرے نزدیک ایک اچھے لفظ کو نہ استعمال کرنے کی وجہ سے بھی کسی شخص کو اپنا دشمن بنالینا کسی طرح اُس سے کم درجے کی بیوقوفی نہین ہو۔

جلدی سے اپنے دل مین اس شک کو جگہ نہ دے دو کہ تمھاری توہین کی گئی اور نہ یہ خیال کرلو کہ تم ہی ہنسے گئے۔ اسکرب اپنی ایک کتاب مین لکھتا ہو "مجھے یقین ہو کہ اُن لوگون نے میرے ہی بابت کچھ کہا کیونکہ وہ اس قدر ہنسے کہ ہنستے ہنستے ان کے دم ہوگئے۔ بخلاف اس کے اگر تم ہنسے جاؤ تو تمھاری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ تم اُس ہنسنے پر غالب آجاؤ۔ اگر تم لوگون کے ساتھ خود بھی اپنے اوپر ہنسوگے تو بالا تمھارے ہی ہاتھ رہے گا اور تم بجاے نقصان کے فائدے ہی مین رہوگے۔ ہر ایک شخص ایسے آدمی کو پسند کرتا ہو جو کہ اپنے اوپر فقرہ کسے جانے کا برا نہین

عہ اس یونانی حکیم کے حالات ہمین نہین معلوم ہوسکے۔ اور نہ اسکرب کے حالات معلوم ہوسکے جس کا نام بعد آیا ہو

مانتا بلکہ ہنستا ہو اور انصاف کی بات یہی ہو کہ اس سے اُسکی خوش مزاجی اور خوش فہمی معلوم ہوتی ہو۔ اگر تم اپنے اوپر خود ہنسوگے تو اور لوگ تم پر نہ ہنسینگے۔

تم کو اپنی راے پر قائم رہنے کی ہمت رکھنی چاہیے۔ تم کو یہ پہلے سے سمجھ لینا چاہیے کہ اکثر لوگ تم کو ہنسینگے۔ جب تم ایسے ہو جاؤگے تب تم کو کوئی ضرر نہ پہونچیگا۔ جیسے تم ہو لوگون کی نظرون مین ویسا ہی معلوم ہونا کوئی تضحیک کی بات نہین۔ ہان یہ البتہ تضحیک کے قابل بات ہو کہ جتنے تم حقیقۃً نہین ہو اپنے تئین اُتنا بناتے یا دکھلاتے ہو۔ بہت لوگ بعض وقت محض خیالی شکایت کے سبب سے اپنے آپ کو آزار پہونچاتے اور دوسرون سے ناراض اور افسردہ دل ہو جاتے ہین۔

لوگون سے صاف رہو۔ مگر اپنے تئین ذرا لیے رہو۔ اپنے متعلق بہت زیادہ باتین نہ کرو۔ تمھاری باتین نہ اپنی نہ اپنے لیے اور نہ اپنے خلاف ہون۔ بلکہ معمول رکھو کہ اور لوگون کو جتنا وہ اپنی بابت کہنا چاہین کہہ لینے دو۔ اگر وہ اپنے متعلق باتین کرتے ہون تو تم کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اُسکو پسند کرتے ہین۔ پس اگر تم اُنکی باتون کو خموشی سے سنوگے تو اُن لوگون کا خیال تمھاری نسبت اور بھی زیادہ اچھا ہو جائیگا۔ کیونکہ تم نے اُنکی باتین سُن لین۔ تمھین یہ نہ چاہیے کہ اِس بات کو ظاہر کرو کہ تم اُس شخص کو بیوقوف یا موٹی عقل کا سمجھتے ہو۔ (لیکن ہان اگر یہ ظاہر کرنا تمھارا فرض ہو تو مجبوری ہو۔) اگر تم نے ایسا کیا تو اُسکو بیشک شکایت کا موقع ہوگا۔

ممکن ہر کہ تمھاری راے غلطی پر ہو اور اگر ایسا ہوا تو وہ شخص تمھاری نسبت بھی وہی راے قائم کرلے گا جو تم نے اُس کی نسبت قائم کی تھی۔

برکؔ[1] نے ایک مرتبہ کہا کہ "مین کسی پوری قوم پر کبھی جرم نہ لگا سکا" ایک فرقہ بھر پر یا کل آدمیون پر جو ایک پیشے کے ہین حملہ کرنا دانشمندی سے بہت بعید ہر۔

ایک شخص بھول جاتا ہر اور معاف بھی کر دیتا ہر لیکن ایک جماعت کے دل سے کبھی بات نہین نکلتی علاوہ برین ایک شخص واحد بھی ضرر رسانی کو بہ نسبت ہتک کے جلدی معاف کر دے گا۔ بیہودہ بنائے جانے سے زیادہ کوئی اور بات دل مین نہین کھٹکتی ہر۔ لوگون کو برہم کرنے یا بنانے سے تم کو اپنے مقصد مین کبھی کامیابی نہ ہوگی۔

گیٹہؔ[2] نے ایکرمین سے گفتگو کرنے مین ہمارے ملک یعنے اہل انگلستان کی بہت تعریف کی ہر۔ وہ کہتا ہر کہ "انگریز لوگون کی آمد اور طرز معاشرت مین کچھ ایسا استقلال ہر اور وہ بھی خاموشی کے ساتھ ہوتا ہر کہ آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ گویا ہر جگہ کے یہی مالک ہین اور ساری دنیا انھین کی ہر"۔ ایکرمین نے جواب دیا "مگر اس مین شک نہین کہ نوجوان انگریز جرمن کے نوجوانون سے نہ تو زیادہ ہوشیار ہین نہ زیادہ تعلیم یافتہ اور نہ اُن کا دل ان سے زیادہ صاف اور اچھا ہر"۔ گیٹہ نے جواب دیا "جو مین کہتا ہون وہ

---

[1] برک انگلستان کا ایک نامی ادیب اور گران پایہ مدبر مملکت تھا ۱۷۲۹ء مین پیدا ہوا اور ۱۷۹۷ء مین دنیا سے رخصت ہوا۔

[2] گیٹہ سب سے بڑا جرمنی کا ادیب تھا۔ ۱۷۴۹ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۳۲ء مین مرا۔

یہ بات نہین ہو بے شک ان باتون مین وہ لوگ بڑھے ہوئے نہین ہین۔ اور نہ اُن کو دولت اور نسب کا فوق ہو۔مگر اُن کی فوقیت یہ ہو کہ اُن مین ویسے ہی ہونے کی ہمت ہو جیسا کہ فطرت نے اُنھین بنایا ہو۔ وہ ادھورے نہین ہین۔ وہ پورے آدمی ہین مین مانتا ہون کہ بعض وقت وہ پورے بیوقوف بھی ہوتے ہین لیکن اس مین بھی ایک بات ہ۔اور وہ قابل قدر ہو"

ہر ایک کام اور تحریر مین بُردباری اور تحمل سے کام لو۔ بہت سے لوگ یہ زیادہ پسند کرین گے کہ آپ اُن کی پوری داستان کو سنیے بمقابلہ اِس بات کے کہ آپ اُن کی درخواست کو بغیر سُنے منظور کر لین۔

کبھی آپ سے باہر نہ ہو! ۔اگر کبھی برہم ہو بھی جاؤ تو اپنی زبان بند رکھو اور کوشش کرو کہ تمھاری برہمی ظاہر نہ ہو۔غصے کو موقوف کرو۔ برہمی کو چھوڑ دو۔اور برائی کرنے کے واسطے بے قرار نہ ہو جاؤ۔کیونکہ ایک نرم جواب غصے کو دور کرتا ہو۔اور آزردہ کرنے والی باتین غصے کو بڑھا دیتی ہین"

ایسی جگہ کبھی نہ گھُس پڑو جہان تمھاری ضرورت نہ ہو یا تم نہ بُلائے گئے ہو۔ دنیا بھر مین تمھارے واسطے جگہ پڑی ہو۔کنگ جیمس نے کسی سے کہا کہ "کیا میرے پاس تین سلطنتین نہین ہین؟ اور تجھے میری ہی آنکھ مین گھُسنا فرض ہو؟"

بعض لوگون کی یہ عادت ہوتی ہو کہ یا تو غلط بات کہین گے یا ایسی بات کہین گے جس سے پُرملال واقعات تازہ ہو جائین۔اور اختلاف راے پیدا ہو۔

جو علم آدمیون کے حق مین مفید ہو اُس سے زیادہ مفید کوئی سائنس نہین ہو۔ یہ سب سے زیادہ ضروری ہو کہ تم عقلمندی سے نہ صرف اس بات کا فیصلہ کرنے کے قابل ہو کہ کس آدمی پر بھروسہ کرنا چاہیے اور کس پر نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ اس بات کا بھی کہ کہان تک اور کس معاملے مین تم کو اُن پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ یہ چیز آسان نہین ہو۔ یہ بہت ضروری ہو کہ تم اُن لوگون کو جو تمھارے ساتھ یا تمھاری ماتحتی مین کام کرین اچھی طرح پسند کرلو۔ اور جو جس وضع اور جس کام کا ہو اُسے اُسی وضع اور اُسی کام مین لگاؤ۔

کن فیوشیس[عـہ] کا قول ہو "جس آدمی کی طرف سے تم مشکوک ہو اُسے کبھی نہ نوکر رکھو۔ اور اگر نوکر رکھو تو پھر اُس پر شک نہ کرو"

شکی آدمیون کی بہ نسبت وہ لوگ جو لوگون کا اعتبار کر لیتے ہین اکثر زیادہ درستی پر ہوتے ہین۔

اعتماد کلی ہونا چاہیے لیکن اندھا نہ ہوجانا چاہیے۔ **مرلن**[عـہ] باوجودیکہ عاقل تھا لیکن چونکہ اُس نے کوتاہ فہمی سے **وائی وین** کی اس التجا کو منظور کر لیا کہ "یا تو میرے اوپر پورا بھروسہ کرو یا بالکل نہ کرو" اور آخر

عـہ کن فیوشیس چین کا بہت بڑا فلسفی مقنن اور مقتدائے دین گذرا ہو۔ جو آج تک چین، جاپان اور کوریا مین مانا جاتا ہو۔ اُس نے اخلاقی اصلاح ہی نہین کی بلکہ چین کی سلطنت بھی مضبوط کردی یہ حکیم حضرت مسیح سے چھ سو برس بیشتر تھا۔

عـہ مرلن ایک بہت پُرانا انگریزی انشا پردازہ ہو جو ۱۴۸۰ء مین تھا۔ وہ اپنے زمانے مین ایک جادوگر اور کاہن خیال کیا جاتا تھا۔ خلاف عقل اور جادو کی سی کہانیان اُس کی طرف منسوب ہین اس کا اور وائی وین کا قصہ بھی اسی قسم کا ہو۔

اسی کے نتیجے مین اپنی جان گنوا دی۔

ہمیشہ عقل سے کام لو۔ اور آپ خود ہی اپنے مشیر رہو۔ کیونکہ اگر خود ایسا نہین کرتے ہو تو یہ امید کرنا فضول ہو کہ دوسرا تمھارے واسطے کرے گا۔ ایک عقلمند آدمی کا مُنھ اُس کے دل مین ہوتا ہو۔ اور بیوقوف آدمی کا دل اُس کے منھ مین ہوتا ہو۔ کیونکہ جو کچھ وہ جانتا ہو یا خیال کرتا ہے اُسے فوراً بک ڈالتا ہو۔

اپنے دماغ سے کام لو۔ اپنی عقل سے صلاح لو۔ یہ بات نہین ہے کہ عقل سے غلطی ہی نہین ہوتی لیکن اگر تم ایسا کروگے تو بظن غالب تم سے کم غلطی ہوگی۔

گفتگو اگر چاندی ہو تو خموشی سونا ہو۔

بہت سے لوگون کی غرض بات کرنے سے یہ نہین ہوتی کہ اُن کو کچھ کہنا ہوتا ہو بلکہ اُن کو محض باتین کرنے کا شوق ہوتا ہو۔ گفتگو دماغ کی مشق کے واسطے ہونی چاہیے نہ زبان کی مشق کے لیے۔ محض باتین کرنے کے شوق مین بک بک کرنا کامیابی کے واسطے مضر ہو۔ ڈاکٹر ٹیلر[1] لکھتا ہو کہ "آدمی باتین کرتے کرتے کچھ ایسے جوش مین آجاتے ہین کہ اپنی دُھن مین وہ باتین کہنے لگتے ہین جو اُن باتون سے بالکل مختلف ہوتی ہین جن کے کہنے کا اُنھون نے شروع مین ارادہ کیا تھا اور جنھین کہ کے تھوڑی دیر کے بعد وہ پچھتاتے ہین کہ اگر ہم نے نہ کہا ہوتا تو اچھا ہوتا۔ بارہا ایسا

[1] ڈاکٹر ٹیلر انگلستان کا ایک مشہور و مستند مورخ ہو۔ ۱۸۱۶ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۸۶ء مین مرگیا۔

ہوتا ہو کہ ایسی غیر مناسب باتین اُن کے مُنھ سے نکل جاتی ہین جن کے کہنے مین اُن کا مقصد سوائے زبان کو کام مین لانے کے اور کچھ نہ تھا۔ زبان کی بے لگامی اور بے سوچے سمجھے کچھ کہ بیٹھنا بے شمار بُرائیون اور تکلیفون کا باعث ہوتا ہو۔ اِس سے اُن لوگون کے دلون مین کینہ پیدا ہوجاتا ہو جن کی بابت بات چیت ہوئی ہو۔ لوگون مین جھگڑے اور فساد کا بیج بوجاتا ہو۔ اور اِس کی وجہ سے وہ ذرا ذرا سے قصور اور ناگواریان مشتعل ہوجاتی ہین جو اگر اِن باتون کے ذریعے سے یاد نہ دلائی جاتین تو خود بخود جاتی رہتین۔ **لابرو ییر** کا قول ہو کہ ”عمدہ تقریر کے لیے جس قدر مادّے کی ضرورت ہو اُس سے محروم رہنا اور نہ اُس قدر دماغ ہونا جس کی مدد سے کہ وہ بنا ہی جاسکے ایک بہت بڑی بدقسمتی کی بات ہو“ **پلوٹارک** نے **ڈمی میرٹیس**ؑ کی بابت یون لکھا ہو کہ ”ایک مرتبہ وہ ایک مجلس مین بیٹھا ہوا تھا اور اپنی زبان بند کیے ہوئے تھا۔ اُس سے پوچھا گیا کہ کیا تو بیوقوف ہو یا تیرے پاس بولنے کے لیے الفاظ نہیں ہین جو تو خاموش بیٹھتا ہو؟ اُس نے جواب دیا احمق اپنی زبان کبھی نہیں روک سکتا“ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہو ”اگر تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو باتین کرنے مین بہت جلد باز ہو تو یہ جان لو کہ ایک بے وقوف شخص اُس سے زیادہ اپنا کام چلا سکتا ہو“

اپنی فوقیت یا بڑائی کے ظاہر کرنے کی کبھی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ انسان کو کمتر سمجھے جانے کا خیال سب باتون سے زیادہ ناگوار معلوم ہوتا ہو۔

ؑ ایک بڑا مشہور یونانی حکیم اور مدبر جو حضرت مسیح سے ۳۱۷ برس پیشتر تھا۔

اپنے بیان پر حد سے زیادہ یقین نہ رکھو۔ باوجودیکہ تم کو اُس پر یقین کامل ہو مگر ممکن ہو کہ تم غلطی پر ہو۔ حافظہ ہمین عجیب عجیب چکمے دیتا ہو اور بعض اوقات آنکھ اور کان دونون دھوکا کھا جاتے ہین۔ ہمارے تعصبات اور ہماری بدگمانیان باوجودیکہ عرصے کی ہوگئی ہون مگر ممکن ہو کہ اُن کی کوئی قوی بنا، نہ ہو۔ علاوہ برین اگر تم راستی پر ہو تو حد سے زیادہ تیقن نہ ظاہر کرنے سے تمھارا کچھ نقصان نہ ہو جاے گا۔ اپنے کام پر بھی حد سے زیادہ تیقن نہ رکھو۔ اور جب کبھی کسی کام کا موقع مل جاے تو اُسے ہاتھ سے نہ جانے دو۔ نہ معلوم آیندہ کیا ہو۔ اور اونٹ کس کروٹ بیٹھے **شعر**

بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم — دگرگون می شود احوال عالم

کہا گیا ہو کہ جن لوگون کو انتظار کرنا آتا ہو۔ اور موقع کو پانے کے بعد ہاتھ سے نہین جانے دیتے ہین اُنھین ہر چیز مل جاتی ہو۔ جس شخص کو کام کرنے کا موقع حاصل ہو اور نہ کرے تو یہ یاد رکھو کہ جب وہ کرنا چاہے گا تو اُس وقت اُس کو موقع نہ ملے گا۔

اگر ایک مرتبہ تم موقع کو ہاتھ سے نکل جانے دوگے تو پھر دوبارہ تم کو کبھی موقع نہ ملے گا۔ **ع** گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

احتیاط رکھو مگر اس بات مین حد سے نہ گذر جاؤ۔ اس بات سے بہت زیادہ نہ ڈرو کہ ہم سے غلطی ہو جاوے گی۔ کیونکہ "جو شخص کبھی غلطی نہین کرتا وہ کچھ بھی نہ کرے گا"

ہمیشہ ستھرے لباس مین رہو۔ چونکہ پہننا ضروری ہو لہذا ہم کو

اچھے کپڑے پہنا چاہیے۔ مگر حد سے زیادہ اچھے نہین۔ اور نہ ایسے فضول کپڑے جن مین وقت اور روپیہ ضائع ہو۔ مگر ہان اس کا لحاظ رہے کہ چیز اچھی ہو۔ یہ بڑی تعجب انگیز بات ہو کہ لوگ کسقدر زیادہ دوسرے لوگون کی نسبت اپنی راے محض اُن کی پوشاک پر قائم کر لیتے ہین۔ جن لوگون سے تم ملتے ہو اُن مین سے بہت ایسے ہوتے ہین جو اپنی راے ہر حالت مین محض ظاہری وضع و قطع پر قائم کیا کرتے ہین۔ اور بہت زیادہ ایسے ہین جو تمھارے اوصاف کی بابت کچھ نہین جانتے۔ اور مجبورًا اُن کو تمھاری شکل اور صورت ہی پر راے قائم کرنی پڑتی ہو۔ آنکھون اور کانون کے ذریعے سے دل مین جگہ ہو جاتی ہو۔ کیونکہ ننانوے فی صدی تم کو محض دیکھین گے۔ اور فی صدی ایک شخص کو تمھارے اوصاف کا علم ہوگا۔ علاوہ برین اگر تم اپنی بابت بے خبر ہو اور صاف سُتھرے نہین رہتے تو یہ نتیجہ نکالنا غیر مناسب نہ ہوگا (باوجودیکہ لازمی نتیجہ نہین) کہ تم دوسرے امور مین بھی بے خبر ہوگے۔

جب تم سوسائٹی مین شریک ہو تو ہمیشہ اُن لوگون کے طرز کو دیکھو جن کا طور و طریقہ اچھا اور دل فریب ہو۔ ایک پُرانی مثل ہو کہ "طرز انسان بنا دیتا ہو" اور دل فریب شکل ایسی سفارشی چٹھی ہو جو ہمیشہ اور ہر وقت کام آتی ہو۔ باوجودیکہ اس مثل مین کسی حد تک مبالغہ ضرور ہو لیکن اس مین بہت کچھ سچ بھی ہو۔ بشپ عہ ڈلٹن کا قول ہو کہ "طرز کو ہر ایک شخص

عہ بشپ ڈلٹن انگلستان کا ایک دینی مقتدا اور محقق مصنف تھا۔ سنہ ۱۲۸۳ء مین پیدا ہوا۔ اور سنہ [illegible]ء مین مر گیا۔

کچھ نہ کچھ ضرور مانتا ہی۔ لیکن بعض آدمیون کے نزدیک طرز ہی سب کچھ ہی لیاقت اور علم دلون کو نہین چھین سکتے۔ ہان اگر دل اُن کے قبضے مین آجا دین تو بیشک پھر نہ نکل سکین گے۔ آنکھون کو اپنی وضع صورت اور حرکات وسکنات سے اپنا فریفتہ کرلو۔ اور کانون کو اپنی گفتگو کی لطافت وتازگی سے خوش کرو وتب غالبًا (بلکہ مین یہ کہون گا اغلب ہو کہ) دل خود ہی تمھارا ہو جاوے گا۔" آنکھین اور کان ہر شخص کے پاس ہوتے ہین مگر بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہین جن کی راے بھی سلیم ہو۔ دنیا ایک اسٹیج ہی۔ اور ہم سب لوگ ایکٹر ہین۔ اور ہر شخص اِس بات کو جانتا ہو کہ تماشے کی کامیابی اُس کے اچھا کھیلے جانے ہی پر منحصر ہی۔

لارڈ چسٹر فیلڈ نے اپنے لڑکے کے بابت یون کہا ہو" لوگ مجھ سے یہ کہتے ہین کہ جہان کہین اُس کو لوگ جانتے ہین اُس سے محبت کرتے ہین۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہو۔ مگر میری خواہش یہ ہو کہ لوگ اُس کو جاننے سے پہلے پسند کرین۔ اور بعد ازان محبت کرین۔" اگر تم وضع اور طرح وغیرہ کو ضروری نہین سمجھتے تو یہ جان لو کہ تم لوگون کے طبائع سے بہت ہی کم واقف ہو۔ یہ ایسی باتین ہین کہ اُن کی طرف تم جتنی زیادہ توجہ کرو کم ہی۔ یہی ایسی چیزین ہین جو دل کو بہت مرغوب معلوم ہوتی ہین۔ اور دل کو گرویدہ بنا لیتی ہین۔ جن کا سمجھنا عقل کے واسطے حیات کا حکم رکھتا ہی۔

گریسیشز زندگی مین قریب قریب اُسی قدر مدد دیتی ہو جس قدر کہ

میوزز۔ ہم سب جانتے ہین کہ ایک شخص گھوڑا چُرا لے جاتا ہے اور مضائقہ نہین کیا جاتا۔ اور دوسرے شخص کو جھاڑی کی طرف دیکھنے کی بھی اجازت نہین دی جاتی۔ اس کا باعث یہ کہ ایک شخص اپنا کام خوشگواری کے ساتھ کرتا ہو اور دوسرا بھونڈے پن سے۔ ہارس[عہ] کہتا ہو کہ "یوتھ اور مرکری جو خوش بیانی اور رہزن کے دیوتا تھے بغیر گریسیز (اُسی زینت کی دیوی) کی مدد کے بے دست و پا تھے"

تیسرا باب

کفایت شعاری

کفایت شعاری کی انگلستان مین جتنی قدر ہونی چاہیے نہین ہوتی۔ ہمارے ہم وطن سخت محنت کرتے ہین۔ اور معقول آمدنی بھی رکھتے ہین۔ لیکن کفایت شعاری مین دوسری قومین ہم سے بڑھی ہوئی ہین ایک بڈھے عقل مند کویکر[عہ] نے کہا ہو "اس بات کا فیصلہ کہ تو امیر ہوگا یا نہین اس پر مبنی نہین ہو کہ تو کس قدر پیدا کرے گا بلکہ اس بات پر ہو کہ تو کیا خرچ کرے گا"

عہ میوزز یونانیون کے عقیدے مین لیاقت و دانائی کا دیوتا تھا۔ اور گریسیز یونانیون کی ایک دیوی تھی جس کی جانب زینت و آرائش کے اوصاف منسوب کیے جاتے تھے۔

عہ ہارس جس کا نام یونانی مین ہوراشیوس تھا ایک شیرین زبان یونانی شاعر تھا۔ جو حضرت مسیح سے ۶۵ سال پیشتر پیدا ہوا تھا اور ۸ سال قبل مرگیا۔

عہ عیسائیون کا ایک فرقہ جس کے پیرو لڑائی وغیرہ سے بہت اجتناب کرتے ہین۔

قطع نظر اِس خیال کے کہ کفایت شعاری سے تم امیر ہو جاؤ گے
آیندہ کی ضرورتون کے واسطے بھی بچا رکھنا مناسب اور ٹھیک ہو۔ ایک
بھونڈی مثل ہو کہ "جب مفلسی دروازے سے داخل ہوتی ہو تو محبت کھڑکی
کی راہ نکل بھاگتی ہو" لیکن یہ دیکھنا کہ ہمارے جورو بچون کو کھانا کپڑا
میسر نہین ہو۔ یا ہمارے پاس اتنا روپیہ نہین ہو کہ بیماری کے وقت ہم
اُن کا علاج کر سکین۔ یا اُن کو آرام و آسایش دے سکین۔ یا جب کہ ہم کو
اِس بات کا خیال آوے کہ اگر ہم نے مناسب مشقت کی ہوتی یا ہم نے
اپنے ساتھ بے ضرورت فیاضیان نہ کی ہوتین تو آج اُن کو تکلیف اور
فکر سے بچا لیتے۔ کس قدر پُر اندوہ اور پُر حسرت حالت ہو؟ اِس مین
شک نہین کہ کفایت شعاری محض روپیہ جمع کرنے کی غرض سے ذلت
ہو۔ لیکن اس خیال سے کہ ہم کو دوسرون کی محتاجی نہ رہے نہایت
درست اور مردانگی ہو۔

ہمیشہ حساب و کتاب رکھو۔ اور بہت ہوشیاری کے ساتھ۔ میرا
یہ مطلب نہین ہو کہ ذرا ذرا سے خرچ کی بھی تشریح کرنا ضروری ہو۔
بلکہ میرا منشا، صرف اِس قدر ہو کہ تم کو یہ بات معلوم رہے کہ روپیہ
کس طرح خرچ ہوتا ہو اور تمھین اشیاء کی بابت کس قدر قیمت دینی پڑی
ہو۔ جس کو یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ میری آمدنی کس قدر ہو اور مین کتنا
خرچ کرتا ہون وہ ہرگز فضول خرچ نہین ہو سکتا۔ فضول خرچ لوگ
اپنی آنکھین بالکل بند کر لیتے ہین تا کہ اس امر کو نہ دیکھین کہ ہم کیا کر رہے

ہین اِس امر کو اپنی آنکھ سے دیکھنے کی جراءت کرہی نہین کر سکتا کہ وہ تباہی کے نشیب مین پھسلتا ہوا چلا جا رہا ہو

تم یہ بات کرو اپنی آمدنی کے موافق کرو ہر سال کچھ بچاؤ چاہے وہ بالکل قلیل ہی ہو۔ لیکن سب باتون سے زیادہ یہ بات ضروری ہو کہ تم قرض نہ لو۔ ڈیکنس[عہ] کہتا ہو اگر ایک آدمی کی سالانہ آمدنی بیس روپیہ ہو۔ اور اُس کا سالانہ خرچ اُنیس روپے پونے سولہ آنے ہو تو اس کا نتیجہ خوشی ہو گا۔ اور اگر اُس کی آمدنی بیس روپیہ ہو اور خرچ بیس روپیہ اور ایک پیسہ ہو تو یہ سمجھ لو کہ نتیجہ مصیبت ہو گا۔ باوجودیکہ دونون مین صرف دو ہی پیسے کا فرق ہو۔

یہ کہنا زیادہ سخت نہ ہو گا کہ قرضہ غلامی ہو۔ جو شخص قرض لیتا ہو وہ غم مول لیتا ہو۔ بہت چیزین زندگی مین ناگوار و ناپسند ہوتی ہین۔ ہوریس گریلی[عہ] نے جو کہ ایک بہت بڑا تجربہ کار آدمی تھا نہایت خوب اور سچ کہا ہو کہ "بھوک۔ سردی۔ چھیتڑے۔ سخت مشقت۔ اہانت۔ اور بیجا ملامت سب باتین ناگوار ہوتی ہین لیکن قرض ان سب سے کہین زیادہ بڑھا ہوا ہو۔ کبھی قرض نہ لو۔ اگر تمھارے پاس صرف چار آنے ہون اور ہفتہ بھر تم کو کچھ اور ملنے کی امید نہ ہو تو چنے

عہ ڈکینس انگلستان کا سب سے زیادہ باوقعت مہذب بامذاق اور مقبول و ہردل عزیز ناول نویس تھا جسے انگریز بحیثیت ناول نویسی کے سب سے اول جگہ دیتے ہین۔ سنہ ۱۸۱۲ء مین پیدا ہوا۔ اور سنہ ۱۸۷۰ء مین مرا۔

عہ ہوریس گریلی کے حالات سے ہم افسوس کے ساتھ لکھتے ہین کہ واقف نہین ہوسکے۔

خرید لو اور انھین بُھنا کے رکھ چھوڑو۔ اِن پر بسر کرنا اِس سے اچھا ہی کہ کسی سے ایک روپیہ قرض لو۔" **کاب ڈن**[عہ] کہتا ہی" دنیا مین صرف دو قسم کے آدمی ہین (۱) جو بچاتے ہین (۲) جو خرچ کرتے ہین۔ یعنی کفایت شعار اور فضول خرچ۔ یہ کفایت شعار ہی لوگ ہین جن کی بدولت مکانون کپڑے بننے کی کلون۔ پُلون۔ اور جہازون کی تعمیر ہوئی۔ اور انھین لوگون کے تصدق مین وہ بڑے بڑے کام انجام پائے جن کی وجہ سے انسان کو شایستگی اور خوشی حاصل ہوئی اور جن لوگون نے اپنے مال و دولت کو لٹا دیا وہ ان لوگون کے ہمیشہ غلام رہے۔ یہ قانون قدرت ہی کہ ایسا ہی ہوگا۔ اور اگر مین کسی گروہ سے یہ کہون کہ آپ لوگون کی ترقی اُسی وقت ہوگی جب آپ ناعاقبت اندیشی سبے خبری اور کاہلی پر کمر باندھ لین تو جان لیجیے کہ مین غابانہ آدمی ہون۔"

پلوٹارک کہتا ہی" **آرٹیمس**[عہ] کے مندر واقع شہر افسوس مین جو قرض دار جا کے پناہ لیتا ہی وہ قرض خواہ سے مطمئن اور محفوظ ہو جاتا

عہ کاب ڈن انگلستان کے ایک ضلع کے ایک کسان کا بیٹا تھا جو تجارت کے ذریعے سے ترقی کرکے اس درجے کو پہونچا کہ پارلیمنٹ کا ممبر ہوگیا۔ اور ایسا لائق اور جادو بیان اسپیکر ثابت ہوا کہ بہت کم لوگ اُس کا مقابلہ کرسکتے تھے۔ سنہ ۱۸۰۴ء مین پیدا ہوا۔ اور سنہ ۱۸۶۵ء مین راہی ملک عدم ہوا۔

عہ آرٹیمس قدیم بت پرستان یونان کا ایک دیوتا تھا جس کا بڑا مندر ایشیاے کوچک کے شہر افسوس مین قائم تھا۔ اور اُس کو یہ حق حاصل تھا کہ جو قرض دار اُس مین جا کے پناہ لے اُس سے قرض خواہ کسی قسم کی بازپرس نہ کرسکتا تھا۔

ہو۔ لیکن دانا آدمی کے واسطے کفایت شعاری کی دار الامان ہر جگہ موجود ہو۔ جس مین اُسے عزت اور خوشی ملتی ہو۔ اور آرام و آسایش کے واسطے وافی جگہ موجود ہو“ سوائے کاروبار کے نہ قرض لو نہ دو۔ کیونکہ نہ تم کو روپیہ ہی واپس ملے گا اور نہ قرضدار تمھارا شکریہ ادا کرین گے۔ قرض دار بھی ہمیشہ یہ خیال کرتے ہین کہ ہمارے ساتھ بے انصافی کی گئی اور ہم کو ضرر پہونچا۔ جتنا تم فیاضی سے دے سکتے ہو دو لیکن اُس کے پھر ملنے کی امید نہ رکھو۔

اگر پہلے پہل تمھارے پاس روپیہ آہستہ آہستہ آوے تو ہمت نہ ہارو کیونکہ وہ گلی بہت لمبی ہوتی ہو جس مین کوئی موڑ نہین ہوتا۔ اور اگر ایسا واقع ہو کہ پہلے پہل تمھارے پاس روپیہ آسانی سے آجاسے تو سب کا سب خرچ نہ کر ڈالو۔ بلکہ کچھ بارش کے موسم کے لیے بھی بچا رکھو۔ یہ یاد رکھو کہ سب گلیون مین خواہ وہ اچھی ہون یا بُری موڑ ضرور رہوا کرتے ہین۔ اور جو جو وقت گذرتا جائیگا تم کو خرچ کی ضرورتین بڑھتی جائینگی۔ بہت لوگ کاروبار مین اس وجہ سے تباہ ہوگئے کہ اوائل مین حد سے زیادہ خوش قسمت ثابت ہوئے تھے۔

امیر ہونے کی بہت جلدی نہ کرو۔ رسکن کہتا ہو ”اگر تم قیمت کو تصویر پر حکمرانی نہ کرنے دوگے تو ایک وقت ایسا آوے گا جب تصویر قیمت پر حکمرانی کرے گی“۔ یعنے اگر تم تصویر کو اُس قیمت پر نہ بیچ ڈالوگے جو تم کو پہلے پہل دیجاتی ہو تو ایک وقت آئیگا کہ اُس کی تم جو قیمت

مانگوگے ملے گی۔ روپیے کے واسطے متردد نہ ہو۔ باوجودیکہ چند ہی لوگ ایسے ہوتے ہین جن کو بہت مالدار ہو جانے کی امید ہوتی ہی لیکن شفقت اور کفایت شعاری سے ہر شخص اپنا پیٹ پال سکتا ہی۔ ہم لوگون کو اکثر کہتے سنتے ہین کہ "فلان شخص کے پاس دولت ایمانداری سے نہین آئی ہی" لیکن یہ بات شاذ ہی سُنی جاتی ہی کہ "مفلسی کسی کے پاس ایمانداری سے آئی ہو" وہ شخص مفلس نہین ہی جس کے پاس روپیہ کم ہی بلکہ اصل مین مفلس وہ ہی۔ جس کی ضروریات بہت ہین۔

سر جیمس پیجٹ جو ڈاکٹری کے مستند عالم تھے ایک ایڈرس مین جو کہ اُنھون نے اپنے چند ایسے شاگردون کے متعلق دیا تھا جن کے حالات زندگی سے وہ بخوبی واقف تھے بیان کیا ہی کہ "منجملہ ایک ہزار طلبہ کے دو سو نے تو پیشہ ہی کو چھوڑ دیا اور دیگر ذرائع سے دولتمند ہو گئے یا اوائل ہی مین مر گئے باقی ماندہ آٹھ سو مین سے چار سو نے اچھی دولت حاصل کی اور بعضون نے اُن مین سے بہت ہی زیادہ شہرت حاصل کر لی الغرض ایک ہزار مین سے صرف چھپن ایسے تھے جن کو بالکل ناکامی ہوئی۔ اُن مین سے پندرہ تو ایسے تھے جو کبھی امتحانون مین پاس نہ ہوئے تھے۔ دس عیاشی اور بے اعتدالی کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔ اور ایک ہزار مین صرف پچیس ایسے تھے جن کو ناکامی ایسے اسباب سے ہوئی جو بظاہر اُن کے اختیار سے باہر تھے" تم کو یقین کر لینا چاہیے کہ ڈاکٹری

عہ سر جیمس پیجٹ انگلستان کا ایک مشہور ڈاکٹر تھا۔ افسوس ہے۔ ولادت و وفات کا ہم پتہ نہین لگا سکے

کی طرح دوسرے محکمون مین بھی اگر تم اپنے تئین فائدہ مند بناؤگے تو ضرور پوچھے جاؤگے۔

درحقیقت کسی شخص کو اپنی زندگی کی ضروریات کی زیادہ فکر نہ کرنی چاہیے - نیچر تم سے مانگتا کم ہے اور دیتا بہت ہے - بخلاف اس کے عیش و عشرت کے سامانون مین بہت زیادہ روپے کی ضرورت ہے جیسا رسکن[1] نے کہا ہے کہ جتنا روپیہ ایک بڑے کام مین صرف ہوتا ہے اُتنے مین دو بچون کی اچھی طرح پرورش ہو سکتی ہے۔

یاد رکھو کہ بقول ڈیوک آف ولنگٹن[2] کے جہان روپے پر سود زیادہ ملتا ہے وہان اصل روپیہ محفوظ نہین ہے۔

ایک ٹوکرے مین حد سے زیادہ انڈے نہ رکھو - تمھاری سمجھ چاہے کیسی ہی اچھی ہو اور تم نے چاہے کیسی ہی اچھی طرح ایک معاملے مین غور کر لیا ہو مگر پھر بھی ممکن ہے کہ کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے کہ تمھارا حساب درہم برہم ہو جائے - دانا ترین سوداگر اور مہاجن بھی غلطیان کرتے ہین - ایک سمجھدار کاروباری آدمی بس اتنی ہی امید کر سکتا ہے کہ مین نے جو سوچا ہے وہ عام طور سے ٹھیک اُترے گا - ہم اپنے بچپن مین یہ سیکھتے ہین کہ دو اور دو چار ہوتے ہین - لیکن دو اور دو

---

[1] انگلستان کے متاخر الزمان انشاپردازون مین رسکن اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اُس کی تحریر حیرت انگیز سمجھی جاتی تھی - سنہ ۱۸۱۹ء مین پیدا ہوا تھا - اور ابھی چند روز ہوئے مرا ہے۔

[2] ڈیوک آف ولنگٹن انگلستان کا ایک نامی اور زبردست سپہ سالار اور لائق و فائق مدبر سلطنت تھا - جسے یہ فخر حاصل ہے کہ نیپولین بونا پارٹ اُسی کے ہاتھ مین گرفتار ہوا - سنہ ۱۷۶۹ء مین پیدا ہوا - اور سنہ ۱۸۵۲ء مین مرا۔

بائیس بھی ہو جاتے ہین -

معاملات کو خموشی کے ساتھ چلاؤ - لارڈ بروہم[عہ] کی بابت یہ نقل مشہور ہو کہ وہ اتنی دیر بھی ساکت نہین رہ سکتا تھا کہ اُس کی تصویر کھینچ لی جاسکے - لہذا اُس کی تصویر مین ہمیشہ عیب ہو جایا کرتا تھا -

نیج ہاٹ[عہ] کہا کرتا تھا کہ "بہت لوگ کاروبار مین صرف اس وجہ سے تباہ ہوگئے کہ وہ ایک کمرے یا دکان مین خاموش نہ بیٹھ سکے" -

ایک معنی کر ہر شخص کاروباری آدمی ہو - چاہے کاروباری ہونا چاہے یا نہ چاہے - ہم سب کو فرائض ادا کرنے ہین - مکان کا انتظام دیکھنا ہو - اور اپنے اخراجات کو ترتیب دینا ہو - چھوٹے چھوٹے معاملات بھی بعض اوقات بڑے بڑے معاملات کی طرح مشکل اور تکلیف دہ ہوتے ہین -

خوش قسمتی سے کاروبار مین کامیابی لیاقت سے کہین زیادہ زود فہمی - ہوشیاری اور دھیان پر منحصر ہو - ایک پُرانے طرز کی مثل ہو کہ "تم دکان بھری رکھو! دُکان تمھین بھرا پُرا رکھے گی" زنوفون[سہ]

عہ لارڈ بروہم انگلستان کا ایک رئیس انشا پرداز اور معزز صاحب اثر مدبر سلطنت تھا ۱۵۲۰ء مین پیدا ہوا - اور ۱۵۹۸ء مین مرگیا -

عہ نیج ہاٹ غالبًا یہ وہی شخص ہو جس کا نام رابرٹ تھا - انگلستان کا ایک ناول نویس تھا - اور ۱۸۰۱ء مین مرا -

سہ یونان کے شہر ایتھنز کا ایک مشہور جنرل فلسفی اور مورخ جسے سقراط کی شاگردی کا فخر حاصل تھا حضرت مسیح سے ۴۴۴ سال پیشتر پیدا ہوا - اور ۳۵۹ سال قبل مرگیا -

سے نے بھی اسی قسم کی ایک روایت لکھی ہو کہ۔ایک فارس کا پادشاہ اپنے
ایک عمدہ گھوڑے کو بہت جلد تیار کرانا چاہتا تھا۔لہذا اُس نے اُن
لوگون سے جن کو کہ اس علم مین دخل تھا پوچھا گھوڑے کو سب سے جلد
کیا چیز تیار کر دے گی۔جس کا جواب یہ ملا کہ "مالک کی نظر"

اس بات کی بہت ضرورت ہو کہ انسان اپنے تئین اُن عادتون
کا عادی کرے جو کاروباری لوگون مین ہوتی ہین۔بہت عرصہ نہین
گذرا کہ میرے ایک دوست نے جو بہت مشہور و معروف آدمی تھا
مجھے یقین دلایا کہ جب مین نے اس بات پر غور کیا کہ اُن لوگون کی
ناکامی کی کیا وجہ ہوئی جو بہت بڑے قابل اور نہایت عمدہ چال
چلن کے آدمی تھے تو مجھ کو اکثر حالتون مین یہ معلوم ہوا کہ وہ سُست
اور کاہل تھے اُن مین وقت کی پابندی نہ تھی۔دوسرون کے ساتھ
دل لگا کے کام نہ کر سکتے تھے۔اور ذرا ذرا سی بات مین ضد کرتے
رہتے تھے۔یعنی درحقیقت اُن مین کاروباری آدمیون کی سی
عادتین نہ تھین۔

چھوٹے چھوٹے اُمور مین بھی بڑے بڑے اُمور کی طرح ترتیب اور
ضابطہ کی سخت ضرورت ہو۔ہر ایک چیز کو اُس جگہ رکھنا جہان وہ
موزون ہو نہایت ہی عمدہ قاعدہ ہو۔اور اگر تم ذرا سی تکلیف اُٹھا کے
اُن چیزون کو جن کا اب تم کو کام نہین رہا ہو اُن کے معینہ مقام پر رکھدو
تو پھر جب کبھی تم کو اُن کی ضرورت ہوگی تو بہت آسانی سے مل جاوینگے

زنوفون کہتا ہی "میرے نزدیک بے ترتیبی ایسی ہی ہو جیسے کہ کوئی کسان بجاے اس کے کہ ہر قسم کے اناج کو علٰحدہ علٰحدہ رکھے اپنی کوٹھری مین گیہون جو اور مٹر سب کو ایک ہی مٹکے مین بھر دے۔ اور جب اُسے گیہون جو یا مٹر کی روٹی پکانے کی ضرورت ہو تو اُس اناج کو ایک ایک دانہ چُن کے الگ کرے"۔

اسی بارے مین اُس نے ایک جہاز کی مثال بھی پیش کی ہی۔ وہ کہتا ہی "جب سمندر مین طوفان آجاتا ہی تو اتنا وقت نہین ملتا کہ جس چیز کی ضرورت ہو اُس کو ڈھونڈھنے بیٹھین۔ یا ایسی چیز کو استعمال کرین جو مشکل سے کام مین لائی جا سکتی ہو۔ کیونکہ دیوتا غافل آدمیون کو دھمکاتے اور سزا دیتے ہین۔ اگر دیوتا صرف اُن لوگون کو غارت کرنے سے چھوڑ دین جنھون نے کوئی بُرائی نہین کی ہی تو ہم کو اس پر قناعت کرنی چاہیے اور اگر وہ اُن لوگون کی جان بھی بچاوین جو ہر ایک چیز کی ٹھیک طور سے خبر رکھتے ہین تو ہم کو اُن کا شکریہ ادا کرنا چاہیے لہٰذا ہر ایک چیز کو اُس کی مناسب جگہ مین رکھو۔

ارسطاطالیس[عہ] سے لے کر کارلائل[عہ] تک جتنے علما گذرے ہین اُن مین بہت سے ایسے ہین جنھون نے اہل حرفت و تجارت کی بہت

عہ ارسطاطالیس نامی گرامی یونانی حکیم۔ فلسفہ مشائی کا موجد اور منطق کا پہلا استاد جسے معلم اول کا خطاب دیا گیا ہی۔ حضرت مسیح ۳۸۴ سال پہلے پیدا ہوا۔ اور ۳۲۲ سال پہلے مرا۔

عہ کارلائل سکاٹ لینڈ کا ایک زبردست اور عجیب غریب قوت کا انشا پرداز تھا ۱۷۹۵ء مین پیدا ہوا اور ۸۵ برس کا ہو کر مرا۔

زور سے مذمت کی ہی یا یون کہنا چاہیے کہ اُنھون نے حرفت و تجارت کو بہت حقیر اور ذلیل سمجھا ہی۔ فلاطون[عہ] نے اپنے اصول جمہوری مین سے سوداگرون کو شہری ہونے کے حقوق سے بالکل خارج کر دیا ہی۔ اور یہ ذلیل کام صرف غیر ملک والون کے واسطے چھوڑ دیا ہی کہ اگر وہ چاہین تو کرین۔ چونکہ بہت لوگ ایسے ہین جن کو حرفت و تجارت مجبوری کی حالت مین کرنی پڑتی ہی۔ اگر یہ معلوم ہوتا کہ حرفت اور تجارت کا اثر چال چلن پر ایسا ہوتا ہی کہ انسان کا چال چلن بگڑ جاتا ہی اور نیز وہ دماغی تربیت کے واسطے ناموافق ہی تو یہ بڑے افسوس کی بات تھی۔ لیکن خوش قسمتی سے ایسا نہین ہی بے شک کاروباری لوگ اپنا بچا ہوا وقت دوسرے کامون مین بھی صرف کر سکتے ہین۔ اس بارے مین مین صرف سائنس اور لٹریچر سے مثالین فراہم کرون گا نیس[عہ] ماتھ مصور بھی تھا اور علم نجوم بھی جانتا تھا۔ گروٹ[عہ] مورخ بھی تھا اور مہاجن بھی سر جے ایوانس کاغذ بنانے والا بھی تھا آثار قدیمہ کی جستجو کرنے والی سوسائٹی کا پریسیڈنٹ بھی تھا۔ اور خزانچی بھی تھا۔ برسیتھ پہلے سوداگر بعد ازان آکسفورڈ یونیورسٹی مین علم معدنیات کا پروفیسر مقرر ہوا

عہ افلاطون یونان کا سب سے نامی گرامی فلسفی الٰہیات کا ماہر۔ اور سقراط کا شاگرد رشید تھا۔ حضرت مسیح سے ۴۲۹ سال پیشتر پیدا ہوا۔ اور ۳۴۷ سال پیشتر مرگیا۔

عہ نیس ماتھ ایک زبردست انجینیر اور بہت سی کلون کا موجد تھا۔ جو ۱۵۰۸ء مین پیدا ہوا تھا اور اُس صدی کے آخر مین مرا۔

عہ گروٹ نے اپنی یونان کی تاریخ سے نہایت ہی مقبولیت اور شہرت حاصل کی ۱۷۹۴ء مین پیدا ہوا اور ۱۸۷۱ء مین مرا

ردؔ ورتھ[عہ] مہاجن اور شاعر تھا۔ پریڈ[عہ] مہاجن اور شاعر اور میرا باپ خود بینکر اور علم ریاضی کا جاننے والا تھا اور بہت زمانے تک رائل سوسائٹی کا خزانچی اور وائس پریسیڈنٹ تھا۔ اور بھی بہت سے لوگ ایسے ہی گذرے ہین۔

کارلائل:۔ بازار کے بہت ہی گر جانے کے وقت خریدنے اور بازار کے بہت زیادہ چڑھے ہونے کے وقت بیچنے کے اصول پر بہت زور و شور سے اعتراض کیا ہی۔ وہ یہ رائے دیتا ہی کہ ہم کو روٹی کی کم سے کم قیمت مقرر کر دینی چاہیے۔ یعنی کم سے کم جو مقرر کر سکتے ہون مقرر کر دین پھر نہ گھٹائین نہ بڑھائین۔ اور مین خیال کرتا ہون کہ اور چیزون کی بھی قیمت معین ہونی چاہیے۔ اور ہم کو یہ کہنا چاہیے کہ "فی الحال ہم روٹی کے اور زیادہ ارزان کرنے کی کچھ پروا نہین کرتے" اور ہم کو دوسری قومون سے سستا نہ بیچنا چاہیے۔

"بھائیو ہم دوسری قومون سے سستا نہ بیچین گے ہم اُس نرخ پر بیچین گے جو بھاؤ کہ اورون نے لگا دیا ہی۔" اِس بات مین صرف اتنا ہی نہین کہ اِس پر عمل درآمد نہین ہو سکتا بلکہ بالکل غلط بھی ہی۔ اگر ہم سوتی چیزین کم بیچین گے تو یہ بھی ضروری ہی کہ اُن کے مقابلے مین ہم کھانے کی چیزین کم خریدین گے۔ کارلائل خود اس بات کا معترف ہی کہ کم دام پر بیچنے سے

عہ ردورتھ انگلستان کا ایک نامی گرامی شاعر گذرا ہی۔ جو ۱۷۷۰ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۵۰ء مین راہی عدم ہوا۔
عہ پریڈ بھی ایک انگلش مقبول شاعر تھا۔ جو ۱۸۰۲ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۳۹ء مین راہی ملک عدم ہوا۔

مال زیادہ بکتا ہی پھر اگر اُس کے قاعدے پر عمل کیا جاوے تو انسان
کو کپڑے کی ضرورت ہوگی۔ مگر وہ مقرر قیمت نہ دوے سکین گے ہم
کار لائل کی بتلائی ہوئی قیمت سے کم پر بیچتے تو بیچ لیتے۔ مگر وہ ہمین
کم پر بیچنے سے روکتا ہی۔ لہذا یہ بات لازمی ہوگی کہ دوسرون کو کپڑا
نہ ملے گا اور ہم کھانے سے محروم رہین گے۔ تجارت کا اصل اصول یہ
ہی کہ جو چیز تمھین بہت سستی مل سکتی ہو اُسے اُس چیز کے بدلہ مین دو جو
نہ مل سکتی ہو۔ جب نرخ گھٹا ہوا ہو اُس وقت خریدنا اور جب بھاؤ چڑھا
ہوا ہو اُس وقت بیچنا صرف اسی قدر نہین کہ تجارت کا ایک ضروری اور
مسلمہ قاعدہ ہے بلکہ یہ ہی کہ اس سے بہتر کوئی اور اصول مل ہی نہین سکتا
اس طریقے سے تم اُن شخصون سے خریدتے ہو جن کو کہ اپنی پیداوار
بیچنے کی بہت ضرورت ہی اور اُن لوگون کے ہاتھ بیچو گے جن کو تمھارے
اشیاء کے خریدنے کی بہت ضرورت ہوگی اس کے سوا اور کوئی طریقہ
تجارت ایسا ہوگا کہ جیسے کوئی شخص نیوکیسل مین کولا بیچنے لے جاوے
جہان اُس کی کان ہی۔ مصرع بشوخی چو فلفل بہندوستان۔ جتنے لوگ
بہت بڑے۔ خوش و خرم اور نیک گذرے ہین اُن مین زیادہ حصہ
اُنھین لوگون کا ہی جو غریب آدمی تھے ورڈس ورتھ اور اُس کی
بہن کی صرف تیس شلنگ ہفتہ وار آمدنی تھی اور مین یقین کرتا ہون کہ یہ
زمانہ اُن کی بہت خوش و خرمی کا زمانہ تھا۔ اگر امیر ہونا تمھاری قسمت مین
نہین ہی تو کوئی مضائقہ نہین میل جول اور اُنس و محبت سے تمھین کوئی سادی

سی جگہ کوئی ٹوٹا پھوٹا جھوپڑا۔ اور کوئی پیاری شکل ضرور مل جاے گی جس کے ملنے سے ایسے خوش ہوگے کہ گویا تم کو تمام دنیا مل گئی۔

یہ واقعی بہت تعجب کی بات ہو کہ بڑے بڑے لوگ اکثر مفلس ہی ہوے ہین۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول زیادہ مبالغہ نہین ہو کہ خدا نے جتنے پیغمبر مبعوث کیے سب چرواہون ہی مین سے منتخب کیے گئے تھے۔

ایک شاعر کہتا ہو ای زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا + ستار عیوب و قاضی الحاجاتی۔

مگر روپے کی قوت کو مبالغہ کے ساتھ بیان کرنا ایک عام غلطی ہو۔ ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ روپیہ ہمارے واسطے کیا کر سکتا ہو۔ اول کھانے کے معاملے مین دیکھو۔ سر آرٹمپل کا قول ہو" اگر امیر آدمی تندرست رہنا چاہتا ہو تو اُس کو لازم ہو کہ غریب آدمی کی طرح رہے۔ صبح کے ناشتہ کے واسطے چاء۔ کافی۔ روٹی۔ مکھن یا ایک انڈے۔ مچھلی اور شہد سے بڑھ کے کون چیز ہو سکتی ہو! دوپہر کے کھانے کے لیے روٹی پنیر اور بیر کے ایک گلاس سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہو۔ بھوک کے وقت سادی غذا جو اچھی پکی ہوئی ہو ویسی ہی مزے دار معلوم ہوتی ہو جیسا کہ لارڈ میر[1] کی دعوت کا کھانا۔ صحت بخش اور عمدہ غذا مین اگر بگڑ نہ گئی ہو تو کچھ بہت زیادہ

[1] لندن مین وسط شہر کے پولیس پر ایک معزز عہدہ دار حکمران رہا کرتا ہو جس کی حیثیت کوتوال سے بڑھ کے بہت بڑے معزز عہدہ دار کی ہوتی ہو۔ ہر سال نیا لارڈ میر منتخب ہوا کرتا ہو۔ وہ منتخب ہوتے ہی عام شرفا و معززین کی ایک بڑی بھاری دعوت کیا کرتا ہو۔ اور اُس دن شہر مین ہر جگہ جشن ہوتے ہین۔ اس دعوت کا کھانا تکلفات مین مشہور ہو۔

نہین صرف ہوتا۔ لیکن ہان اگر وہ بگڑ جاتی ہو تو مزہ نہین باقی رہتا ہے
ایک انڈے مین عموماً وہی مزہ ملتا ہو جو کہ دعوت کے کھانون مین ملتا ہو
بلکہ بعض حالتون مین اُس سے بھی زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہو۔
اور کتابون کے معاملے مین؟ واقعی دراصل غریب وہی شخص ہو جس کے
پاس اتنا روپیہ نہین ہو کہ جن کتابون کو پڑھنا چاہتا ہو اُنھین خرید نہ سکے
عمدہ کتابین مثل انجیل۔ اور شکسپیرا ور ملٹن وغیرہ کے تصانیف کے اب
اس قدر ارزان ہین بیان سے باہر ہو۔
کیا روپے سے تندرستی۔ عقل۔ دوست۔ خوبصورتی یا خاندانی
فارغ البالی ہوسکتی ہو۔؟
کنفیوشیس کہتا ہو "ڈیوک آف ٹیک بہت ہی امیر آدمی تھا مگر اُس سے
کسی شخص کو محبت نہ تھی اور پی کی بھوکون مرگیا مگر اب تک لوگ اُس کے
واسطے رنج والم ظاہر کرتے ہین۔
علاوہ برین ینگ کہتا ہو کیا دولت خوشی دے سکتی ہو؟ اپنے
چارون طرف دیکھو کہ کیسے کیسے امیر تباہی اور تکلیف مین مبتلا ہین
اور کیسے کیسے دولتمند مصیبت مین گرفتار ہین۔ مجھے ان لوگون کی
چمک ومک پر حسد نہین کرتا۔ اور نہ مین اُن کے اُن ملمع کیے ہوے
آلام پر رشک کرتا ہون"

عہ ینگ انگلش قوم کا ایک مشہور اور نامی شاعر اور انشا پرداز گزرا ہو۔ ۱۶۸۱ء مین
پیدا ہوا۔ اور ۱۷۶۵ء مین مرگیا۔

بیکن کہتا ہے" لوگ جب بہت زیادہ مالدار ہو جاتے ہین تو بالکل آپے سے باہر ہو جایا کرتے ہین۔ اور جب وہ کاروبار کے جھنجھٹ مین پھنس جاتے ہین تو اُنھین اتنا وقت بھی نہین ملتا کہ اپنی جسمانی یا دماغی صحت قائم کرنے کی طرف توجہ کرین۔

بیڑیان سب خراب ہی ہوتی ہین۔ چاہے وہ سونے ہی کی کیون نہ ہون۔ روپیہ ہزارون فکرون کا گھر ہے۔ جس طرح مفلسی مین افکار ہوتے ہین ویسے ہی امیری بھی فکرون سے خالی نہین ہے۔ اور بہت سے لوگ ایسے مالدار ہین جو اصل مین دیکھو تو روپے کے مالک نہین بلکہ اُس کے بندے ہین۔ **بشپ ولسن** کا قول ہے کہ" بہت سی حالتون مین دولت جن لوگون کے پاس ہوتی اُس سے اُن کو صرف فکر ہی نہین پیدا ہو جاتی ہے بلکہ باعث اذیت ہوتی ہے"

اِس مین شک نہین کہ بہت لوگ روپے ہی کی وجہ سے تباہ ہو گئے اور عموماً امیر لوگ جتنے روپے کے معاملے مین متردد ہوتے ہین اُتنے غریب لوگ نہین ہوتے۔ دولت عقلمندون کے سوا کسی کو خوشی نہین دیتی۔

جس آدمی کو امیر ہونے کا حد سے زیادہ شوق ہو وہ ہمیشہ غریب ہی رہے گا۔ **رسکن** کہتا ہے" چھوٹے مکان مین رہنا اور **وارگ** کے قصر کو تعجب کی نگاہ سے دیکھنا بہ نسبت اس کے کہ وارگ کے قصر مین رہین اور کوئی ایسی چیز نہ ہو جسے دیکھ کر حیرت معلوم ہو شاید

زیادہ مسرت بخش ہوگا۔

اگر دولت سے لطف اُٹھانا چاہتے ہو تو تمھین چاہیے کہ اُس سے اپنا دل نہ لگاؤ۔ شیخ سعدی کا قول ہو کہ "کافی چیز تم کو لے جاے گی لیکن اگر وہ زیادہ ہو جاے گی تو تمھین اُس کو لے جانا پڑے گا" نہ بر اُشتر سوارم نہ چو اُشتر زیر بارم + نہ خداوند رعیت نہ غلام شہریارم + غم موجود پریشانی معدوم ندارم + نفسے می زنم آسودہ وعمرے بسر آرم +

بیکن کا قول ہو "واقعی دل کے واسطے یہ بہت ہی تکلیف دہ حالت ہو۔ کہ خواہش بہت کم چیزون کی ہو اور ڈر بہت باتون کا ہو" شیکسپیر لکھتا ہو۔ اگر تو امیر ہو تو بے شک تو غریب ہو۔ کیونکہ مثل ایک گدھے کے جس کی پیٹھ دہا تون کے بوجھ سے ٹوٹی جاتی ہو تو اپنی دولت کا بوجھ لادے ہوے سفر کرتا رہتا ہو یہان تک کہ موت اِس بار کو تیری پیٹھ پر سے اُتار لیتی ہو" اور سٹگے لکھتا ہو کہ ہم آئندہ کے واسطے روپیہ جمع کرنے کی فکر مین اپنی جان کیون گنوائین۔ ؟ کیا یہ مال ودولت جب ہمین بیماری کی اذیت ہوگی تو اُس سے بچا لے گی۔ کیا ہمارے بیمار دل کو یہ خوش کر دے گی ؟ یا ہماری دلجمعی کر دے گی ؟ کیا یہ دولت ہماری زندگی کو ایک نفس کی مقدار بھی زیادہ کر دے گی ؟ یا موت کی تکلیف دہ وقت مین ہم کو تسکین دے گی"

سٹگے جو "جان سگے" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے انگریزون کا بہت اعلے اور مستند شاعر اور مصنف تھا جو سنہ ۱۶۸۸ء مین پیدا ہوا۔ اور سنہ ۱۷۳۲ء مین مرگیا۔

دولت سے لالچ بہت بڑھ جاتا ہو **ونڈل**[عہ] مذاق مین کہتا ہو کہ مجھکو زر و زمین کی چندان پروا نہین ہو میرے پاس ایک آدھ جائداد رہن کردو کچھ بنک مین جمع کیا ہوا روپیہ ہنڈی یا ایک چھوٹا سا ریلوے کا حصہ مجھ کو دے دو - مین صرف یہ چاہتا ہون کہ قسمت مجھ کو جتنا کہ مین خرچ کر سکون اُس سے ذرا زیادہ دے دے "

سنیکا کہتا ہو " غریب آدمی کو بہت چیزون کی حاجت ہو لیکن لالچی آدمی ہر ایک چیز کا محتاج ہو "

یہ طنزیہ کہا گیا ہو کہ " اگر دو پنس اور تیل کا معاملہ نہ ہوتا تو بہت سے اچھے **شومرونی** پیدا ہو جاتے [عہ]

بیکن کا قول ہو دولت کی مسلسل جستجو ہمارا بہت وقت لے لیتی ہو باوجودیکہ ہم کو اس سے زیادہ عمدہ چیزون کو مشاہدہ کرنا ہے کیونکہ دولت صرف اس لیے اچھی ہو کہ اُس سے زندگی کو فائدہ پہونچے نہ کہ زندگی سے دولت کو فائدہ حاصل ہو - مال از بہر

عہ ونڈل امریکا کا ایک نامی گرامی شاعر اور طبیب گذرا ہو - جو ۱۸۰۹ء مین پیدا ہوا اور آخر صدی مین مر گیا -

عہ یہ ارض مقدس کے ایک تاریخی واقعے کی طرف اشارہ ہو جو عیسائیون مین بہت مشہور ہو - اصلی واقعہ یہ ہو کہ ایک یہودی بیت المقدس سے شہر جریشو جا رہا تھا - اتفاقاً راستے مین قزاق مل گئے اور اس کا مال و اسباب چھین لیا - اور اُسے زخمی کر کے چلے گئے ایک پادری جو کہ اُسی مذہب کا تھا اُس نے اُسے دیکھا اور راستہ کاٹ کر چلا گیا اسی طرح ایک اور افسر اُدھر سے گذرا اور اُس کی کچھ مدد نہ کی لیکن ایک شومرون کا رہنے والا جو اُس کا ہم مذہب نہ تھا اتفاقاً ادھر آنکلا اور اُسے اس حالت مین دیکھ کر اپنے پاس سے شراب نکال کر اُسے پلائی اُس کے زخمون پر تیل کپڑا باندھا - اور اپنے خچر پر سوار کر کے سرائے مین لے گیا - بھٹیاری کو دو پنس اپنے پاس سے نکال کے دیے کہ اُس کے علاج مین صرف کرے - اور کہا مین واپسی کے وقت اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہوگا دے دونگا

آسائش عمر است نہ عمر از بہر گرد کرون مال" یہ ایک کہاوت ہو کہ "مفلسی طالب علم کی ڈھن ہو" اور ایمرسن کہتا ہو کہ "وہ شخص جس کے پاس اُڑن کھٹولا ہو وہ اچھی طرح اپنے خچر اور رجھابے کو بچا سکتا ہو"

ہم ہمیشہ یہ سنتے ہین کہ فلان شخص روپیہ پیدا کر رہا ہو یا بڑا مالدار ہو یا اُس کے یہان روپیہ پٹا پڑا ہو لیکن یہ کبھی نہین سنتے کہ فلان شخص روپے سے لطف اُٹھا رہا ہو۔ اور اصل حقیقت یہ ہو کہ جو لوگ روپیہ پیدا کرتے ہین وہ اپنے واسطے نہین پیدا کرتے صرف دولت کا ذخیرہ جمع کرتے ہین اور یہ نہین کہہ سکتے کہ اُسے کون صرف کرے گا۔

زنوفن کے یہان دعوت مین **ارشمیدس** نے دعوے کیا کہ مفلسی دولت سے بہتر ہو کیونکہ اُس نے کہا " یہ ایک طے شدہ امر ہو کہ اپنے تئین محفوظ سمجھنا خوف مین رہنے سے بہتر ہو۔ آزاد ہونا غلام ہونے سے اچھا ہو اس بات سے کہ آپ کے ملک والے آپ پر بھروسہ نہ کرین یہ بہتر ہو کہ آپ کے ملک والے آپ پر اعتماد رکھین۔ لیکن جب کہ مین اس شہر مین ایک امیر آدمی تھا تو اولاً مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ ایسا نہو کوئی آدمی میرے یہان نقب لگائے میرے روپیہ پر قبضہ کرلے۔ یا مجھکو جسمانی مضرت پہونچا دے مگر اب مفلسی مین مین آرام سے سو سکتا ہون۔ اب میرے پاس اتنا مال ہی نہین کہ گورنمنٹ مجھ پر شُبہ کر سکے۔ اب مین آزاد ہون

جب چاہون شہر کو چھوڑ دون اور جب تک چاہون رہون جب
مین امیر تھا مجھے لوگ اس بات پر ملامت کرتے تھے کہ مین سقراط
اور دوسرے غریب فلسفیون سے میل جول رکھتا ہون - اب مجھے
اختیار ہی کہ اپنے لیے جیسے دوست چاہون منتخب کرلون - اور وجہ
یہ کہ جب سے مین غریب ہوگیا ہون اُس وقت سے کوئی شخص میری
طرف زیادہ توجہ ہی نہین کرتا - جب میرے پاس بہت کچھ تھا اُس
وقت مین بدبخت تھا کیونکہ مین ہمیشہ کچھ اپنا ہی گنوایا کرتا تھا - مگر
اب جب سے مین غریب ہوگیا ہون مین کچھ نہین کھوتا - کیونکہ اب میرے
پاس رکھا ہی کیا ہی جسے کھو دون گا - اور با وجود اس کے یہ بات
مجھے برابر تسلی دیتی رہتی ہی اور خوش رکھتی ہی کہ مجھے کچھ نہ کچھ
مل ہی جاوے گا"

ارسٹیمیڈس نے جو کچھ کہا اُس مین بہت کچھ سچ تھا - لیکن سب
کا سب صحیح نہ تھا - علاوہ برین جس وقت اُس نے یہ کہا تھا اُسی وقت
اُس نے لذیذ غذائین کھائین تھین - اور راگ سنکر بہت ہی مسرور
ہوا تھا -

روپیہ اگر عقلمندی کے ساتھ استعمال کیا جاوے تو اُس سے
بہت کچھ ہو سکتا ہی - سونا قوت ہی - ایک پُر مذاق فرانسیسی نے کہا
ہی کہ روپیہ "ساورن کا ساورن ہی" یعنے بادشاہون کا بادشاہ ہی

عہ ساورن ایک سونے کے سکے کو بھی کہتے ہین اور ساورن بمعنی شہنشاہ ۱۲

روپیہ ہماری خواہشون کے پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہی۔ اگر تازی ہوا۔ عمدہ مکان۔ کتابین۔ اور گانا وغیرہ قابل اس کے ہین کہ اُن سے لطف اُٹھایا جاوے تو روپیہ سے یہ سب مل سکتے ہین۔ اگر فرصت فائدہ مند ہی تو روپیہ ہی سے ہمکو حاصل ہو سکتی ہی۔ اگر دنیا کی سیر مسرت بخش ہی تو روپیہ ہی کی بدولت ہم سفر کر سکتے ہین۔ اگر دوستون کو مدد دینا اور مصیبت زدون کو تکلیف سے بچانا کوئی عمدہ بات ہی تو روپیہ ہی ہم کو یہ بڑی برکت مرحمت کرتا ہے۔

سوِفٹع کا قول ہی کہ "روپے کو دماغ مین رکھو اور دل مین جگہ نہ دو"

بخیل وہ شخص ہی جس کو روپے کی محبت محض روپے ہی کے واسطے ہوتی ہی۔ جو کفایت شعاری مین حد سے زیادہ گذر جاتا ہی۔ اور جو صرف ایک لالچی کل ہی۔ ایک سبق جو ہم کو اِس زندگی مین لینا ہی وہ یہ ہی کہ ہم کو اپنے تئین ذلیل اور حقیر فکرون سے آزاد رکھنا چاہیے۔ اور روپیہ کی محبت سب سے زیادہ ذلیل ہی۔

دولت کا عقل مندی سے استعمال کرنا بہت بڑی بات ہی **حضرت سلیمان**ؑ نے فرمایا ہی "جو شخص دیتا ہی اُس کی دولت

ع سوِفٹ انگریزی قوم کا ایک زبردست مصنف اور مقتداے دین تھا۔ جو ۱۶۶۷ء مین پیدا ہوا اور ۱۷۴۵ء مین مر گیا

بڑھتی ہی۔ اور جو شخص درجۂ مناسب سے زیادہ روپے کو روک
رکھتا ہی وہ منجر بافلاس ہو جاتا ہی۔

اڈورڈ کورٹنے جو ارل آف ڈیون شائر تھا

اس کی قبر کے پتھر پر لکھا ہوا ہی کہ "جو ہم نے دیا وہ ہمارے پاس
ہی۔ جو ہم نے صرف کیا وہ ہمارا تھا۔ اور جو ہم نے چھوڑ دیا وہ
گویا ہم نے کھو دیا" اور اسی خیال کو دوسرے الفاظ مین یون
ادا کیا ہی کہ "جو ہم نے جمع کیا وہ ہم نے کھو دیا۔ جو ہم نے خرچ
کیا وہ ہمارا تھا۔ اور جو ہم نے لوگون کو دے دیا وہ ہمارے
پاس موجود ہی"۔

فیاضی کرو لیکن لٹاؤ نہین۔ دنیا مین ایسے لوگ ہین جن کے
پاس کچھ نہین ہی اور اس پر بھی امیر ہین۔ اور ایسے بھی لوگ پڑے
ہوے ہین جن کے پاس سب کچھ موجود ہی اور مفلس ہین۔ وہ
شخص جو غریبون پر رحم کرتا ہی وہ گویا خدا کو قرض دیتا ہی۔ اور
جس شخص نے ایسا کیا اُس کو اس کا اجر ملے گا۔

وہ نصیحت جو حضرت عیسےٰ نے نوجوان امیرون کو کی وہ ہر شخص
کی بابت موزون ہو سکتی ہی کہ "ہمین لینے۔ بچون اور غریبون کو یاد
رکھنا چاہیے۔ تمھاری آمدنی تمھاری ہی ہی لیکن جو کچھ تم نے اپنے
مورث اعلےٰ سے پایا وہ صرف تمھارا نہین ہی۔ جن کے پاس دولت
ہی وہ اپنے مالک کے (یعنے خدا) کے نوکر ہین۔

ہم کو حساب دینا پڑے گا۔ دولت ایک امانت ہی جو ہمارے پاس رکھوائی گئی ہی۔ روپے پر کسی کو فخر و ناز کرنے کا موقع نہین ہے۔

ڈی موتھی لکھتا ہی "جو لوگ اِس دنیا مین امیر ہین اُن سے کہ دو کہ بہت فخر نہ کرین اور نہ ناپائدار دولت پر بھروسہ کرین صرف خدا پر بھروسہ رکھین جو ہر جگہ موجود ہی اور جو اپنی رحمت سے لُطف اُٹھانے کے لیے ہمین طرح طرح کی نعمتین عطا کرتا ہی" انھین نیکی کرنی چاہیے۔ اور صرف اس بات کو امارت خیال کرنا چاہیے کہ روپیہ اچھے کامون مین صرف کرین۔ خیرات کرنے کے واسطے ہمیشہ تیار رہین اور خوش مزاجی سے بات چیت کرین۔

جو وقت آنے والا ہی اُس کے واسطے روپے سے قوی بنا ڈالنا اچھا ہی تاکہ ہم کو زندگی جاوید حاصل ہو"

یہ روپیہ نہین بلکہ روپے کی محبت ہی جس کی بابت ہم کو انجیل بتاتی ہی کہ "بُرائیون کی جڑ ہی" اگر دولت بڑھے تو تم اپنا دل اُس سے نہ لگاؤ۔

اپنے واسطے زمین پر خزانہ نہ جمع کرو جہان کیڑے اور مورچے اُسے خراب کر دیتے۔ جہان چور نقب لگاتے اور چرا لے جاتے ہین۔ بلکہ اپنے واسطے آسمان پر خزانہ جمع کرو جہان نہ تو کیڑے اور مورچے ہی خراب کرتے ہین اور نہ جہان چور نقب

لگاکر اُسے گنکر جُرا سکتے ہین اس لیے کہ جس جگہ تمھارا خزانہ ہوگا
وہین تمھارا دل بھی ہوگا۔

چوتھا باب

تفریح

مثل مشہور ہو کہ "سب وقت کام کاج ہی مین لگے رہنے
سے اور کھیلنے نہ پانے سے لڑکا کند ذہن اور سست ہوجاتا
ہو" جس کام کو لڑکا کرے اگر وہ ایسا ہو کہ اس مین باہر کی
آمد و رفت کی ضرورت نہین تو لڑکا نازک ہوجاوے گا اور
جوانی پر بھی کمزور رہے گا۔ کھیل سے کسی طرح وقت کا نقصان
نہین۔ کھیل جسم کی طیاری کے واسطے بہت مفید ہو۔ خاصۃً جسم
کے اوپر والے حصے کے لیے۔ مثلاً بازو اور سینہ جن کو ہمارے
معمولی کاروبار بجاے پھیلانے کے سمیٹ دیتے ہین۔

کھیل صرف اتنا ہی نہین کہ انسان کی تندرستی قائم رکھتے
ہین بلکہ اُس مین کام کرنے کی جُرأت پیدا کرتے ہین۔ کھیل آدمی
کو دوستون کے ساتھ بسر کرنا۔ حقیر باتون سے درگذر کرنا۔ ایمانداری
کا برتاؤ کرنا اور کامیابی سے فائدہ اُٹھانے مین حد سے نہ
گذر جانا سکھاتے ہین۔ اُن سے ہم کو صحت جسمانی کی طرح اخلاقی
صحت بھی حاصل ہوتی ہو۔

ہمت - ضبط - اپنے اوپر اختیار - اور خوش مزاجی جو ایسے اوصاف ہین کہ نہ کتابون سے حاصل ہوسکتے ہین اور نہ تعلیم سے ہمین کھیل ہی کی بدولت نصیب ہوتے ہین **ڈیوک آف ویلنگٹن** نے سچ کہا ہو کہ "**واٹرلو** کا معرکہ اصل مین اُس کھیل کے میدان مین جیتا گیا تھا جو ایٹن کالج مین ہو -

پبلک اسکولون کی بہت عمدہ اور فائدہ مند سبق عموماً وہی ہوتے ہین جنھین لڑکے پلے گرونڈ (کھیل کے میدان) مین حاصل کرتے ہین - مگر باوجود اس کے کھیل صرف تفریح کے واسطے ہونا چاہیے اس کو کار زندگی نہ سمجھ لینا چاہیے -

اس امر کے ثبوت مین کہ کھیل تندرستی کے لیے کس قدر ضروری ہو مین دو بڑے علم موجودات کے جاننے والون کی رائین پیش کرتا ہون - **سرجیمس پیجٹ** کہتا ہو "تفریح کے تمام اجزا مین کھیل قابل تعریف ہو - لیکن علاوہ اس کے کھیل کا **بیش قیمت** اخلاقی اثر کاروبار یا روزمرہ کے معاملات پر پڑتا ہو کہ جب کھیل مین جب لڑکے اور جوان لوگ باہم مجتمع ہوتے ہین تو اس جمع ہونے سے اُن کی غرض نہ تو کوئی مالی فائدہ ہوتی ہے اور نہ اور کوئی ذلیل غرض ہوا کرتی ہو - کھیل سے ہم کو یہ سبق ملتا ہو کہ نیک باتون مین ہم اُن لوگون کا ساتھ دین اور اُن شخصون کے دوست ہوجاوین جو ہمارے ساتھ راستی اور نیکی

سے کام کرتے ہین۔کھیل سے ہم مین دوسرے لوگون کے ساتھ
کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہی جو ایک ایسی قوت ہے کہ
زندگی کی ہر حالت مین کامیابی کے واسطے نہایت ہی مفید ہی۔
یہ ممکن ہی کہ کھیل مین ایمان واری سکھانے کا مادہ فطرۃً نہ ہو مگر
بہ حیثیت ایک دستور کے وہ ہمین ضرور ایمان واری سکھاتا
ہی۔سب کھیلنے والون مین مسلّم ہی کہ کھیل مین بے ایمانی کرنا عام
طور پر ذلیل ہی چاہے وہ کھیل کتنا ہی سخت مقابلے کے واسطے
کیون نہ ہو تفریح مین ایمانداری کا خیال رکھنا ہم کو اس بات
مین مدد دیتا ہی کہ ہم اُن چیزون کو بھی حقارت کی نگاہ سے دیکھین
جو کہ بمشکل قانون کی حد کے اندر آتے ہین۔اب مین خیال کرتا ہون
کہ اگر ہم غور سے دیکھین کہ عمدہ تفریح کے کیا خواص ہین اور کن
خاصیتون پر اُن کا فائدہ منحصر ہی تو ہم کو یہ بات معلوم ہوگی کہ سب
تفریحون مین ذیل کی تین چیزون مین سے ایک ضرور پائی جاے گی
(۱) تذبذب (۲) تعجب (۳) ہنر کے استعمال کرنے کا موقع۔ایسے
کامون مین جو روزمرہ کے بندھے ہوئے کامون سے جداگانہ ہین
ہمین ان تین چیزون کی مناسبت کی یہ وجہ معلوم ہوتی کہ یہ ہمارے
واسطے خاص کر ایسی مسرت دہ تبدیلیان مہیا کر دیتے ہین جو اُن
کامون سے بالکل جداگانہ ہوتی ہین جن مین بہت سے آدمی عموماً
مشغول رہتے ہین۔اور ان چیزون کی وجہ سے ہم کو یہ موقع مل جاتا

ہی کہ اپنی قوتون اور خوش مزاجی کو کام مین لاوین چونکہ یہ چیزین روزمرہ کی کاروباری زندگی مین بہت ہی کم استعمال کی جاتی ہین لہذا یہ اندیشہ رہتا ہی کہ ایسا نہ ہو وہ قوتین کمزور یا زائل ہو جائین"۔

پروفیسر میکیل فاسٹر جو فی الحال رائل سوسائٹی کے سکرٹری ہین اپنے حال کے اک لکچر مین یون کہتے ہین کہ "ایسے کام ہین بھی جن مین محض رگون اور پٹھون سے کام لیا جاتا ہی خاص کر دماغ ہی تھکا کرتا ہی۔ اور ہم سب لوگ اس بات سے بھی بخوبی واقف ہین کہ اکثر ایسے کام ہین جن مین دماغ تھک جاتا ہی باوجودیکہ اُن سے رگون اور پٹھون کو کوئی تعلق نہین ہوتا۔ ہماری مجموعی واقفیت اس بات کو ظاہر کرتی ہی کہ اُن کامون کی طرح جن مین رگون اور پٹھون سے کام لیا جاتا ہی دماغی کام سے بھی کیمیاوی تبدیلیان ہوا کرتی ہین۔ یہ کیمیاوی تبدیلیان جو دماغ مین ہوا کرتی ہین ان مین وہی ترتیب ہوتی ہی جو رگون اور پٹھون کی کیمیاوی تبدیلیون مین ہوا کرتی ہی۔ ہان جزئی طور پر کچھ فرق ضرور رہ جاتا ہی۔ دیگر یہ کہ دماغ مین ذراسی تبدیلی بھی اگر واقع ہوتی ہی تو اس کا بہت بڑا اثر ہمارے اُس مادے پر پڑتا ہی جس کی بدولت ہمین حس کرنے کی قوت حاصل ہی لیکن رگون اور پٹھون کے اندر تبدیلیون سے اتنا بڑا اثر نہین پیدا ہو سکتا۔

اگر رگون اور پٹھون کی زندگی کے واسطے ایک خاص مقدار

تک ایسے خون کی ضرورت ہی جو ادنےٰ درجے کے اعضاء کے باہم کام کرنے سے صاف ہوا ہو تاکہ وہ سرمایہ جس سے جسم کی اندرونی کارخانے کا کام چلتا ہی جلدی جلدی از سر نو تازہ اور نیا ہوتا رہی۔ اور مضرت رسان مادّے جو اندر پیدا ہوگئے ہون اُن کو بہالی جائے تو ایسا خون دماغ کی زندگی کے واسطے اِس سے بھی زیادہ ضروری ہی۔ علاوہ برین اسٹرگل فار ازگزسٹنس (زندہ رہنے کے واسطے مفید و مُضر مادّون سے جو مقابلہ ہوتا رہتا ہی) نے دماغ کو ایسا بنا دیا ہی کہ وہ ہمیشہ اپنے مددگار اعضا سے جو اُس سے کم درجے کے ہین سبقت لے جانے کی کوشش کرتا رہتا ہی۔ اور سب سے بہتر اور باقاعدہ انتظام جسمانی مین کافی کام کرنے کا زمانہ جب کہ یہ پیچیدہ اندرونی کلین کام کرنا شروع کرتی ہین اور وہ زمانہ جب سے تھکاوٹ شروع ہو جاتی ہی بہت ہی تنگ حدود کے اندر گھرا ہوا ہی۔ جو کچھ مین نے تم سے کہا ہو اگر اس مین کچھ سچ ہی تو عمدہ طریقہ اِن حدون کے بڑھانے کا یہ ہی کہ دماغ کو یون چست و چالاک نہ بناؤ کہ اُس پر زیادہ کام کا بار ڈال دو۔ بلکہ جو اعضا اُس کے مددگار رہین اُن کو مدد دو تاکہ اُن کا باہمی کام کرنا تھکن کے حملے سے دماغ کو بچائے رکھے"

عام زبان مین لفظ اسپورٹ شکار کھیلنے نشانہ بازی کرنے اور مچھلیان پکڑنے کے واسطے مخصوص ہی۔ یہان تک کہ وہ

لوگ بھی جو ہماری طرح شکاری کتون - بندوق اور ڈگن کے ذریعے
سے ورزش اور تفریح نہین کرتے اُن کا میلان بھی ان چیزون کی
طرف ہوا کرتا ہی - ہم نے ان چیزون کو اپنے آباؤ اجداد کے ورثے
مین پایا ہی جو اس دنیا مین صرف شکار وغیرہ پر بسر ہی نہین کرتے
تھے بلکہ خیال کرتے تھے کہ آخرت مین بھی اِن چیزون سے مسرت
حاصل ہوگی - اُسی عہ این کہتا ہی "بنڈیلا اُن کی قبرون پر دوڑتا ہے
لیکن اُن کے آرام مین خلل نہین ڈالتا - وہ یعنی اُن کی روحین اب بھی
اپنے جوانی کے اسپورٹ (یعنی شکار وغیرہ) کو چاہتی ہین اور
ہوا پر خوشی خوشی اُڑتی پھرتی ہین"

باوجودیکہ اِس بارے مین بہت کچھ لکھا گیا ہی کہ ہم صاف پانی کے
بہت زیادہ احسان مند ہین - مگر پھر بھی اس مین شک نہین کہ ہم کو تازہ
ہوا سے بھی اُسی قدر فائدہ ملتا ہی - یہ کس قدر تعجب انگیز بات ہی!
ہوا ہمارے سارے جسم کے اندر گھس جاتی ہی - وہ ہماری کھال کو
اس آہستگی سے غسل دیتی ہی کہ ہمین اُس کی موجودگی کا علم نہین ہوتا -
باوجودیکہ وہ خود اس قدر طاقت دار ہی کہ پھول کی خوشبو کو اور پھلون
کو اُڑا کر ہمارے کمرے مین لے آتی ہی جہازون کو سمندر مین چلاتی ہی
اور سمندر اور پہاڑون کے لطیف انجرات کو اُٹھا کے ہمارے

عہ اُسی این اسکاٹلینڈ کا ایک بہت ہی قدیم شخص جس کی نسبت خیال کیا جاتا
ہی کہ تیسری صدی عیسوی مین تھا -

شہرون کے اندر برساتی ہی یہی آواز سنائی دینے کا ذریعہ ہے یہی ہمارے پاس اُن لوگون کی آواز کو پہونچاتی ہی جن سے ہم محبت کرتے ہین اور نیچر کا شیرین راگ اسی کی بدولت ہمارے کانون مین گونجتا ہی۔ یہی مینھ کا ایک بہت بڑا خزانہ آب ہو جس سے ہماری زمین کی آبپاشی ہوتی ہو۔ یہی دن کی گرمی اور رات کی خنکی مین کمی پیدا کرتی ہو یہی ہمارے سر کو ایک جلیل الشان نیلگون محراب سے ڈھانکے ہوئے ہو۔ اور یہی ہو کہ جس کی وجہ سے صبح اور شام آسمان پر شفق نمایان ہوتی ہو۔

جفریز[۵] کہتا ہو" دنیا مین کوئی اور چیز ایسی شیرین نہین ہو جیسی شیرین کہ ہوا ہو۔ ہوا ایک بڑا پھول ہو جو حسن کی خوبصورت دیوی وینس کی ایسی نازک بانہین ہمارے گلے مین ڈالے ہوئے ہو۔ اور یہ گنبد نیلی گویا ایک سوسن کا پھول ہو جو ہمارے اوپر جُھکا پڑتا ہو۔ اور جس کی جادو بھری خوشبو نے تمام دنیا کو معطر کر رکھا ہو ہوا کا جنگلی پھول سب چیزون سے زیادہ شیرین ہو۔ ستارون کے سے روشن پھول جو اپنے حُسن پر اترا رہے ہین دریا کے کنارے کنارے ہری گھانس کو ہٹا ہٹا کر اپنا سر بلند کرتے ہین۔ سارے راستے کا حُسن اُن کی وجہ سے دوبالا ہو رہا ہو اور اُن کے دیکھنے سے مختلف

---

[۵] جفریز انگلستان کا ایک بڑا لائق جج تھا۔ جس نے بڑی عزت حاصل کی پھر قید ہوا۔ ۱۶۴۸ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۶۸۹ء مین قید مین مرا۔

قسم کے خیال دل مین آتے ہین - مین ہر صبح کو دریا کے کنارے جایا کرتا تھا اور لب جو پر جو ان پھولون کی چمک سے منور رہتا ٹھہرا رہا کرتا تھا۔

مجھے یہ بات بہت زمانے کے بعد معلوم ہوئی کہ اُسی راستے سے مین کیون جاتا تھا - اور تبدیلی کو کیون نہ پسند کرتا تھا - مین فی الحقیقت کوئی تغیر نہین چاہتا - مین پھر وہی پُرانی چیزین چاہتا ہون جن سے مجھے ایک زمانے مین اُنس تھا - وہی جنگلی پھول - وہی درخت - وہی نرم نرم گھانس - وہی چڑیان جو درختون کی شاخون پر بیٹھ کر اپنی سُریلی اور دلکش آواز مین نغمہ سرا رہا کرتین اور شام کے وقت اپنے دلچسپ راگ کو بند کر دیا کرتی تھین -

باوجودیکہ ہمارے مُلک مین اِس قدر مختلف رنگون کے پھول نہین ہین جتنے کہ سوئٹزرلینڈ مین ہین مگر پھر بھی ہماری یہان موسم بہار مین ہمارے باغون کو بہت قسم کے پھولون سے زینت حاصل ہو جایا کرتی ہے۔

ہم اکثر یہ سنتے ہین کہ موسم خراب ہے - لیکن حقیقت مین کوئی موسم خراب نہین ہے - سب موسم فرحت انگیز ہین - مگر مختلف صورتون مین بعض موسم کسانون اور فصل کے واسطے خراب ہو سکتے ہین - لیکن انسان کے واسطے کوئی موسم خراب نہین ہو سکتا - دھوپ خوشگوار مینہ تازگی بخش ہوا - ہمین اپنے آغوش مین لیے ہوئے ہین - اور

برف فرحت بخش ہو۔ جیسا کہ رسکن نے کہا ہو "حقیقۃً کوئی موسم خراب نہین صرف یہ مختلف قسم کے اچھے موسم ہین"

سستا نا سستی نہین ہو۔ اور بعض اوقات گرمی کے ایام مین کسی درخت کے سایے کے نیچے گھانس کے مخملی فرش پر لیٹ جانا۔ پانی کے چشمے کے بہنے کی آواز سننا۔ یا ابر کو نیلگون آسمان پر ادھر اُدھر جاتے دیکھنا ہرگز وقت کا ضایع کرنا نہین ہوسکتا۔ علاوہ برین ہوا اور ورزش ساتھ ساتھ ہوتے ہین۔ لہذا اگر تم سیر کروگے تو تم کو دونون فائدے حاصل ہون گے۔

ہر شخص کو چاہیے کہ روز کم سے کم دو گھنٹے کشادہ ہوا مین جانے کو اپنا اوّل اور پاک فرض سمجھے۔

تازی ہوا دماغ کے واسطے اُسی قدر مفید ہو جس قدر جسم کے واسطے۔ بادی النظر مین ایسا معلوم ہوتا ہو کہ نیچر خود ہی یہ کوشش کر رہا ہو کہ ہم سے کچھ بات کرے گویا اُس کو ہم سے کوئی بہت بڑا راز کہنا ہو۔ اور ہو بھی یونہین۔ اُس کے پاس بہت بڑے بڑے راز ہین جنھین بے شک ہم کو بتلانا چاہتا ہو۔

زمین و آسمان۔ صحرا و میدان جھیلین اور دریا۔ پہاڑ اور سمندر بہت ہی عمدہ اسکول ماسٹر ہین اور ہم مین سے بعض لوگون کو ایسی باتین تعلیم کر دیتی ہین جو کتابین ہم کو ہرگز نہین سکھا سکتین۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

علاوہ اس کے اگر تم بستی کے باہر جاؤ اور دریامین کشتی کھیئو۔ صحرامین پھول جمع کرو۔ یا مختلف قسم کے جمادات کو تلاش کرو۔ سمندر کے کنارے سیپیان اور گھونگھیان اکٹھا کرو۔ گیند کھیلو۔ اپنے تئین تازی ہوا سے تازہ کرو۔ یا کسی اور قسم کی ورزش کرو تو تم کو یہ معلوم ہوگا کہ نہ صرف اس سے تمھاری تندرستی درست ہوئی بلکہ یہ نظر آئے گا کہ گویا ہوا تمھاری فکرون تکلیفون اور تردّدات کو بھی اُڑا لے گئی۔ یا کم سے کم اتنا ضرور معلوم ہوگا کہ وہ رنج و غم کا بار جس سے تم دبے ہوئے تھے ہلکا ہوگیا۔ نیچیر ہم کو تسکین خنکی اور طاقت دیتا ہی اور دماغ کو اُس سی سکون اور مسرت حاصل ہوتی ہی۔

ایک زندگی جو خوشی اور تفریح کے واسطے وقف کردی جاے وہ نہ صرف خودغرضی کی زندگی ہوگی بلکہ ایک ناقابل برداشت اور بدمزہ زندگی ہوگی۔ کھیل کو کبھی کار زندگی نہ سمجھ لینا چاہیے مگر ہان اُن سے اعتدال کے ساتھ لطف حاصل کرنا کاہلی نہین ہی۔

تفریح کے اجزا کیا ہین؟ دو قسم کی خوشیان ہوتی ہین۔ ایک سچی اور دوسری جھوٹی۔ افلاطون کے بیان کے مطابق پروٹارکس نے سقراط سے پوچھا سچی خوشیان کیا ہین؟" سقراط نے جواب دیا کہ "وہ خوشیان جو ہم کو خوبصورت رنگون صورتون۔ خوشبوؤن اور آوازون سے حاصل ہوتی ہین اور نیز

اُن چیزون سے جن کا ہونا ہم کو معلوم نہین ہوتا اور نہ تکلیف دہ ہوتا ہی لیکن اُن کی موجودگی ہم مین حس پیدا کرتی ہی اور ہم کو مسرت بخشتی ہی"

باوجودیکہ ہمارے حواس ہم کو سچی خوشی دیتے ہین لیکن یہ اعلی درجے کی اچھی باتین نہین - سقراط ہی نے یہ بھی کہا کہ "فیلی بس کی یہ راے تھی - کہ لطف - خوشی - مسرت اور دیگر اسی قسم کے جذبات ہر ایک ذی روح کے واسطے اچھے ہین مگر میری یہ راے ہی کہ یہ چیزین نہین - بلکہ عقل علم - حافظہ اور دیگر اسی قسم کی دماغی قوتین مثلاً راے سلیم اور ٹھیک بحث کرنے کی طاقت خوشیون سے بہتر ہین اور زیادہ تر اس قابل ہین کہ جو لوگ اُن سے بہرہ اندوز ہوتی ہون اُن کی خواہش کرین اور یہ چیزین اُن لوگون کے واسطے جن مین اِن سے لُطف اُٹھانے کی قابلیت موجود ہی یا ہوجاے گی سب چیزون سے زیادہ فائدہ مند ہین -

سچی خوشیان قریبًا بیشمار ہین - عزیز و اقارب - دوست - گفتگو - کتابین - راگ - نظم - ہنر - ورزش - آرام - نیچر کی خوبصورتیان طرح طرح کے رنگ - گرمی جاڑا - صبح و شام - رات دن دھوپ اور آندھی - جنگل اور میدان - دریا جھیل اور سمندر - حیوانات و نباتات - برگ و درخت - پھول پھل ان سب مین چند خوشیان ہین مین ڈی گنیز اکہتا ہی "جب ہم یہ دعا مانگتے ہین کہ اے خدا ہم کو

زمین کے پھل عطا کرتا کہ ہم اُن سے لُطف اُٹھا وین تو ہم خدا کو ذرا سی رحمت کے خواستگار نہین ہوتے ہین"۔

اگر زندگی سے ہم لُطف نہین اُٹھاتے تو یہ ہمارا ہی قصور ہی رسکن کہتا ہی "ہر شخص لُطف اُٹھا سکتا ہی لیکن بہت ہی کم ہین جو لُطف اُٹھاتے ہین"۔

الف لیلہ مین جو سب سے بڑا طلسم ہی وہ ایک طلسمی قالین ہی جس پر بیٹھ کے انسان جہان چاہے چلا جاوے۔ ریل آج کل ہم سب کے ساتھ یہی کر رہی ہی۔ رسکن کہتا ہی "جون جون ہم اپنی نظر کو وسیع کرتے جاتے ہین اُسی قدر ہم اپنے تصور کے خزانے کو بڑھاتے جاتے ہین"۔

دنیا مین جتنی خوشیان موجود ہین اُن مین خوش بیانی کا بڑا مرتبہ ہی۔ یہ ایک عجیب مقوی دوا ہی جس سے دماغ اور جسم کو غذا پہونچتی ہی۔ ہیرک[۱] نے اِس بات کا اقرار کیا ہے کہ "مین بن جانسن[۲] کا نہایت ہی احسان مند ہون" اور اُن کے یہان کے شام کے کھانے کو یون بیان کیا ہی کہ "جب ہم ایسے لوگون کے مجمع مین تھے جن کی مزے دار باتین ہم کو خوش تو کرتی

[۱] ہیرک ایک مشہور انگلش شاعر گذرا ہی جو ۱۵۹۱ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۶۷۴ء مین مرا۔

[۲] بن جانسن ایک مقبول عام انگریز شاعر اور ڈراما نویس تھا۔ ۱۵۷۳ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۶۳۷ء مین مرگیا۔

تھین مگر مجنون نہین بناتی تھین اُس وقت ہر ایک شعر غذا اور شراب
شوخ سے سبقت لے جاتا تھا“

جانسن جب کسی مسرت وہ شام کا ذکر کرتا تھا تو یہ کہتا تھا کہ
”جناب ہم نے مزے کی باتین کین“۔ خود میرا ابھی یہ حال ہو کہ اگر
ایک گھنٹہ ڈاروِن یا لائل۔ کنگس لے یا رُسکن۔ ہوکر
ہکسلی یا ٹنڈل کی صحبت مین صرف ہوا تو وہ گھنٹہ مجھے ویسا
ہی تازگی بخش معلوم ہوا جیسے کہ تازی ہوا کا ایک زندگی بخش
جھونکا۔ تمام نعمتین جو انسان کو عطا ہوئی ہین اُن مین کسی مین
آدمی ایک دوسرے سے اِس قدر مختلف نہین ہین جس قدر
کہ گفتگو کرنے کے ہنر مین بہت سے لائق آدمیون کو جانتا ہون
اور ایسے لوگون کو بھی جن کی صحبت مین بہت مزا آسکتا تھا۔ لیکن
آپ اُن سے کوئی بات نہین سُن سکتے تا وقتیکہ اُنھین بار
بار چھیڑ کے نہ پوچھین۔ خوش تقریر شخص جس جگہ جاے گا لوگ
اُسے آنکھون پر بٹھا وین گے۔ اور ہنرون کی طرح یہ ہنر بھی
تربیت سے حاصل ہو سکتا ہو۔ اور کوئی شخص بغیر مشق کیے عمدگی
اور فصاحت سے گفتگو نہین کر سکتا۔

سر[عہ] ولیم ٹمپل کہتا ہو ”خوش بیانی کا پہلا جُز راستی ہو۔ دوسرا
خوش فہمی۔ تیسرا خوش مزاجی۔ اور چوتھا ظرافت۔ اور اوّل والے

عہ سر ولیم ٹمپل ایک معزز انگریز مدبر سلطنت اور مصنف تھا۔ سنہ ۱۶۲۸ء مین پیدا ہوا۔ اور سنہ ۱۶۹۹ء مین مرا۔

تین اجزا، تھوڑے بہت ہر شخص کے اختیار مین ہین۔

بہت لوگون نے بہت کچھ گفتگو کے ذریعے سے سیکھ لیا ہی۔ **بیکن** کہتا ہی جو شخص زیادہ پوچھتا ہی بہت کچھ سیکھ لے گا اور اپنا اطمینان کر لے گا۔ خاص کر اگر وہ شخص اِس فن کے متعلق سوالات کرے جس مین جواب دینے والا دخل رکھتا ہو۔ کیونکہ اگر ایسا کرے گا۔ تو مخاطب نہایت خوشی سے جواب دے گا۔ اور سائل اپنے واسطے بہت سا علم جمع کرے گا"

حُسن کا ذوق ہم نہ خود اپنے ذات مین پیدا کرتے ہین اور نہ اپنے بچون مین۔ اور اس کے سوا کون خوشی ایسی پاک۔ بیدام اور سہل الوصول ہو سکتی ہی!

ایک آدمی سامنے کے منظر درختون اور پتون۔ پھل اور پھول نیلگون آسمان۔ ابر کے ٹکڑون۔ چمکتے ہوے سمندر۔ جھیل کے ہلکورون۔ دریا کی جھلک۔ سبزے کے رنگ۔ اور چاند اور تارون سے بہت زیادہ مسرت حاصل کر سکتا ہی۔ چاند اور تارے کیا نلے فائدہ چمکتے ہین؟ کیا پرند اور پتنگے۔ درخت اور پھول۔ دریا اور جھیل۔ آفتاب ماہتاب اور ستارے انسان کو خوشی نہین دیتے ہین؟۔

ہیمر ٹن کہتا ہی "ہمارے ایجاد کیے ہوے رنگ ہمارے ناز کرنے کے لیے کافی ہین۔ لیکن اگر ان رنگون کا مقابلہ ایک مور

سے کے پر کے رنگ سے یا غائب ہونے والی ابر کی بو قلمون چاوسے کیا جاوے تو وہ بالکل ہی حقیر معلوم ہون گے"۔
یہود کی کتب طالمود کے شارحین کا بیان ہو کہ مینؔ نا مین سے ہر شخص کو وہی مزا ملتا تھا جو اُسے مرغوب ہوتا تھا۔ اسی طرح نیچر مین اگر تلاش کی جاوے تو ہر شخص کو اپنے مزے کی چیز مل جاوے گی"۔
میرا ارادہ اس بات کی کوشش کرنے کا نہین ہو کہ سچی خوشیون کی پوری فہرست لکھ ڈالون۔ جب دنیا مین ہمارے واسطے ایسی خوشیان کثرت سے موجود ہین جن سے لطف اُٹھانے مین کوئی گناہ نہین ہو تو پھر ہم کیون اُن خوشیون کو تلاش کرین جو خراب یا مشکوک ہین؟ جتنی اچھی خوشیان ہین پہلے اُن کو ختم کر لیجیے پھر اُن دوسری خوشیون کا خیال کیجیے گا۔
جن لوگون نے دنیا کو دیکھا ہو اور جو یہ خیال کرتے ہین کہ ہم کو دنیا کے متعلق بہت واقفیت ہو وہ سخت غلطی پر ہین۔ اُن لوگون کی ہستی کی حقیقت ایک کسان سے بھی کم ہو جو اپنے گانوٗن سے کبھی باہر تو نہین گیا مگر اُس نے ہر چیز کو عقل کی آنکھون سے دیکھا ہو۔
ایک ناز و نعم کی زندگی جس کو لوگ غلطی سے مزے دار زندگی کہتے ہین اصل مین پوچھو تو مسرت بخش زندگی کا ایک تکلیف دہ

عہ مین نا ایک قسم کے زہر کا نام رکھا گیا ہو جس مین کہ نہ رنگ اور نہ مزا ہوتا تھا۔ اس زہر کو ایک اٹلی کی عورت مسمٰی طوفانی ڈبیون مین بیچا کرتی تھی اور جس سے اُس نے ۶۰۰ آدمیون کو ہلاک کیا تھا

جھوٹا نمونہ ہی۔ جو لوگ اُس مین پڑجاتے ہین وہ آخر مین دنیا کی شکایت کرتے ہین حالانکہ اُنھین خود اپنے آپ کو الزام دینا چاہیے۔ ہمیبرٹن کا قول ہی جب مسرتین ہمین تھکا دیتی ہین تو ہم یقین کرتے ہین کہ ہم اُنھین صرف کرچکے "

ڈمی مسٹ نے کہا "مین جوان ہون اور ابھی عمر کا صرف آدھا راستہ طی کیا ہی مگر مین تھک گیا ہون اور پیچھے پھر پھر کر دیکھتا ہون" یہ اقرار کیسا غمگین اقرار ہی! اگر اُس نے اپنی زندگی عقل کے ساتھ بسر کی ہوتی تو گذشتہ ایام کو شکر گذاری کی آنکھ سے دیکھتا اور آیندہ زمانے کو امید کی نظر سے۔

زندگی کی قدر کا اندازہ اُس کی اخلاقی قیمت ہی۔ جریمی ٹیلر[ع] کہتا ہی "روح اور جسم سے ایک پورا آدمی اُس وقت بنتا ہی جبکہ روح عقل مندی کے ساتھ حکم دیتی ہی۔ محبت سے حکومت کرتی ہی اور جسم کی خبر اسی طرح رکھتی ہی جس طرح کہ اُس کے واسطے مفید ہی اور اُس کی ضرورت کے واسطے کافی چیزین مہیا کر دیتی ہے اور جسم کے ساتھ جو اُس کا کم مرتبہ ہمنشین ہی اچھا برتاؤ کرتی ہی لیکن اگر جسم روح پر حکومت کرے اور قوت شہواتی کی زبردستی سے پہلی قوت ناطقہ کو خراب کر دے اور بعد ازان قوت متحرکہ اور قوت امتیاز پر مسلط ہو جاوے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ روح

[ع] جریمی ٹیلر انگلستان کا ایک زبردست مذہبی عالم تھا جو ۱۶۱۳ء مین پیدا ہوا اور ۱۶۶۷ء مین مرگیا۔

اور جسم مناسب ہمنشین نہین ہین۔ اور آدمی بے وقوف اور بدبخت ہی۔ اگر روح کی حکومت جسم پر نہین تو وہ مناسب ہم جلیس نہین۔ روح کو یا تو حاکم ہونا چاہیے یا غلام"۔

پانچوان باب

تندرستی

روح انسان مین سب سے شریف حصہ ہی۔ لیکن ہماری موجودہ حالت مین روح صرف جسم ہی کے وسیلے سے کام کرسکتی ہی۔ فیرڈی* جو ہمارے ملک مین ایک بڑا شخص گذرا ہی اُس نے اس کی ایک بہت دلچسپ مثال پیش کی ہی۔ جسے یون شروع کیا ہی کہ "جان ایک لڑکے کی مثل ہی جو کسی کیمسٹ کی دُکان مین نوکر تھا۔ ایک مرتبہ مالک نے پہلے پہل اُسے ایک گاہک کے مکان پر بھیجا تو اُس نے مکان پر جا کے دستک دی مگر کسی نے نہ سُنا۔ پھر اِس بات کے دریافت کرنے کے لیے کہ آیا مکان مین کوئی موجود ہی یا نہین اُس نے اپنا سر سینچون کے اندر ڈالا ساتھ ہی اُسے یہ فکر پیدا ہوئی کہ مین سینچون کے کس طرف ہون۔ جس کا فیصلہ اُس نے یون کیا کہ آدمی اُس جگہ ہوتا ہی جہان اُس کا سر ہوا کرتا ہی۔ اتنے مین قبل اِس کے کہ وہ وہان سے

* فیرڈی انگلستان کا ایک مشہور عالم تھا جو نیچرل فلاسفی مین کمال رکھتا تھا۔ ۱۷۹۴ء مین پیدا ہوا اور ۱۸۶۷ء مین مرا۔

علحدہ ہو دروازہ یکایک کھلا اور اُس کی ٹانگین سینچون سے درمیان مین پڑکے کچل گیئین اُس وقت اُس کو اُس پُرانی کہانی کا جو سرا دربانون کے بابت مشہور تھی یقین آیا۔

ہماری موجودہ زندگی کی حالت کے واسطے یہ بہت ضروری ہو کہ ہم حفظ صحت کی طرف بالتخصیص متوجہ ہون۔ ہمارے آباؤ اجداد زیادہ تر دیہات۔ اور کشادہ ہوا مین رہا کرتے تھے اور کاشتکاری کا پیشہ کرتے تھے۔ اب ہم لوگ زیادہ تر شہرون مین رہا کرتے ہین اور زیادہ کام مکانون اور دُکانون اور کارخانون مین کیا کرتے ہین۔ ہمارے کام زیادہ تر ایسے ہوا کرتے ہین جن مین حرکت کی ضرورت نہین ہوتی۔ زیادہ جُھکنا پڑتا ہو۔ اور دماغ پر بہت زور پڑتا ہو۔ اس امر مین کوئی شک نہین کرسکتا کہ وہ لوگ جو ہمارے بڑے بڑے شہرون مین موجود ہین اُتنے طاقتور نہین ہین جتنے کہ اُن کے باپ اور دادا تھے۔ اگر کوئی شخص لنڈن کے اُن مقامات مین جاے جہان غریب آدمی رہتے ہین یا جہان کارخانے موجود ہین تو یہ غیر ممکن ہو کہ اُسے کمزور شکلین۔ زرد چہرے۔ اور مرد اور عورتون کے سُکڑے ہوے سینے نہ نظر آدین۔ علاوہ برین ہمارے حفظ صحت کی ترقیان ایک اس سبب سے بھی خطرناک ہین کہ ہم کمزورون اور بیمارون کو زندہ رہنے دیتے ہین۔ زیادہ تر بیماری

کی مصیبت ایسے خفیف سببون سے ہوا کرتی ہی جن کی طرف اگر تھوڑا غور اور خیال کیا جاے اور لوگون کو حفظ صحت کے قواعد کا علم ہو جاے تو بہت زیادہ دشواریان رفع ہو جائین۔

جہان تک ہمین تاریخ سے پتہ چلتا ہی شروع زمانے مین عقل مند مدبران سلطنت تندرستی کا بہت خیال رکھتے تھے۔

اپنی تندرستی کا خیال رکھنا ہمارا متبرک فرض ہی۔ بعض اوقات کہا جاتا ہی کہ حضرت موسیٰؑ کی مذہبی تعلیم مین زیادہ حصہ اُنھین قواعد کا ہوا کرتا تھا جن کو حفظ صحت سے تعلق ہوتا تھا۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہ بیان بمشکل صحیح ثابت ہوگا۔ مگر ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو کچھ کتب آسمانی مین ہی وہ قوانین کا ایک ضابطہ ہے جس مین دیوانی اخلاقی اور مذہبی قوانین شامل ہین۔ بہرکیف اگر قانون تندرستی جزو مذہب نہین تو بھی مذہب مین اُن کا بہت کچھ لحاظ رکھا گیا ہی۔ مقدس پولوس کہتا ہی "کیا! تم کو یہ نہین معلوم ہی کہ تمھارا جسم اُس پاک روح کا معبد ہی جو تم مین موجود ہی جو خدا کی دی ہوئی ہی اور تمھاری ملکیت نہین ہی۔ مصری لوگ جسم کی جس قدر عزت کرتے تھے اُس کے اصول زیادہ تر عقل پر مبنی تھے۔ بمقابلے اُس حقارت کے جو قرون[ع] وسطی مین کی جاتی تھی۔ چلیتھڑون اور ڈھول مین بالذات کوئی خوبی نہین ہی۔ بلکہ

ع سنہ ۴۷۶ء سے لیکر سنہ ۱۴۹۶ء تک کے زمانے کو قرون وسطی کہتے ہین۔

بلکہ اصل معاملہ اس کے خلاف ہی۔

کنگسلے[ع] کہتا ہی "اہل یونان نے طب اور نیز دماغی تعلیم کو ایک مستقل فن بنا دیا۔ اُن کی عورتین طرح طرح کی نازک ورزشین کیا کرتی تھین اور بعض اُن مین سے سخت کثرتین بھی کرتی تھین۔ اُن کے جسم کا نمو آزادی اور تندرستی کی زندگی سے ہوا کرتا تھا۔ وہ شکلین انسانی خوبصورتی کا ایسا نمونہ تھین جو ہمیشہ یادگار رہے گی اور جس کا نظیر کبھی نہ پیدا ہو گا"

ایک پُرانی مثل ہی کہ "خداشناسی کے مرتبے کے بعد صفائی کا مرتبہ ہی" اور آج کل کی طبی تحقیقات سے صرف اس پُرانی کہاوت کی تصدیق ہی نہین ہوتی بلکہ دلائل سے ثابت کر دیا گیا کہ صفائی اور طہارت کا یہ مرتبہ کیون قرار دیا گیا۔

ہم کو یہ بات معلوم ہی کہ بہت سی بیماریان اس وجہ سے نہین پیدا ہوتین کہ ہمارے جسم کے اندرونی اجزا اور ریشون مین کسی قسم کی بے قاعدگی آگئی ہو۔ بلکہ اکثر دیگر اجسام کے حملون سے پیدا ہوا کرتی ہین جو نیچر مین موجود ہین۔ ہیضہ۔ چیچک اور اکثر اس قسم کی اور امراض ہم مین خود بخود نہین پیدا ہو جاتے بلکہ اُس وقت ہمین عارض ہوتے ہین جب اُن کا بیج کسی نہ کسی طرح ہمارے جسم مین داخل ہو جاتا ہی۔ اور اسی وجہ سے

ع ایک مشہور انگریزناول نویس اور مضمون نگار تھا جو ۱۸۱۹ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۷۵ء مین مرگیا۔

صفائی کی شدید ضرورت صرف ہمارے جسم کے واسطے نہین
ہو بلکہ اُن مکانون کی بھی جن مین ہم رہتے ہین - اُن کپڑون کی بھی
جنھین ہم پہنتے ہین - اُس پانی کی بھی جس کو ہم پیتے - اور اُس ہوا
کی بھی جو سانس کے ذریعے سے ہمارے جسم کے اندر جاتی ہو -

انسان کا جسم ایک زندہ معجزہ ہو! ذرا دیر کے واسطے غور
کرو کہ کتنا بڑا علم ہمارے دماغ کے خزانے مین جمع ہو! ذرا
خیال کرو کہ کتنی جلد ہماری رگ اور پٹھے قوت متحرکہ کے حکم کی
تعمیل کرتے ہین!

سر جمیس پیجیٹ کہتا ہو "ایک بہت ہی مشاق بجانے والا ایک
پیانو پر ایک پل مین چوبیس سُر بجا سکتا ہو - ایک سُر کے بجانے
مین ایک عصبانی حرکت دماغ سے اُنگلیون تک پہونچتی ہو - اور
اُسی طرح اُنگلیون سے دماغ کو جاتی ہو - ہر سُر مین اُنگلی کو تین حرکتین
ہوتی ہین (۱) جُھکنا (۲) اُٹھنا (۳) اِدھر اُدھر ہلنا - یعنی ایک
پل مین بہتر حرکتین ہوتی ہین - اور ہر حرکت مین قوت متحرکہ اپنا
فعل جُدا جُدا دکھاتی ہو - اور بغیر کسی غلطی کے ایک خاص رفتار
اور خاص قوت کے ساتھ کسی خاص مقام کی طرف رجوع کرتی ہو -
اور کھال بہت نازک اور مکمل عضو ہو - اس مین ہزارون لاکھون
سوراخ ہین - اور اتنی اور اتنی لمبی رگین شرائین اور اعصاب ہین
جو اگر پھیلائی جائین تو میلون تک ہون - یہی عضو یعنی کھال متواتر

اپنے تئین از سر نو تبدیل کرتا رہتا ہی - اور اپنی اِس خدمت کے انجام دینے مین اِس کو تھوڑی خبرگیری اور بہت پانی کی ضرورت ہوا کرتی ہی - برش کا استعمال کھال کے واسطے اُسی قدر ضروری ہی جتنا کہ بالون کے واسطے - اس عجیب حصۂ جسم کو تندرست رکھنے کے لیے ضرور ہی کہ اکثر اجزا کام مین مشغول رہین -

اکثر بیمارون کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہی کہ اُن کی خاص بیماری محض سکون ہے -

سنیکا نے کہا ہی کہ "مقام **کیمپینیا** کے عیش و عشرت نے **ہنیبال** کو کمزور کر دیا جسے **آلپس** کی برف بھی کبھی شکست نہین دے سکی تھی - اپنے اسلحہ کے استعمال مین وہ ہمیشہ فتح مند رہا لیکن عیش پرستی نے اُسے شکست دے دی"

ہمارے حواس چاہے ان مین ایسی ہی مسرتین کیون نہ ہون جو گناہ نہین ہین اگر ہم اپنے تئین اُن کے اختیار مین دے دین گے تو بے شک وہ ہمین زندگی کی کسی چٹان سے ٹکرا کے یا کسی گرداب مین ڈال کر یقیناً تباہ کر دین گی - ہم لوگ صرف کھانے کی وجہ سے اکثر اپنے تئین بیماریون مین مبتلا کر لیا کرتے ہین - اب لفظ پینے کے معنے ہی شراب پینے کے ہوا کرتے ہین - جو شمالی قومون کی ایک بڑی شامت ہی بہت سی حالتون مین شراب ایک بیش بہا دوا ہی - لیکن ہمارے مُلک کے لوگون کی نصف سے

کچھ زیادہ تکلیف مصیبت اور گناہون کا سبب یہی شراب ہے۔

خالص باقی جو ایمان داری کا آئینہ ہے کبھی کسی کو گنہگار نہین بناتا۔ لیکن شراب سے ہزارون جرائم ہوا کرتے ہین۔ پرانے یہودیون کی مثل ہے کہ ”جب انسان کے اندر شیطان خود نہین جا سکتا تو وہ شراب کو بھیج دیتا ہے“ چالس کا قول ہے کہ ”جہان شیطان ایک دفعہ داخل ہوا۔ اور دروازے کے اندر کھڑا ہو گیا پھر فورًا وہان سے آرام امید اور خوشی ہمیشہ کے واسطے رخصت ہو جاتی ہے“۔

عـہ پلینی کہتا ہے کہ ”شراب سے ہاتھون مین رعشہ۔ آنکھون مین پانی۔ رات کو بےچینی اور بدخوابی۔ صبح کو منھ سے بدبو اور ہوش و حواس مین بالکل نسیان پیدا ہو جایا کرتا ہے“ مذکورہ مضمون کو سر ڈبلیو ریلی نے نقل کیا ہے اور اُس مین اتنا اور بڑھایا ہے کہ ”جو شخص شراب سے محبت کرتا ہے کوئی شخص اُس کا اعتبار نہ کرے گا۔ کیونکہ وہ راز کو پوشیدہ نہین رکھ سکتا۔ شراب انسان کو صرف جانور ہی نہین بنا دیتی بلکہ پاگل کر دیتی ہے۔ اگر تم اُس سے محبت کروگے تو تمھاری بی بی۔ تمھاری اولاد اور تمھارے دوست تم کو حقیر اور ذلیل سمجھینگے“۔

عـہ قدیم الایام مین روم کا ایک معزز شخص تھا جو مختلف علوم مین کمال رکھتا تھا ۲۳ء کے قریب پیدا ہوا اور ۷۹ء مین مرا۔

شیکسپیر نے بھی اس کی مذمت مین بہت عمدہ فقرے لکھے ہین۔
"کیسے افسوس کی بات ہو کہ آدمی اپنے دشمن (شراب) کو اپنے مُنھ
مین رکھ لین تاکہ وہ ان کی عقل کو چُرا لے جاے! اور کیا غضب ہو
کہ ہم بہت خوشی و خرمی اور نعرہ ہاے مسرت آمیز کے ساتھ اپنے
آپ کو جانور بنا لیتے ہین؟"

ابھی ابھی سمجھ دار آدمی تھے۔گھڑی بھر مین بے وقوف ہو ئے۔
اور لمحہ بھر مین جانور بن گئے" ایسے آدمیون کو چوپایون سے
نسبت دینا بے انصافی ہے۔کیونکہ چوپاے اُن سے اچھے ہین۔
بخلاف اس کے اعتدال کا درجہ کتنا بڑا ہو! شیکسپیر کہتا ہو
با وجودیکہ بوڑھا معلوم ہوتا ہون تاہم مین طاقت ور اور تندرست
ہون۔کیونکہ مین نے اپنے ایام جوانی مین کبھی گرم اور جوش
دلانے والی رقیق شی (آتش سیال) کا استعمال نہین کیا۔اس
لیے میری ضعیفی باوجودیکہ ہوا کے سخت موسم کی طرح نہایت سرد
ہو لیکن مہربان ہو"

بعض اوقات اس بات پر بہت تعجب معلوم ہوتا ہو کہ کیون
انجیل مین بہت زیادہ اور مکرر سہ کرر شراب خواری کی مذمت
نہ کی گئی۔لیکن ہم کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ انجیل گرم ملک
مین لکھی گئی تھی۔۔اور شراب خواری ایسی بُرائی ہو جس کا مسکن
خاصةً سرد ممالک ہین۔حضرت سلیمانؑ نے اس کی مذمت یون

کی ہو کہ "کس کو رنج ہوتا ہو؟ کس کو غم ہوتا ہو؟ کس کے درمیان مین لڑائیان ہوا کرتی ہین؟ کون بک بک کیا کرتا ہو؟ کس کو بے سبب زخم لگا کرتے ہین؟ کس کی آنکھین سُرخ رہتی ہین؟ ان لوگون کی جو شراب خانے مین زیادہ دیر تک ٹھہرتے ہین۔ اُن لوگون کی جن کو شراب کی تلاش ہوتی ہو۔ جب شراب کا گلابی رنگ جام مین جھلکتا ہوا نظر آئے تو تو اُس کی طرف نہ دیکھ۔ اس لیے کہ آخر مین وہ ایک سانپ کی طرح کاٹتی اور زہریلے بچھو کی طرح ڈنک مارتی ہو"

ہمین اِس بات کے اُمید کرنے کی وجہ ہو کہ شراب خواری ایک ایسی بُرائی ہو جو روز بروز گھٹتی جاتی ہو اب ہمین چونکہ اس بات کا زیادہ موقع ملتا ہو کہ دماغی کامون مین مصروف ہون اور راگ تصویرین اور کتابین لطف اُٹھانے کے لیے بہ نسبت پیشتر کے اب زیادہ آسانی سے بہم پہونچ سکتی ہین۔ لہٰذا ان باتون سے شراب کے چھوٹنے مین بہت مدد مل رہی ہو۔

لیکن شرابخواری کی بُرائیان اگر اظہر من الشمس ہین تو زیادہ خواری کی بُرائیان بھی کم مشہور نہین۔ غالبًا نوّے فی صدی ایسے لوگ ہین جو اُس سے زیادہ کھا لیتے ہین جتنا کہ اُن کے واسطے ضروری اور مناسب ہو۔ کبھی کبھی دعوت مین زیادہ کھا لینے مین چندان مضائقہ نہین۔ مگر یہ روز روز کا معدے مین بھر لینا ہو جو مضر پڑتا ہو اور

پست کر دیتا ہی - حد سے زیادہ کھالینا آسان ہی مگر حد سے کم کھانے کا کوئی خوف نہین -

اعتدال کو طاقت سے علاقہ ہی کمزوری سے نہین - اعتدال اس بات کو ظاہر کرتا ہی کہ آپ کو اپنے اوپر اختیار حاصل ہی اور آپ کی خواہشین آپ کے کہنے مین ہین -

دسترخوان پر زیادہ زمانے تک نہ جم جاؤ - لیکن بہت جلدی بھی نہ کھاؤ - اُس وقت کھانے سے ہاتھ کھینچ لو جب تم کو تھوڑی اشتہا باقی ہو - اگر معدہ خوب بھرا ہوتا ہی تو دماغ کام نہین کرسکتا دن کے کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کرنا بہت اچھا قاعدہ ہی لیکن یہ بہت افسوس ناک زندگی ہی کہ تم اتنا کھا لو کہ ایک کھانے کے وقت سے دوسرے کھانے کے وقت تک تم کو پڑا ہی رہنا پڑے - کھانا زندہ رہنے کے واسطے کھاؤ نہ یہ کہ اپنی زندگی کھانے کے واسطے وقف کر دو **شعر** خوردن براے زیستن و ذکر کردن است + تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است + زیادہ کھانا زندگی کو کم کرتا ہے -

جب وحشی لوگ مڈیسن من (یعنی اپنی قوم کے کاہن اور طبیب) بننا چاہتے ہین تو وہ منجملہ اور باتون کے ایک بڑے روزے کی بھی تیاری کیا کرتے ہین - نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ اُن کے اعصاب مین بہت چُستی اور تیزی پیدا ہوجایا کرتی ہی جس کو وہ الہام سمجھتے ہین - آخر

اُنھین اس بات کا ملکہ حد سے زیادہ ہو جاتا ہی۔ اگر کوئی اور شخص کرے تو اُس کو بھی یہ بات معلوم ہو جاے گی کہ غذا کم کرنے سے دماغی قوت زیادہ ہو سکتی ہی۔

علاوہ برین ہلکا معدہ دل کو ہلکا بنا دیتا ہی۔ اور زیادہ کھانا قوتون کو کم کرتا ہی۔ اگر آپ اُن لوگون کو جمع کرین جو بیمار رہین تو آپ کو یہ معلوم ہو گا کہ صرف ضعف معدہ کے عارضے کی تعداد دیگر امراض کے مجموعی تعداد کے برابر ہی۔

بیکن کا قول ہی "اس بات سے ہوشیار رہو کہ تمھاری غذا مین یکایک کوئی بہت بڑی تبدیلی نہ واقع ہونے پائی۔ اگر تبدیلی کی ضرورت ہی تو اور دوسری باتون کو بھی اُس کے مطابق کرلو۔ کھانے کے وقت دل مین وسوسہ نہ لاؤ اور خوش و خرم ہو سونے اور ورزش کرنے کا بہت خیال رکھو۔ یہ نصیحت نہایت ہی عُمدہ اور بہت زمانے تک قائم رہنے والی ہی"

ایبرنیتھی[ع۵] نے کہا ہی "اگر تم اچھے رہنا چاہتے ہو تو تم کو چاہیے کہ چھ پنس روزانہ پر بسر کرو اور اُن کو خود پیدا کرو" یہ نصیحت جو بہت تھوڑے الفاظ مین کی گئی ہی اس مین کل کھانے اور ورزش کے متعلق تمام ضروری باتین شامل ہین۔ چھ پنس مین اور خاص کر جب کہ ارزانی ہو آپ کافی اور صحت بخش غذا خرید سکتے ہین۔ مگر ہان

ع۵ ایبرنیتھی ایک زبردست ڈاکٹر تھا جو اسکاٹلینڈ مین ۱۷۶۴ء مین پیدا ہوا اور ۱۸۳۱ء مین مرا۔

آپ کو اس مین یہ موقع نہ ملے گا کہ خوب شرابین اُڑا سکیے اور نا کون ناک غذا بھی لیجیے - اس نصیحت مین ورزش پر بھی زور دیا گیا ہے -

بالفعل جو ہماری موجودہ حالت ہر اس کے لحاظ سے اگر ہم تھوڑی دیر کشادہ ہوا مین سیر کرین تو اسے کوئی وقت کا ضایع کرنا نہ خیال کرے گا - اُتنا وقت زندگی کے حساب مین نہین درج کیا جائے گا بلکہ اس سے زندگی بڑھے گی -

صاف پانی کی بھی اُتنی ہی ضرورت ہر جتنی کہ تازہ ہوا کی - پانی کی زیادہ مقدار (خاصکر ٹھنڈے پانی کی اگر تم اُس کو برداشت کر سکو) اندر اور باہر جسم کی دونون جہتون کے واسطے ضروری ہے - ذرا ذرا سی باتین جیسے دانتون کی صفائی کا خیال رکھنا زندگی کے آرام مین بہت بڑا فرق پیدا کر دیتی ہین -

تندرستی کا دار و مدار دواؤن سے زیادہ عادات اور غذا پر ہر - ہمارے آباؤ اجداد صرف بیماری کے دور کرنے کے واسطے دوا کا استعمال کیا کرتے تھے - طبیبون کے کالج ہی نہین بلکہ بیکن نے بھی دواؤن کی تعریف کی ہر - اور اُن کے استعمال کی سفارش کرتے ہین - لیکن یہ ابتدائی غلطی ہر - لاک پہلا شخص تھا جس نے اس غلطی کو سب پر عیان کر دیا - مڈیکل سائنس کا نام ہی دواؤن کے استعمال کو بتلاتا ہر - لیکن اگر ہم ہوش و

حواس کے ساتھ زندگی بسر کرین تو ہمین دواؤن کے واسطے بہت کم صرف کرنا پڑے گا۔

نیچر کو آزادی سے اپنا کام کرنے دو۔ اُسے نہ چھیڑو۔ اور صرف اُس کو کام کرنے دو۔ نیپولین کا قول ہو۔ "زندہ اصول کے خلاف کام نہ کرو۔ بس اتنا کرو کہ اُسے اپنے تئین خود بچانے کی آزادی دے دو وہ تمھین دواسے زیادہ فائدہ پہونچاے گا"

ہوا اور پانی کی کثیر المقداری اور غذا مین اعتدال رکھنے سے ہم کو تندرستی اور طاقت کے جذبات کا لطف حاصل ہوگا۔ اور جب تک ہم بہت ہی زیادہ معمّر نہ ہو جائینگے اُس وقت تک ہمارے دل مین جوانی کی بہار قائم رہے گی۔

یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ تندرستی سے صرف جسم ہی کو فائدہ پہونچتا ہے۔ ڈاکٹر رچرڈسن[عہ] کہتا ہو کہ "غصہ نفرت رنج اور خوف ایسی چیزین ہین جن سے بہت ہی سوہان روح ہوتا ہو"۔ بخلاف اس کے خوشی۔ خوش مزاجی اور دلجمعی تندرستی کے بہت قوی اجزا ہین۔

یہ مشہور ہو کہ لائی کرگس[عہ] نے اسپارٹا کے ہر ایک ایڈنگ

عہ ڈاکٹر رچرڈسن انگلستان کا ایک متاخر العہد قانون دان تھا جس نے فلسفہ زبان کے شوق مین قانون کے پیشے کو چھوڑ دیا تھا۔ ۱۷۷۵ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۶۵ء مین مرگیا۔

عہ لائی کرگس یونان کے شہر سپارٹا کا مشہور و معروف اور نامی گرامی مقنن تھا۔ وہ حضرت مسیح سے تقریباً ۸۰۰ برس پیشتر جزیرہ کریٹ مین مرا تھا۔

ہال (کھانے کے کمرے) مین ایک چھوٹی تصویر ہنسی کے دیوتا کی
نصب کرادی تھی - **بفون**عـہ نے کہا ہو کہ "بہت سے لوگ زیادہ
عمر تک زندہ رہ سکتے لیکن اُن کو اندیشے اور آزردگیان مارڈالتی
مین" یہ بات اُس نے صرف اپنے ہموطنون کے بابت کہی تھی مگر
صادق سب پر آتی ہو -

جب کہ ہم بددماغ ہوتے ہین تو ذرا ذراسی اور معمولی ناگواریان
ہم کو ایک آفت ناگہانی معلوم ہوتی ہین - جب ایسی حالت ہو تو ہم کو
یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اب ہمین آرام لینے اور تازہ ہوا کی ضرورت ہو
ہم اکثر یہ سنتے ہین کہ فلان لڑکون پر کام کا بہت بوجھ ہو اور
سن رسیدہ لوگ کام کرتے کرتے مرگئے - بہت سی حالتون
مین صرف اوسط درجے کی مشقت سے نہین بلکہ جوش - فکر اور بہ تردد
سے صحت جسمانی کو ضرر پہونچتا ہو - کام پُستی - عیاشی اور نفس پروری
نے بہ نسبت سخت کام کے لوگون کو زیادہ ہلاک کرڈالا ہو - دماغ کو
بھی اعصاب کی طرح ورزش کی ضرورت ہو - اگر تم اپنے تئین
سویرے سونے - سویرے اُٹھنے اعتدال - اور عقل مندانہ
عادتون کا عادی بنالوگے تو کام بلکہ سخت کام اگر حد سے زیادہ
تجاوز نہ کر گیا ہو تو تم کو بجاے نقصان کے فائدہ پہونچاے گا -

عـہ بفون ایک فرانسیسی مسلم و مستند ماہر فلسفہ طبیعی تھا - جو ۱۷۰۷ع مین پیدا ہوا اور
۱۷۸۸ع مین مرگیا -

ہم مین بہت لوگ ایسے ہین جن کو اکثر راتون کو نیند نہین آیا کرتی۔ واقعی یہ حالت بہت آزار دہ ہی۔ ایسی کیفیت مین انسان کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے کوئی بڑی سخت آفت ناگہانی سر پر آنے والی ہی۔ اور ذرا ذرا سے مشکلات جن کے حل کرنے مین اگر دماغ کی ایسی حالت نہ ہوتی تو خوشی معلوم ہوتی اس حالت مین مالاینحل نظر آتے ہین۔ اور یہ نظر آنے لگتا ہی کہ دماغ مسرت دہ چیزون سے بھاگتا ہی اور ایسی باتون کے خیال مین ہی جو گذر گئین یا جن کے واقع ہونے مین کوئی بُرائی ہی۔ ایسی حالت مین ہم کو نا امید نہ ہونا چاہیے۔ نیند نہ آنے سے کوئی شخص مر نہین جاتا ہی سب سے اچھی یہ بات ہی کہ دوا نہ استعمال کرو اس کا استعمال حقیقۃً خطرناک ہی۔ جہان یہ ممکن ہو گھر مین نہ رہو بلکہ باہر رہو۔ اور جہان تک بنے باتون کو آسان سمجھو اور اُن پر بھروسہ رکھو۔ نیند کی برکت پھر ایک دن تم کو نصیب ہو جاے گی۔ اگر بے خوابی کو بہت عرصہ نہین ہو گیا ہی تو اس کا اجر ملے گا کہ تم کو نیند کی برکت اور قدر معلوم ہو گی جس کی ہم لوگ عموماً آدھی بھی قدر نہین کرتے ہین۔

بہت سی جسمانی شکایتون کا مرکز دماغ ہی ہوا کرتا ہی طبیبون کو صرف جسمانی علامات ہی نہین سوچنا پڑتے ہین بلکہ بعض اوقات اُن کو مندرجۂ ذیل مسئلے پر غور کرنا پڑتا ہی "کیا تو بیمار دل کا علاج

نہین کرسکتا ہے اور حافظہ سے رنج وغم کی جڑ کو نہین اُکھیڑ سکتا ؟
کیا دماغی تفکرات کو نہین جھیل سکتا ہے کیا تیرے پاس کوئی ایسی
بھُلا دینے والی دوا نہین کہ جس سے تو سینے کو اس ایذا رسان
مادّے سے پاک کرلے جو دل کو دبائے ہوئے ہو ؟"

علاوہ برین تندرستی صرف مسرت کا ایک بہت بڑا جزو ہی
نہین بلکہ اچھے کام کے واسطے نہایت ضروری ہو۔ اِس کا
پھینک دینا نہ صرف ضائع کر دینا ہو بلکہ خود غرضی ہو۔

اگر ہم اپنے اعضاء پر حد سے زیادہ زور دینگے تو پھر
ہمین اچھا کام کرنا غیر ممکن ہو جائے گا۔ یا یون کہنا چاہیے کہ
بہت عمدہ کام نہ ہو سکے گا۔ یہ ایک بہت بڑی حکمت عملی ہو۔ کیونکہ
اگر ہم اسی طرح محنت کرتے رہے تو آیندہ ہمین پھر زیادہ زمانے
تک سستانا اور آرام کرنا پڑے گا۔ قطع نظر اس کے جو کام
ایسی حالت مین کیا جائے گا وہ اعلے درجے کا کام نہ ہوگا۔
اُس مین کمزوری اور جھنجلاہٹ کے نشان پائے جائینگے۔ رائے
اچھی نہ ہوگی۔ اگر اس رائے کے انجام دینے مین دوسرے
لوگون کے ساتھ معاملات کرنے کی ضرورت ہوگی تو آپس مین
جھگڑا اور ملال ہو جانے کا احتمال ہوگا۔ اگر کسی کو اس بات کا
اعتبار نہ ہو تو امتحان کر کے دیکھ لے۔ اُس سے ایسی حالت مین
نقشہ بنانے کو کہو اُسے بناتے وقت خود ہی معلوم ہو جائے گا

کہ اُس کا ہاتھ قائم نہین ہو اور نہ پوری طرح اُس کے اختیار مین ہو۔ اس حالت کا سبب رگ پٹھے کی تھکاوٹ نہین ہو بلکہ اعصاب کی بے دمی۔ ہمین مشقت سے لطف اُٹھانا چاہیے۔ اور لُطف اُٹھانے کے واسطے یہ ضروری ہو کہ ہم استقلال اور قوت کے ساتھ کام کرین۔ لیکن ہم کو لگاتار محنت نہ کرنی چاہیے جس مین ہم کھانے۔ آرام۔ ورزش۔ اور تعطیلون تک کو بھلا دین۔

جس وقت انسان بیماری کو خود اپنے ہاتھون مول لیتا ہو۔ اُس وقت اُس کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو جاتی ہو کہ بیماری کا کس قدر میلان اُس کے کمزور کرنے اور اُس کی قوت گھٹانے کی طرف ہوتا ہو۔ بخلاف اس کے آپ کو بہت لوگ ایسے بھی ملین گے جنھون نے اپنے تئین خود بیمار اور کمزور نہین بنا لیا ہو بلکہ اُن کے جسم کی بناوٹ ہی پیدائش کے وقت سے ایسی ہو کہ آئے دن بیمار رہا کرتے ہین۔ ایسی حالتون مین یہ معلوم ہوتا ہو کہ نیچر اس کا معاوضہ انھین یہ دیتا ہو کہ اُن کا دماغ بہت صاف اور روشن ہوتا ہو۔ ہم سب لوگون کو ایسے اشخاص بھی ملتے ہین جو مصیبت مین مبتلا ہین جن کی خوشی اور خوش مزاجی سے ہم کو جو تندرست ہین صرف سبق ہی نہین ملا ہو بلکہ وہ لوگ اپنی اِس مصیبت ہی کی وجہ سے عالی مرتبہ اور پاک لوگ خیال کیے گئے ہین۔

چھٹا باب

قومی تعلیم

زمانۂ سلف مین بھی جس عہد کی تاریخ ہمارے پاس موجود ہے عقلمند لوگون نے ہمیشہ تعلیم کی ضرورت پر کچھ زور دیا ہے۔

ہیٹوپڈیسا کہتا ہے "علم کا خزانہ سب خزانون سے زیادہ بیش قیمت ہے۔ کیونکہ نہ یہ چوری جا سکتا ہے نہ دے ڈالا جا سکتا ہے اور نہ خرچ کر ڈالا جا سکتا ہے" فلاطون کا قول ہے "انسان کو جو بہتر سے بہتر چیزین مل سکتی ہین اُن سب مین علم سب سے اعلیٰ درجے کی چیز ہے"

مونتن[عہ] کا مقولہ ہے کہ "جہالت سب برائیون کی مان ہے"

فلر[عہ] کہتا ہے "سب سے بڑی خیرات یہ ہے کہ انسان کو تعلیم دے"

ایک فرانسیسی ادیب کا قول ہے "طاقت بغیر علم کے نہایت ہی خطرناک چیز ہے" جاہلانہ زندگی بمقابلۂ عالمانہ زندگی کے ایک اُداس زندگی ہے۔ یہ خوب کہا گیا ہے کہ انسان کو علم کی ضرورت اس وجہ سے نہین ہے کہ اس کے ذریعے سے وہ معاش حاصل کرے بلکہ علم اُس کی زندگی کا ذریعہ ہے"

عہ مونتن ایک مشہور فرانسیسی مضمون نگار تھا جو ۱۵۳۳ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۵۹۲ء مین مرا۔

عہ فلر ایک عالی مرتبہ انگریز مورخ تھا جو ۱۶۰۸ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۶۶۱ء مین مرگیا۔

پٹراركٰ ؏۵ نے کہا "مجھے تعلیم لینے سے زیادہ کسی چیز کی فکر نہین" شیکسپیر کہتا ہو "جہالت خدا کا غضب ہو۔ اور علم ایسا پر ہو جس کے ذریعے سے انسان اُڑکر خدا تک پہونچ سکتا ہو"
کہ بے علم نتوان خدارا شناخت۔

حضرت سلیمانؑ اپنے ایک دلچسپ بند مین فرماتے ہین "خوش وہ شخص ہو جو عقل کو پاتا ہو اور سمجھ سے اُس کو بہرہ ملتا ہو۔ کیونکہ اس کی سوداگری چاندی کی سوداگری سے اچھی ہو۔ اور اس کا نفع سونے کے نفع سے عمدہ ہو۔ وہ لعل سے زیادہ بیش قیمت ہو۔ اور وہ تمام چیزین جس کی تو خواہش کرسکتا ہو اس کے مقابلے مین ہیچ ہین۔ اس کے داہنے ہاتھ مین درازی عمر ہو اور بائین ہاتھ مین دولت و عزت اس کے طریق خوشی کے طریق ہین اور اس کے رستون مین دلجمعی حاصل ہوتی ہو" اور دوسرے مقام پر یون فرمایا ہو "عقل خاص چیز ہو۔ لهذا تم کو لازم ہو کہ عقل کو حاصل کرو۔ اور اپنی تمام آمدنی کو صرف کر کے پیدا کرو"

باوجودیکہ علم کی بابت یہ سب کچھ کہا گیا ہو لیکن عرصۂ دراز تک عام رائے تعلیم دینے کے خلاف تھی۔ خاص کر لڑکیون کی تعلیم کے بابت۔ ایک جرمنی مثل ہو کہ عورت کا کتب خانہ توشہ خانہ

؏۵ پٹرارک ایطالیہ کا ایک نامی گرامی شاعر جو سنہ ۱۳۰۴ء مین پیدا ہوا۔ اور سنہ ۱۳۷۴ء مین مرا۔

ہے۔ اور ایک فرانسیسی مثل ہے کہ "لڑکیون کو یا تو چار انجیلون مین بند رہنا چاہیے یا چار دیواری مین" اس کو بہت زمانہ نہین گذرا کہ تعلیم نہ غریب آدمیون کے لیے کچھ ضروری سمجھی جاتی تھی اور نہ امیر آدمیون کے لیے۔ یہ صرف پوجاریون اور پادریون کے واسطے ضروری خیال کی جاتی تھی چنانچہ خود لفظ کلرک[ع] اس بات کو ثابت کر رہا ہے۔

یہان تک کہ ڈاکٹر جانسن نے جو اس قدر عقلمند اور زیرک آدمی تھا اس بات کو کہ "اگر تمام آدمی پڑھنا سیکھ لین گے تو دنیا کے وہ کام جن کو دستکاری سے تعلق ہے کون کرے گا" مثل ایسے علوم متعارفہ کے مان لیا ہے جن کے ثبوت کی کچھ ضرورت ہی نہین۔ لیکن چونکہ ڈاکٹر جانسن صرف علمی معاملات مین بہت مستند شخص تھا لہذا وہ محنت و مشقت کی عظمت کا اندازہ نہ کر سکا۔

ایک زمانہ تو یہ تھا۔ دوسرا زمانہ یہ آیا کہ جس مین تعلیم خاص کاروبار کے واسطے دی جاتی تھی۔ اور اس بات کی خبرداری ضروری سمجھی جاتی تھی کہ لڑکے اپنے درجے یا منصب سے نہ بڑھ جائین صرف پڑھنا۔ لکھنا اور حساب و کتاب غریب لڑکون کے واسطے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اور صرف اس قدر پڑھنا لکھنا کہ کاروبار کے

ع لفظ کلرک کا مخرج کلرجی ہے (یعنی پادری) اور اس زمانے مین صرف پادری ہی لوگ پڑھا لکھا کرتے تھے۔

جزئیات کے واسطے اور بہی کہاتہ لکھنے کے لیے کافی ہو۔

اُن دنون یہ رائے کاروبار کے تمام صیغون مین رائج تھی۔ لارڈ ایلڈن کی بابت یہ کہا گیا ہو کہ اُس نے اپنا حساب وکتاب اُن خزانچیون سے کھولا تھا جو لندن مین سب سے زیادہ بے وقوف تھے۔ اور اکثر یہ کہا کرتا تھا کہ اگر مجھے اِن سے بھی زیادہ بے وقوف مل جائین تو اپنا حساب اُن سے کھول دون۔

ہیزلٹ کا قول تھا کہ ”جن لڑکون کو کاروبار کے واسطے تعلیم دی جاتی ہو اُن کو اور کچھ نہ سکھانا چاہیے“ اور یہ بھی اُس کا قول ہو کہ ”ہر ایک شخص روپیہ پیدا کر سکتا ہو بشرطیکہ اُس کے دماغ مین کوئی اور دوسرا خیال نہ ہو“ یہ دوسرا زمانہ تھا۔

اب ہم جو تعلیم کی حمایت کرتے ہین۔ وہ اس واسطے نہین ہو کہ ہم آدمی کو ایک اچھا کاریگر بنا دین۔ بلکہ اِس غرض سے کہ ہم اُسے ایک اچھا آدمی بنا دین۔ وکٹر ہیوگو نے کیا اچھا کہا ہو کہ ”جو شخص اسکول کھولتا ہو وہ قید خانہ بند کرتا ہو“۔

ایک سوئٹزرلینڈ کے مدبر سلطنت نے کہا ہو ”ہمارے بہت سے لڑکے غربت کے واسطے پیدا ہوتے ہین۔ لیکن ہم اس بات کا ضرور خیال رکھتے ہین کہ وہ جاہل نہ رہ جائین“۔ ہم

عہ ہیزلٹ ایک مشہور انگلش انشا پرداز تھا۔ جو ۱۷۷۸ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۸۳۰ء مین مرا۔

عہ وکٹر ہیوگو ایک بہت ہی مشہور و مقبول فرانسیسی ناول نویس جو ۱۸۰۲ء مین پیدا ہوا تھا۔

لوگ جو لنڈن مین رہتی ہین اب تعلیم کی ضرورت کی قدر سمجھنے لگے ہین۔ گرے نے پہلے تو کہا تھا مگر اب ہمارے یہان کے دیہات والون کی بابت یہ نہین کہہ سکتا کہ "علم نے اپنا بڑا صفحہ جس مین زمانے کے حالات لکھے ہین اُن کی آنکھون کے سامنے کبھی نہین کھولا۔ تہی دستی کی سرد مزاجی نے اُن کے شریف غصّے کو دبا دیا۔ اور اُن کے دل کے لطیف اور نشاط انگیز چشمے کو افسردہ کر دیا"

میتھیو[1] آرنلڈ کہتا ہو "اب بھی بہت لوگ ایسے ہین جو یہ خیال کرتے ہین کہ تربیت۔ مسرت۔ اور روشنی یہ تینون چیزین چاندنی[2] ہین لیکن یہ ۱۸۶۹ء مین لکھا گیا تھا"

۱۸۷۰ء جس سال قانون تعلیم پاس ہوا ہمارے ملک کی اخلاقی تاریخ کا ایک بہت بڑا قابل یادگار سال ہو۔ اُس وقت ہماری ملک کے ابتدائی مدارس مین طلبہ کی تعداد چودہ لاکھ تھی اور اب پچاس لاکھ ہو۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوا ہو؟ پہلے مین جرائم کی فہرست پر نظر ڈالتا ہون۔

۱۸۷۷ء تک قیدیون کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔

---

[1] میتھیو آرنلڈ انگلستان کا ایک زبردست عالم اور پروفیسر جس نے تعلیم کے مسئلے پر بہت زور دیا ہو۔ وہ ۱۸۲۲ء مین پیدا ہوا تھا۔

[2] انگریزی مین چاندنی کا لفظ ایسی چیز کے واسطے کہا جاتا ہو جو غیر متیقن ہوا ور جس کو بہت کم قیام ہو۔

اُس سال تک اُن کی اوسط تعداد بیس ہزار آٹھ سو تھی - مگر اُس وقت سے اب تعداد برابر گھٹتی ہی چلی جاتی ہی - یہان تک کہ اب قیدیون کی اوسط تعداد صرف تیرہ ہزار رہ گئی ہی - یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جرم اب بہت اچھے انحطاط کے ساتھ قریب ایک تہائی کے کم رہ گئے اس کے ساتھ ہم کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آبادی برابر بڑھتی ہی رہی ہی - ۱۸۷۰ء سے آج تک ایک تہائی آبادی بڑھ گئی ہی جس حساب سے ہماری مجرمون کی تعداد اگر بڑھتی تو آج اُن کا شمار بجاے تیرہ ہزار کے اٹھائیس ہزار ہونا چاہیے تھا - یعنی دونے سے زیادہ اور جب اُس قدر جرم ہوتے تو ہمارے ذمے پولیس اور قیدخانون کے مصارف بجاے چالیس لاکھ پونڈ کے اسّی لاکھ پونڈ ہوتے - خورد سالی کے جرائم بھی جو کمی واقع ہوئی ہی وہ اُس سے بھی زیادہ قابل اطمینان ہی - ۱۸۵۶ء مین اُن لڑکون کی تعداد جو قابل سزا جرائم کے ملزم ثابت ہو کے جیلخانے بھیجے گئے چودہ ہزار تھی - ۱۸۶۶ء مین دس ہزار ۱۸۷۶ء مین سات ہزار ۱۸۸۱ء مین چھ ہزار اور جو سب سے پچھلا شمار ہمین معلوم ہوا وہ صرف پانچ ہزار ایک سو ہی - علی ہذا القیاس ہم کو محتاجون کی حالت پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ ۱۸۷۱ء مین محتاجون کی تعداد فی ہزار سینتالیس

سے زائد تھی - اور آخر بڑھتے بڑھتے فی ہزار باون تک
پہونچ گئی تھی - اُس زمانے سے گھٹتے گھٹتے اب صرف فی ہزار
بائیس رہ گئی ہے - اور مین فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ خاص
دارالسلطنت مین یہ تعداد اِس اوسط سے بھی گھٹی ہوئی ہے - لہذا
افلاس کی نسبت بھی اب آدھے سے کم رہ گئی ہے - ہمارا سالانہ
خرچ محتاج خانون کے واسطے اسی لاکھ پونڈ ہے - اور اگر یہ فرض
کرلیا جاوے کہ وہ اگلے نرخ سے بڑھتا رہتا تو آج ہمارا سالانہ
خرچ ایک کرور ساٹھ لاکھ پونڈ ہوتا یعنی موجودہ رقم سے اسّی
لاکھ پونڈ زائد - اور اگر بیس برس سے اب تک ہم برابر اُسی حساب
سے اُن مصارف کو ادا کرتے رہتے تو ہمارا خرچ مجرمون کے
واسطے موجودہ خرچ سے چالیس لاکھ پونڈ زائد ہوتا اور محتاج
خانون کے بابت اسّی لاکھ پونڈ -

اگر ہم خراب ترین جرائم کا نقشہ اُٹھا کر دکھا دین تو وہ اور
بھی قابل دید اور قابل اطمینان ہے - جن لوگون کو حبس دوام کی سزا ہوئی اُن
لوگون کی سالانہ اوسط تعداد اُن پانچ سال کی اندر جو ۱۸۶۴ء تک ختم ہوئی دو ہزار
آٹھ سو تھی اور یہ تعداد روز بروز کم ہی ہوتی جاتی ہے - یہانتک کہ گذشتہ سال کی تعداد
صرف ساتھ سو بتیس ہی تھی - یعنی ایک چوتھائی حالانکہ آبادی برابر بڑھتی جاتی ہے - ہماری
آٹھ جیلخانے اب بیکار ہوگئے جو اب اور کامون مین استعمال ہو رہے ہین -
اس بات کے ثبوت مین کہ جہالت اور جرم مین کس قدر قرابت ہے

مین اُن نقشجات کو پیش کرتا ہون جو گذشتہ سال میری نظر سے گذرے منجملہ ایک لاکھ ستاون ہزار آدمیون کے جو قید ہوئی پانچ ہزار آدمی ایسے تھے جو اچھی طرح لکھ پڑھ سکتے تھے۔ اور صرف دو سو پچاس ایسے آدمی تھے جن کی بابت کہا جاسکتا ہو کہ تعلیم یافتہ تھے۔

نقشۂ ذیل اِس بات کو دکھلاتا ہو کہ کتنی بڑی کمی جرائم مین ہوئی ہو۔ پھر یہ بھی قابل لحاظ ہو کہ جرمون کی تعداد تو گھٹتی گئی مگر آبادی برابر بڑھ رہی ہو۔

	اوسط تعداد اُن لوگون کی جن کو حبس دوام کی سزا انگلینڈ اور ویلز مین ہوئی	اوسط آبادی انگلستان اور ویلز
٣١۔ دسمبر ١٨٥٩ء کو	٢٥٨٩	١٩٢٥٧٠٠٠
” ” ١٨٦٤ء کو	٢٨٠٠	٢٠٣٧٠٠٠٠
” ” ١٨٦٩ء کو	١٩٧٨	٢١٦٨١٠٠٠
” ” ١٨٧٤ء کو	١٦٢٢	٢٣٠٨٨٠٠٠
” ” ١٨٧٩ء کو	١٦٣٣	٢٤٧٠٠٠٠٠
” ” ١٨٨٤ء کو	١٤٢٧	٢٦٣١٣٢٥١
” ” ١٨٨٩ء کو	٩٤٨	٢٧٨٣٠١٧٩
٣١۔ دسمبر ١٨٩٢ء کو	٧٩١	٢٩٠٥٥٥٥٠

مین اُمید کرتا ہون کہ لوگ یہ خیال نہ کرین گے کہ اس مسئلے کو مین نے محض روپیہ آنہ پائی کا معاملہ سمجھا ہو۔ مین نے یہ اُمور صرف اس وجہ سے لکھے ہین کہ اُن لوگون کو جواب مل جاے جو تعلیم پر اس وجہ سے اعتراض کرتے ہین کہ اس مین خرچ زیادہ

ہوتا ہے۔

اور حقیقت مین مین خود بھی اس بات سے واقف ہون کہ اس مین اور مختلف منہائیان کرنی ہون گی۔ اور دیگر وجوہ کا بھی خیال کرنا پڑے گا۔ اور یہ شمار رو بیا ٹھیک نہین ہو جیسا کہ سائنس کی رو سے ہونا چاہیے۔ لیکن اتنا ضرور کہون گا کہ بہت دلچسپ اور قابل وثوق ہو۔

اصل بات یہ ہو کہ اس ملک مین جرائم کا صرف ایک حصہ جان بوجھ کے بدمعاشی کی راہ سے کیا جاتا ہو یا ایسی رغبتون کے باعث ہوتا ہو جن کو انسان روک ہی نہین سکتا۔ لیکن جرائم کا سب سے بڑا سبب شرابخواری اور جہالت ہو۔ ان عمدہ نتیجون کی صرف یہی وجہ نہین کہ اسکول مین اچھے سبق ملتے ہین۔ صفائی کی عادتین سکھلائی جاتی ہین اور تہذیب و قاعدے معلوم ہوتے ہین۔ بلکہ وجہ یہ ہو کہ وہ لڑکے بازار کی خراب باتین نہین سیکھتے اور بدمعاش اور بازاری لوگون کی تباہ کن تعلیم اور پیروی سے محفوظ رہتی ہین۔

اب ہم کو تعلیم کی یہ برکت بھی معلوم ہو چلی ہو کہ اُس سے محتاج خانے کے ٹکس مین کتنی کمی ہوئی اور جیلخانے اس کی بدولت کس قدر خالی ہو گئے ہین۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہو کہ محتاج اور مجرم کس قدر کم ہو گئے اور خاصکر بچپن کے جرائم مین کتنی کمی واقع

ہوئی۔

ابھی تک اس بات مین شک کیا جا سکتا ہو کہ ہم نے تعلیم دینے کا بہترین طریقہ ایجاد کر پایا ہو یا نہین۔ہم کو اپنی زندگی مین تین سوالون کا بار بار جواب دینا پڑتا ہو۔ یہ ٹھیک ہو یا غلط؟ یہ جھوٹ ہو یا سچ؟ یہ خوش نما ہو یا بدنما؟ ہماری تعلیم ہم کو ان سوالات کے جواب دینے مین مدد دے گی۔

تقریباً دو سو برس گذر گئے کہ **بیکن** نے اُن لوگون کی بابت ذکر کیا تھا جو لوگون کو اِس بات کی دعوت کرتے تھے کہ کتابون کو بیچ کر بھٹیان خرید واور **منروا** اور **میوزز** کو جو پانچ عورتون کو مثل ہین طلاق دو اور **ولکن** پر بھروسہ کرو۔ہمین **منروا** اور **میوزز** کے چھوڑنے کی ضرورت نہین۔لیکن ہم نے کبھی اپنی تعلیم کو کافی طور سے نیچر کی الہامی کتاب پر متبنی نہین کیا ہو۔

جس طرح خالی چھُری کانٹے اور چمچے سے انسان کا پیٹ نہین بھر سکتا۔اُسی طرح صرف لکھ پڑھ لینے حساب اور قواعد کے جان لینے سے اُس کی تعلیم پوری نہین ہو سکتی۔حضرت ابراہیمؑ۔حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ نہ تو لکھ ہی سکتے تھے اور نہ پڑھ ہی سکتے

عہ منروا یونانیون کے اعتقاد مین دانائی۔لڑائی۔علم وفن اور شاعری وغیرہ کی دیوی تھی۔ میوزز بھی موسیقی علم وفن اور شاعری کی دیوی تھی۔ ولکن رومیون کے عقائد مین آگ کا دیوتا تھا جو اژدہات کے استعمال اور اُن کے کامون پر حکومت کرتا تھا۔مطلب یہ ہو کہ ساری علم وفن کو چھوڑ دو جو بے نتیجہ ہین۔اور اژدہات کے استعمال سے فائدہ اُٹھاؤ۔

تھے اور غالباً اربعہ متناسبہ سے تو بالکل ہی ناواقف تھے۔

مجھ کو اکثر یہ الزام دیا جاتا ہو کہ مین مروجہ سلسلۂ تعلیم پر معترض ہون مگر ایسا مین نے کبھی نہین کیا ہے۔ علمی زبانین ہماری تعلیم کا ایک نہایت ضروری حصہ ہین۔ جن کی بے قدری کرنا یا جن کی بابت غفلت کرنا سراسر عقل کے خلاف ہی۔ لیکن صرف وہی ہماری تعلیم کو پورا نہین کرسکتین۔ جیساکہ چارلس بکسٹن نے کہا ہو "کہ اکثر ہماری تعلیم صرف یہ ہوا کرتی ہو کہ ہم کو وہ الفاظ سکھا دیے جاتے ہین جو ایسے لوگون نے استعمال کیے ہین جن کو مرے ہوے دو ہزار برس گذر گئے۔ ان کے پیچھے دیگر مبحثون کو بھول جانا بقول سیسرو کے ایسا ہی ہو جیسے کوئی شخص اپنے داہنے جانب کا خیال رکھے اور بائین جانب کو بھول جاے۔ اور لطف یہ ہو کہ اکثر جن زبانون کو ہم علمی زبان کہتے ہین وہ علمی نہین ہوتین۔ قواعد کے سکھانے مین اتنا زیادہ دماغ اور وقت صرف کردیا جاتا ہو کہ علمی کتب کے مصنفون کا مطلب خبط ہو جاتا ہی۔ علاوہ برین ہمارے موجودہ طرز تعلیم مین لاطینی اور یونانی زبان کا بولنا نہین سکھایا جاتا ہی اُنھین لاطینی اور یوناتی کا ویسا تلفظ بھی نہین سکھایا جاتا جس طرح کہ اہل روم یا اہل یونان بولتے تھے۔ ان زبانون کے لفظون کو جس طرح ہمارے طلبہ ادا کرتے ہین دیگر ممالک کے طلبہ کے تلفظ سے بالکل مخالف ہی۔ اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اسکاٹ لینڈ کے طلبہ کا تلفظ بھی

ہم سے بالکل بدلا ہوا ہو۔

موجودہ طرز تعلیم ہمارے دلون مین علمی زبانون کی انشا پردازی کا شوق نہین پیدا کرتا ہو۔ **ٹھیکرے** جس وقت مقام **کارن ہل** سے **قاہرہ** کو جا رہا تھا تو اُس نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ جیسے میری پاس یونانی دیوی **میوزز** آئی اور پوچھا "تم **ایتھنز** مین پہونچ کر خوش ہوے ؟" مین نے جواب دیا "بی بی آپ کی صحبت کے واسطے اوائل عمر مین مجھے اس قدر سخت محنت کرنی پڑی کہ اب آپ سے نفرت ہوگئی ہو۔ لہذا اب اس زمانے مین میرے آپ کے درمیان کبھی موافقت نہین ہوسکتی"۔

علمی زبانین باوجودیکہ بہت ضروری ہین مگر وہ تعلیم کا صرف ایک رُخ ہین۔

شیکسپیر کی نسبت کہا جاتا ہو کہ لاطینی زبان کم جانتا تھا اور یونانی بہت ہی کم۔ کتب بینی کو باوجود اس کے کہ اُسسے غور اور بحث سے بھی مدد ملے مگر وہ تعلیم کا ایک حصہ ہو۔ جس لڑکے نے صرف کتابون ہی کا مطالعہ کیا ہو وہ عالم قدرت کی بابت بہت کم جانتا ہو۔ اسی دنیا کا بہت ہی کم علم ہو۔ اور وہ بجز اس کے کہ نیم مُلا رہے کبھی تکمیل کے درجہ کو نہ پہونچ سکے گا۔

واقعی یہ کیا خوب کہا گیا ہو کہ زیادہ تر ہماری تعلیم اس قسم کی ہوتی ہو جیسے کوئی شخص ایک باغبانی کے رسالے کو لے کر ایک کیاری

کے سامنے پڑھ دیے اس اُمید سے کہ اس پڑھنے سے درخت اُگنے لگین گے۔

ہم کو صرف بہت کچھ سیکھنا ہی نہین ہو بلکہ بہت کچھ جو سیکھا ہو اُسے بھلانا بھی ہو۔

جس وقت مین یہ بحث لکھ رہا ہون تو مین اسکول ماسٹرون کی احسانات کو فراموش نہین کرتا۔ اُن کا کام بہت محنت جانفشانی اور ذمہ داری کا ہو۔ لڑکون کے ساتھ کھیلنے سے زیادہ لطف اور کسی چیز مین نہین آسکتا۔ لیکن اُن کو تعلیم دینا اور بات ہو۔ حساب اور قواعد کی تعلیم دے دینا آسان کام ہو۔ ایمرسن کہتا ہو "ہان یہ بہت آسان ہو۔ لیکن نوجوانون کو مدد دینا۔ اُن کی قوت بڑھانا۔ اُن کے دلون مین اُمید کی روح پھونکنا اور کولون کو دہکا کے فائدہ بخش آگ بنا دینا۔ ناکامی کو بذریعہ نئے خیال اور مستقل عمل کے دور کر دینا آسان بات نہین۔ یہ صرف خدارس آدمیون کا کام ہو"۔

تعلیم آپ کو اس واسطے نہین دی جاتی ہو کہ آپ قانون دان یا پادری سپاہی یا اسکول ماسٹر۔ کسان یا کاریگر بن جائین بلکہ آپ کو محض آدمی بنانے کے واسطے دی جاتی ہو۔ ملٹن کہتا ہو "مین اُس تعلیم کو پورا اور اصلی سمجھتا ہون جو انسان کو اس قابل بنا دے کہ وہ تمام عہدون کا کام انصاف۔ ہوشیاری اور عالی ہمتی سے کر سکے

خواہ وہ عہدہ پرائوٹ ہو یا پبلک۔متعلق بہ آشتی ہو یا بہ جنگ۔

حکما نے اس بات کے مان لینے مین جلدی کی ہو کہ جن سوالات کو واقعات سے علاقہ ہو اُن کا فیصلہ محض مباحثہ سے ہو سکتا ہے۔ پلوٹارک نے اس مسئلے پر کہ پہلے کون چیز دنیا مین آئی؟ مرغی یا انڈا؟ ایک مزے دار مباحثہ لکھا ہو۔بحث کرنے والون مین سے ایک صاحب کی یہ رائے تھی کہ دنیا مین مرغی پہلے آئی۔اس کے ثبوت مین اُنھون نے یہ دلیل پیش کی کہ ہر شخص مرغی کا انڈا کہتا ہو مگر کسی کو انڈے کی مرغی کہتے نہین سُنا۔

یہ ٹھیک بات نہین ہو کہ ہم اپنی اولاد کو اس طرح جوان ہو جانے دین کہ اُن کو وہ عمدہ ہنر نہ معلوم ہونے پاوے جس کے ذریعے سے کسی اہل صنعت کی آنکھ چٹان اور درختون۔جھیل اور پہاڑون مین خدا کی رحمت کا خاکہ دیکھ سکتی ہو۔

جیفریز کہتا ہو "اگر کوئی یہ گمان کرے کہ مجھے خیالات کتابون مین ملین گے تو اُس شخص کو انجام مین نا اُمیدی ہو گی۔خیالات کا مسکن دریا و سمندر۔پہاڑ اور جنگل۔دھوپ اور آزاد ہوا ہے۔نہ کتابین۔مگر ہماری بدقسمتی سے دریا اور سمندر۔جنگل اور دھوپ اور تازہ ہوا ہم کو اُس قدر میسر نہین ہو جس قدر کی کہ ہمین خواہش ہو۔ علاوہ برین خیالات کتابون مین بھی ہوتے ہین۔لیکن اُن کا استعمال عقل سے کرنا چاہیے۔زبان خیالات کے ظاہر کرنے کا ایک ناتکمل آلہ

ہی۔ ہر لڑکا پڑھکر آدمی نہین ہو جاتا ہی۔ حتیٰ کہ علم حساب کے بدیہی
قواعد کو بھی احتیاط سے پڑھنا چاہیے۔

یہ غالبًا ہمارے طرز تعلیم کا نقص ہی جس کی بابت مین ابھی کہہ چکا ہون
کہ بہت سے لوگ مدرسہ چھوڑنے کے بعد آپ اپنے واسطے باقاعدہ
تعلیم جاری نہین رکھ سکتے۔ اس مین شک نہین کہ جب تک ہم زندہ
رہتے ہین برابر پڑھا کرتے ہین۔ ایک پُرانی مثل ہی کہ "جیو اور پڑھو"
لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہی کہ آیا ہم اپنے تئین تعلیم بے قاعدہ دیتے
ہین اور اخبارون اور ناولون مین سے جو کچھ واقفیت ہمین حاصل ہوئی
ہی۔ اُسی پر قانع رہتے ہین یا ہم ایسی چیزین پڑھتے ہین جن کو ہم اصل
مین تعلیم کہہ سکتے ہین۔

مین نے اس بارہ خاص مین اپنی ایک کتاب مین ایک مستند شخص کی
راے لکھی ہی اور اس مقام پر مین پروفیسر ہکسلے کی راے کو نقل
کرتا ہون۔ "تعلیم ایسی ہونی چاہیے کہ اوسط درجے کا لڑکا جس کی
عمر پندرہ یا سولہ برس کی ہی اپنی زبان مین آسانی اور صحت کے ساتھ
لکھ پڑھ سکے اور انشا پردازی کی خوبی کا لطف ہمارے مستند
مصنفون کی تصانیف کو پڑھ کر اُٹھا سکے۔ اُس کو اپنے ملک کی تاریخ
سے عام آگاہی ہونی چاہیے۔ اور نیز موجودہ سوسائٹی کے اہم
قاعدون مین بصیرت ہو جاے۔ علم موجودات و علم الٰہیات کے
ابتدائی اصول سے آگاہی ہو جاے۔ اور علم حساب و اقلیدس کے

اصلی قواعد کو بھی جان لینا چاہیے منطق کی واقفیت اُسے بذریعہ امثال کے ہونی چاہیے۔ نہ محض قاعدون کو رٹ لینے سے علم موسیقی اور نقشہ کشی کا جاننا محض دل کے خوش کرنے کے واسطے ہونا چاہیے اس لیے کہ یہ اصل کامون مین نہین داخل ہین"

بس اتنی آگاہی لڑکے کے واسطے بہت دلچسپ ہو۔ ہم مین سے بہت لوگون کا وہی قول ہوگا جو جان ہنٹر کا تھا جو علم تشریح کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ کہتا ہو "جب مین لڑکا تھا مین بادل اور گھانس کے حالات دریافت کرنا چاہتا تھا اور اس کا سبب دریافت کرنے کے فراق مین تھا کہ موسم خزان مین پتیان کیون رنگ بدلتی ہین۔ مین چونٹیون۔ نماکھیون چڑیون اور پتنگون کو غور سے دیکھا کرتا تھا۔ مین لوگون کو اُن سوالون سے بوکھلا دیتا تھا جن کو وہ یا تو جانتے ہی نہ تھے یا جن کے جاننے کی وہ پروا نہین کرتے تھے"

لاک نے اپنے ایک رسالے مین جو مسئلہ تعلیم پر ہو یون لکھا ہو کہ "مین صرف یہ ایک بات کتابون کی بابت کہون گا کہ باوجود اس بات کے کہ تعلیم محض کتابون کے پڑھنے کا نام ہوگیا ہو لیکن میری رائے مین کتابین اصلی حصہ تعلیم کا نہین ہین۔ بلکہ دو اور باتین اصل تعلیم ہین جن کو کتابون کے ساتھ ملانا چاہیے اور جن مین سے ہر ایک ہماری واقفیت کو فائدۂ کثیر پہونچاتی ہو اول غور دوم بحث میری رائے مین جو کچھ ہم پڑھتے ہین اُس مین فضول بھی بہت کچھ شامل ہوجاتا ہو

جس کو ہمین یہ چاہیے ہی کہ بے کار سمجھ لینے کے بعد علیحدہ ڈال دین۔ غور کی مثال ایسی ہی ہی جیسے کوئی شخص عمدہ اور موزون اشیاء کو چنے۔ شہتیرون پر رندہ کرلے۔ اینٹون کو گڑھ گڑھ کر لگاے اور عمارت کو تعمیر کرے۔ دوست کے ساتھ بحث کرنا ایسا ہی (کیونکہ مخالف لوگون سے جھگڑنا بے فائدہ ہی) جیساکہ عمارت کو نا پینا۔ کمرون مین چلنا۔ ہر ایک حصہ کی مناسبت اور موزونیت کو دیکھنا۔ عمارت کی پائداری اور نقص کو غور سے جانچنا اور غلطی کو دریافت کر کے اُس کی تصحیح کا عمدہ طریقہ نکالنا۔ یہ باتین ہمین حق کے دریافت کرنے مین مدد دیتی ہین اور اُس کو ہمارے دل پر نقش کر دیتی ہین —

ساتوان باب

اپنی تعلیم آپ

ایک مناسبت کے ساتھ دماغی قوتون کے تربیت پانے کا نام تعلیم ہی۔ تعلیم ہمارے بچپن سے شروع ہوتی ہی۔ اسکول مین جاری رہتی ہی۔ لیکن اسی حد پر ختم نہین ہو جاتی ہی۔ ہم چاہے چاہین یا نہ چاہین مگر وہ ہماری زندگی بھر برابر جاری رہتی ہی۔ بس فقط یہ مسئلہ طی کرنے کو رہ جاتا ہی کہ اسکول مین ہم جس چیز کی تعلیم پاتے ہین اُس کو ہم نے اپنی عقل مندی کے ساتھ منتخب کیا

ہی یا وہ یون ہی غپ شپ ہی۔ **گبن** کہتا ہی "ہر شخص کی دو تعلیمین ہوا کرتی ہین۔ ایک وہ جسے انسان دوسرون سے حاصل کرتا ہی دوسری وہ جو خود وہ آپ ہی اپنے تئین سکھاتا ہی اور یہ آخری تعلیم بہت زیادہ اہم ہی"

جو علم ہم خود آپ اپنے تئین سکھاتے ہین اُسے حقیقۃً اُس تعلیم سے زیادہ مفید ہونا چاہیے جو ہم نے دوسرون سے حاصل کی ہی **لاک** کا قول ہی "کوئی شخص صرف اُستاد کی ادب آموزی اور روک ٹوک سے بڑا عالم یا کسی سائنس کا نامور ماہر نہین ہوا ہی"

اگر تم چاہو تو بھی اپنے دل کو خالی۔ ستھرا اور آراستہ نہین رکھ سکتے۔ غور طلب صرف یہ ہی کہ تم اُس کو اچھی باتون کے واسطے تیار کروگے یا بُری باتون کے واسطے۔

جن لوگون نے اسکول کے زمانۂ زندگی مین بڑا نام نہین پیدا کیا ہو اُن کو صرف اسی بنیاد پر نا اُمید نہ ہونا چاہیے۔ بڑے بڑے دماغون کا خاصہ ہی کہ بہت جلدی پختہ نہین ہو جاتے۔ اگر تم نے اُس زمانے مین فی الحقیقت محنت ہی نہین کی تھی تو بے شک (مین یہ تو نہین کہتا کہ تم مایوس ہو جاؤ مگر ہان) تم کو شرم ضرور آنی چاہیے لیکن اگر تم نے اپنی قوت بھر محنت کی تھی تو اب تمھین صرف استقلال

عہ گبن انگلستان کا سب سے زیادہ نامی گرامی مورخ تھا جس کی تاریخ "زوال و دلت روم" دنیا بھر مین مشہور ہی۔ ۱۷۳۷ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۷۹۴ء مین مرا۔

کی ضرورت ہی - کیونکہ بہت لوگ ایسے گذرے ہین جو اسکول کی زمانہ
مین چندان تیز نہ تھے لیکن بعد کے اوقات مین انھین بہت بڑی کامیابی
ہوئی - ہم نے سُنا ہی کہ **ویلنگٹن** اور **نپولین** دونون غبی لڑکے تھے
اور ایسا ہی **سرائزک نیوٹن** - **ڈین سویفٹ** - **کلائو** -
سروالٹراسکاٹ - **شرائڈن** اور دیگر مشہور اور نامور لوگون کی
نسبت کہا جاتا ہی -

اِس سے یہ صاف طور پر معلوم ہوجاتا ہی کہ کچھ ضرور نہین کہ جن
لوگون نے اسکول مین نام نہ پیدا کیا ہو وہ آئندہ زندگی مین بھی زیادہ
فائدہ نہ اُٹھا سکین -

مشقت کی زیادہ برداشت یعنی یہ قوت کہ انسان زیادہ مشقت کرسکے
اسے لوگ ذہانت کہتے ہین - یہ تعریف بہت کچھ درست ہی - جیسا کہ
للی کہتا ہی " اگر نیچر اپنا کام نہ کرے تو محنت بے فائدہ ہی - اور اگر
علم سے کام نہ لیا جاے تو نیچر بے کار ہی "

بخلاف اِسکے بہت سے تیز اور ہوشیار لڑکون کے لیے آئندہ
زندگی مین ناکام ہو جانے کا باعث تندرستی کا نہ ہونا - محنت نہ کرنا
یا اچھا چال چلن نہ ہونا ہوتے ہین - ایسے لڑکون کی نسبت گیٹہ نے
کہا ہی " وہ مثل ایسے درختون کے ہین جن مین پھول تو دوسرے نکلتے
ہین لیکن پھل نہین لگتے " اور آخر کار اُنھون نے مجبور ہو کر یہ کام کرنا
شروع کردیے کہ گاڑی ہانکنے لگے - بھیڑون کے بال کاٹنے لگے - یا

یا محرری پر زندگی بسر کرنا شروع کر دی - بمقابل ان کے اُن لڑکون نے
جن کی ترقی کی رفتار تھمی ہوئی تھی لیکن اس ظاہری کمی کے ساتھ جفاکش
تھے اور اچھے اصول رکھتے تھے رفتہ رفتہ ایسے بڑے عہدون پر
ترقی کی کہ اُن کا نام بلند ہوا اور ملک کو اُن کی ذات سے بے حد
فائدہ پہونچا -

بعض حالتون مین تعلیم کی قدر پر شبہ کیا گیا ہے جیسے ڈاکٹر آرنلڈ[عہ]
کہتے ہین "اُس گونہ مناسبت سے جو جاہلیت اور معصومیت کے
درمیان ہے بہت سے لوگون نے جاہلیت کو معصومیت سمجھ لیا ہے - لیکن اگر آپ
کسی آدمی سے اُس کے علم کو چھین لین تو اُسے معصوم بچہ نہ بتائین
گے بلکہ وہ ایک وحشی ہو جائے گا - اور وحشی بھی کیسا؟ جو تمام
وحشیون سے زیادہ ضرر رسان اور آزار دہ ہو" اِس کا سبب بھی ایک
اور جگہ اُس نے یون بیان کیا ہے کہ "آدمی اگر اُس شی کو بھول جائین
جسے زندگی مین اُن کا ہادی ہونا چاہیے تو وہ اپنی شہوتون کے غلام
ہو جائین گے - اور اُن مین عمر کے دونون حصون کے عیوب باقی
رہ جائین گے یعنی بچپن کی جاہلیت اور جوانی کی ستمگاریان"

جس شخص کی تعلیم کی بنیاد اسکول مین اچھی طرح شروع ہوئی ہے
وہ پھر اسکول چھوڑ دینے کے بعد رُک جانا ہرگز نہ پسند کرے گا -
جو لوگ یہ کہتے ہین کہ تعلیم اس واسطے ہونی چاہیے کہ ہمین کچھ آرام ملے

عہ ڈاکٹر آرنلڈ انگلستان کا ایک معزز صاحب علم تھا - جو ۱۷۹۵ء مین پیدا ہوا اور ۱۸۴۲ء مین مرا -

اور دال روٹی کما سکین اُن کی نسبت خیال کرنا چاہیے کہ تعلیم کی بابت اُن کی راے بہت ہی حقیر و ذلیل ہی۔

عمدہ تعلیم کا منشا بقول حضرت سلیمان ؑ کے "عقل کی پیروی نور ہدایت کو جاننا۔ دانائی کی باتون پہ غور کرنا۔ عقل۔ انصاف پسندی — اور راے صائب سے سبق لینا۔ سیدھے لوگون کو ہوشیار بنانا۔ اور جوانون کو علم و فہم کی باتین سکھانا ہی"

تھارو کہتا ہی "انسان چھوٹے چھوٹے چاندی کے سکون کی تلاش مین سیدھی راہ کو چھوڑ کے بہت دور چلا جاتا ہی۔ اور اُن سونے کے لفظون کو نہین دیکھتا جو اسی راہ مین پڑے ہین۔ جن کی نسبت ہر زمانے کے عقلا نے ہمین اس بات کا یقین دلایا ہی کہ وہ واقعی سونے ہی کے ہین"

فرانس کی ایک حسرت ناک کہاوت ہی جس بات کو نوجوانی معلوم کرتی ہی اُسے بڑھاپا پا سکتا ہی۔ مگر وہ تعلیم جو دانائی کے ساتھ ہوتی ہی ہر دونون زمانون کے مقاصد بخوبی حاصل ہو جاتے ہین۔ جوانی مین علم حاصل ہوتا ہی اور بڑھاپے مین توانائی آتی ہی" **فرینکلن** کہتا ہی "تجربہ نہایت ہی عمدہ اسکول ہی۔ اور بیوقوف آدمی سواے اس اسکول کے اور کسی اسکول مین تعلیم نہین پا سکتا" آنچہ دانا کند کند نادان لیک بعد از خرابی بسیار۔

اگر تمھاری ابتدا اچھی ہوئی تو یہ سمجھ لو کہ تم آدھی لڑائی جیت گئے۔

بچے کو اُس راہ کی تعلیم دو جس راستہ مین کہ اُس کو جانا چاہیے - پھر جب وہ بڑا ہوگا تو اُس راہ سے کبھی نہ ہٹے گا -

بس کوشش کرو کہ ابتدا اچھی ہو - پھر تم جو جو آگے بڑھو گے زیادہ آسانی ہوتی جاوے گی - بخلاف اس کے اگر تمھاری ابتدا ہی غلط اصول پر ہوئی ہے تو سب سے بڑی خرابی یہ ہوگی کہ کامیابی در کنار اصلی مقام پر لوٹ آنا بھی نہایت مشکل ہوگا - اس مین کلام نہین کہ سیکھنا مشکل ہے لیکن جو سیکھا ہے اُسے بھُلا دینا اُس سے بدرجہا زیادہ دشوار ہے -

ہمیشہ اس بات کی کوشش کرو کہ کتابون - آدمیون - خیالات اور مدرسون مین جتنی عمدہ باتین ہین وہ سب تمھارے ذہن نشین ہو جائین ہم کو اس بات کی شرم نہ کرنی چاہیے کہ اور لوگ ہم سے زیادہ جانتے ہین - ہان اس بات کی شرم البتہ ہونی چاہیے کہ ہم نے اُتنا نہین سیکھا جتنا ہمارے امکان مین تھا -

کسی زبان کو سیکھ لینے اور بہت سے واقعات کو یاد کر لینے کا نام تعلیم نہین ہے - تعلیم محض سیکھ لینے سے کہین مختلف اور مرتبے مین اُس سے کہین زیادہ ہے - ہدایت آیندہ کے لیے ہمارے واسطے سرمایہ جمع کرتی ہے - لیکن تعلیم تخم پاشی کرتی ہے جس کی فصل ہدایت سے تیس گنی ساٹھ گنی بلکہ سو گنی زیادہ ہوگی - عقل ایک خاص شئے ہے لہذا عقل کو حاصل کرو - اور اپنی تمام آمدنی کو خرچ کر کے سمجھ کو مول لو -

اس پر سب لوگون کا اتفاق ہے کہ علم کا درجہ عقل سے کم ہے لیکن مین

پھر بھی یہ کہون گا کہ بعض وقت علم کو اپنے کمالات کی بہت کم والیتی ہو۔
مثلاً کو پیر کہتا ہو علم کو اس بات کا فخر ہو کہ مین نے اس قدر سیکھا ہو
مگر عقل منکسر المزاجی کے ساتھ کہتی ہو کہ مین کچھ نہین جانتی "
لیکن اصل مین یہ بات نہین ہو۔ کیونکہ جن لوگون نے بہت پڑھا ہو وہ
اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہین کہ اُن کی واقفیت کس قدر
کم ہے۔
ستے کہ بشپ بٹلر کہتا ہو "جن لوگون نے بڑی بڑی تحقیقاتین
اور عجیب عجیب دریافتین کی ہین اُن کو آگاہ کردو کہ جو کچھ وہ کر رہے
ہین اُس مین غلط فہمی نہ کر جائین۔ اگر اُن کی تحقیقاتون اور جستجوؤن سے
یہ فائدہ پہونچا ہو کہ اُنھون نے نیکی اور مذہب کو ثابت کرکے فائدہ
پہونچایا۔ یا لوگون کو نیکی پر عمل کرنے کی طرف راغب کیا یا اور کسی ذریعے
سے نیکی اور مذہب کو مدد پہونچائی۔ یا زندگی کی تکالیف مین کچھ کمی کردی
اور لوگون کے ایمان کو کسی قدر بڑھا دیا۔ تو سمجھ لینا چاہیے کہ اُن کی
تحقیقاتون کا ٹھیک استعمال ہوا۔ لیکن محض معاملات کو واضح کر دینا
بغیر اس کے کہ کوئی اور غرض ہو اس کا کچھ اور نتیجہ نہین ہو سکتا ہے
بجز اس کے کہ اُس سے کھیل یا تماشے کا فائدہ اُٹھایا جاسے۔
بہت صحیح کہا گیا ہو کہ "علم ایک بے لطف غیر منفعت بخش جنگل ہو جس
سے عقل اپنی عمارتین قایم کرتے وقت صرف چوبینہ کا کام لیتی ہو"
وہ اچھا معمار نہین ہو جو عمارت کا سامان منتخب کرنے مین بے پروا

ہو۔ اور کوئی شخص نہین بتا سکتا کہ "محض کسی چیز کی ماہیت ظاہر کر دینے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہو۔ علم کی بہت سی باتین جو بعض اوقات عملاً بیکار معلوم ہوتی ہین آئندہ بہت ہی بیش قیمت ثابت ہوئی ہین۔

کنگسلے کہتا ہو "علم ایک قوت ہو۔ تار برقی کے علم نے وقت کو بچایا۔ علم تحریر نے باتین کرنے اور حرکت کرنے کی تکلیف سے انسان کو پناہ دی۔ کفایت شعاری کے علم نے آمدنی کو بچایا۔ قوانین حفظ صحت کے علم نے لوگون کی تندرستی اور زندگی کو محفوظ کیا۔ اصلاح دماغی کے علم نے دماغ کو مضرت اور کمزوری سے بچایا۔ اور علم روح نے ہمین کیا کچھ فائدہ نہین پہونچایا"

ہربرٹ اسپنسر کہتا ہو "زندگی اور تندرستی قائم رکھنے کے واسطے سب سے زیادہ مفید شئ علم ہو۔ بسر اوقات کے واسطے سب سے بیش قیمت شئ علم ہو۔ امور خانہ داری کے انجام دینے اور اولاد کو تربیت دینے کے واسطے سب سے بڑا رہنما علم ہو۔ قومی معاشرت کے اُن اصول کے واسطے (عام اس سے کہ وہ گذشتہ زمانے سے متعلق ہون یا موجودہ زمانے سے) جن کے بغیر کوئی باشندہ شہر اپنے چال چلن کو باقاعدہ نہین بنا سکتا علم ایک ضروری کُنجی ہے۔ صنعت مین کمال حاصل کرنے اور صنعت کی باریکیان سمجھ کر لُطف اُٹھانے کے واسطے جو چیز نہایت ضروری ہو وہ علم ہو۔ اور ہم ایک بار اور زور دے کے کہین گے کہ دماغی اخلاقی اور مذہبی تربیت کے واسطے بھی علم ہی

ضروری ہی۔

ڈاکٹر فیچ کہتا ہی "جب مین اپنی زندگی کے زمانے پر نظر ڈالتا ہون اور اُن گذشتہ ایام کو یاد کرتا ہون جو اسکول اور کالج مین صرف ہوئے تو مجھ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوتی ہی کہ نہ تو تاریخ کا کوئی واقعہ نہ ریاضی کا کوئی گر۔ نہ قواعد کا کوئی قاعدہ۔ نہ کسی نظم کا کوئی مزے دار اور شیرین شعر۔ اور نہ سائنس کی کوئی سچی بات جو مین نے پڑھی تھی ایسی ہرگز نہ ثابت ہوئی کہ بار بار وہ مجھے پیش نہ آئی ہو اور ایسے طریقون سے جن کا مجھے گمان بھی نہ تھا۔ اور پھر اُس نے مجھے فائدہ نہ پہونچایا ہو۔ اُس نے مجھے اُن کتابون کے سمجھنے مین مدد دی جو مین نے بعد کی زندگی مین پڑھین۔ اور جو واقعات مجھے اپنے گرد ہر روز نظر آتے تھے وہ اُس کے ذریعے سے بخوبی میری سمجھ مین آگئے۔ اور اُس نے زندگی کے سارے منظر کو باوقعت اور دلچسپ بنادیا۔"

ڈین اسٹینلے کہتا ہی "سچائی کا عشق کس قدر نایاب ہی مگر کتنا فائدہ مند ہی! ہم کو اُس کی خوبیان فوراً نہین معلوم ہونے پاتی ہین اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ بہت زمانے تک ہماری نظر سے یہ بات پوشیدہ رہتی ہی کہ علما و محققین کی تحقیقات سے اس دنیا مین کس قدر مسرت بڑھ گئی۔ اور اُن لوگون نے بوجہ اس کے کہ اُنھین سچائی کا عشق تھا اُن تحقیقون کا تتبع کیا اور محض اس خیال سے کہ اُن کو اُن سے دلچسپی ہو گئی تھی حضرت سلیمان ؑ فرماتے ہین "ایک عقلمند آدمی

سُنے گا اور اپنے معلومات کو وسیع کرے گا؎

دُنیا مین شاذ ونادر ہی کوئی علم ایسا ہوگا جو فائدہ مند نہ ثابت ہو اور مشکل سے کوئی ایسی شے ملے گی جو ایک مرتبہ بھی دیکھنے کے لائق نہ ہو۔ اصل یون ہے کہ کوئی چیز دنیا مین چھوٹی نہین ہو بلکہ اگر وہ چھوٹی نظر آئے تو سمجھنا چاہیے کہ یہ دماغ کا چھوٹا پن ہو۔

لارڈ بیکن فیلڈ کہتا ہو ”علم بھی وہ عجیب زینہ جسے کسی اُسقف اعظم نے خواب مین دیکھا تھا۔ یعنی اُس کا نیچے کا حصہ تو زمین کی تہ مین ہو اور اُس کی بلندی عظمت وجلال کے آسمان مین غائب ہو۔ اور بڑے بڑے مصنف جو سائنس اور فلسفہ نظم اور فصل کی زنجیرین تھامے رہے وہ فرشتے ہین جو اِس زینے پر سے اُترتے چڑھتے رہتے ہین۔ اور گویا زمین آسمان مین سلسلۂ ربط وضبط کو قائم رکھتے ہین؎

حقیقت مین یہ بڑے افسوس کے قابل معاملہ ہو کہ اکثر وہ لوگ جنھون نے بڑی بڑی تحقیقاتین کین اس دنیا سے گذر گئے اور ہمین اُن کا کچھ حال نہین معلوم۔ ہم کو صرف اس بات کا افسوس ہو کہ اب ہم اُنھین احسان مندی کے ساتھ یاد نہین کرسکتے۔ اور شاذونادر ہی ایسے عالی مرتبہ محقق ملین گے جنھون نے کسی چیز کی تحقیقات اپنے فائدے یا شہرت کے واسطے کی ہو۔

ڈیواٹ کہتا ہو ”اُنھون نے صدق کی تلاش نہایت ہی جوش کے ساتھ کی۔ اور خوشی کے راستے مین چلے۔ کام کرنے مین اُنھین تعریف

اور الزام کی کچھ پروا نہ تھی۔ اور اُنھون نے اپنا صلہ صرف خدا کے ہاتھ مین چھوڑ دیا اور باوجودیکہ اُن کا ذکر نہ کسی مورخ نے اپنی ہمیشہ زندہ رہنے والی تاریخ مین اور نہ کسی شاعر نے اپنی نہ فنا ہونے والی نظم مین کیا ہو مگر اُن کے دفتر آسمان پر ہین اور اُن کے سر پر جلال و عظمت کا تاج رکھا ہوا ہو"۔

زندگی سے لطف اُٹھانے کے لیے تعلیم کی طرف توجہ کرنا اور علم کو استعمال کرنا ضروری ہو۔ اگر تم کام مین آدھا دل لگاؤ گے تو تمھین دونی محنت کرنی پڑے گی۔

یہ خیال کرکے افسوس معلوم ہوتا ہو کہ لوگون کو لکھنے پڑھنے سے ابھی تک بہت کم مسرت حاصل ہوتی ہو باوجودیکہ خود لفظ اسکول کے معنے لطف یا آرام کے ہین۔ مسٹر جان مارلے کہتا ہو "ہمیشہ عقلمندانہ خیال اور درست جذبات کے ساتھ زندگی بسر کرنا مسرت اور فرض کے واسطے ضروری ہو"۔

انسان کے دماغ کو بقول بیرن[1] کے خیالات کا قبہ اور روح کی محلسرا ہونا چاہیے۔ ڈون کہتا ہو "ہم اپنے واسطے ایک انسان ہین۔ اگر ہم اپنے کھلیانون کو بھرا پُرا کرلین تو تنگدستی کے وقت زیادہ نفع اُٹھائین پازیٹیوسٹ[2] کے مذہب مین اکثر ایسی باتین ہین

[1] بیرن انگریزی قوم کا ایک نامی گرامی شاعر تھا جو ۱۷۸۸ء مین پیدا ہوا تھا اور ۱۸۲۴ء مین مرگیا۔
[2] پازیٹیوسٹ اُن لوگون کو کہتے ہین جن کا مذہب پازیٹیوزم ہو۔ یہ ایک فلسفیانہ مذہب ہو جو آخر زمانے مین پیدا ہوا۔

جن سے مین متفق الرّاے نہین ہون۔ لیکن اُن کے یہان یہ نہایت ہی عمدہ بات ہی کہ علم کی طرف خاص توجہ ہی۔

امرسن کہتا ہی" دنیا مین بہت سے معصوم لوگ ہین جو اپنے آباو اجداد کی طرح خدا کی پرستش کرتے ہین لیکن اپنے فرائض کی بابت اُن کی سمجھ اس قدر وسیع نہین ہوئی ہی کہ اپنے تمام قویٰ کو استعمال مین لاسکین "

آدمی ہر شی کا اندازہ اپنے موافق کرتا ہی۔ بڑے بڑے اُونچے پہاڑ اور عمیق سمندر فٹون سے ناپے جاتے ہین۔ ہمارے علم حساب کی بناء ہماری دس اُنگلیان ہین۔ غور کرو کہ ہم کس قدر حقیر مخلوق ہین! تاہم باوجود حقیر مخلوق ہونے کے ہم کس قدر بڑے ہوسکتے ہین!

آدمی کیا ہی؟ اور آدمی کیا کچھ نہین ہی؟

پاسکل کہتا ہی" انسان صرف ایک نَے ہی جو میدان قدرت مین سب سے کمزور شی ہی۔ لیکن وہ ایسی نَے ہی جو سوچتی سمجھتی اور خیال کرتی ہی۔ کچھ اس بات کی ضرورت نہین کہ تمام کائنات اُس کے پیس ڈالنے کے لیے جمع ہو۔ کیونکہ ایک ذراسی بھاپ یا پانی کا ایک قطرہ اُس کے تباہ کردینے کو کافی ہی۔ لیکن کائنات چاہے انسان کو پیس ڈالے مگر انسان تمام کائنات سے اشرف واعلےٰ ہی کیونکہ اُس کو اس بات کا علم ہی کہ مین مرتا ہون اور کائنات باوجود اِس بات کے کہ اُس پر غالب آے لیکن اپنی طاقت سے واقف وآگاہ

نہین ہو۔"

ایک آدمی کو کامل انسان بنانے کے واسطے کن اوصاف کی ضرورت ہو؟ تھمی ہوئی طبیعت - پُرجوش دل - راے سلیم اور تندرست جسم کی - بغیر تھمی طبیعت کے اندیشہ ہو کہ وہ غلط نتیجہ نہ نکال لے - بغیر جوش دل کے ہم یقیناً خودغرض ہو جائین گے - بغیر تندرست جسم کے ہم بہت ہی کم کام کرسکتے ہین - اور بغیر راے سلیم کے ہمارے عمدہ ارادے بھی بجاے نفع پہونچانے کے نقصان پہونچائین گے -

اگر ہم کسی دوست کی تعریف کرتے ہین تو ہم یہ کہتے ہین کہ وہ پُورا شریف آدمی ہو - تھیکرے نے پوچھا "شریف ہونا کسے کہتے ہین؟ ایماندار ہونا؟ خلیق ہونا؟ بہادر ہونا؟ عاقل ہونا؟ یا ان سب اوصاف کے جمع ہو جانے اور نہایت خوبی کے ساتھ اُن کے استعمال کرنے کا نام شرافت ہو؟" پھر وہی کہتا ہو "شریف آدمی ہونا ایسی غریب و نادر شی ہو کہ بہت لوگ ہم مین سے اُس کا گمان بھی نہین کرسکتے - بادشاہ خطاب دے سکتے ہین لیکن وہ شریف آدمی نہین بنا سکتے مگر ہان اگر ہم چاہین تو خود ہی اپنے تئین شریف بنا سکتے ہین -

آرچ ڈیکن فرار[عہ] کہتا ہو "جس شخص کے جسم مین اعتدال - شراب نہ پینے اور پاکدامنی کی بدولت قوت محفوظ و قائم ہو - جس کا دماغ ایک ایسا خزمن ہو جس مین اُس نے اپنے تجربون اور دوسرے

عہ آرچ ڈیکن فرار انگلستان کا ایک معززا ور نامی گرامی مقتداے دین تھا۔

لوگون کے عمدہ اور شریف اقوال سے عقل کا انبار لگا رکھا ہو جس کا تصور ایک ایسا نگار خانہ ہو جس مین پاک اور خوبصورت چیزون کی تصویرین لگی ہوئی ہون - جس کے دل کو اپنی طرف سے - خدا کی طرف سے - اور تمام دنیا کی طرف سے اطمینان حاصل ہو - اور جس کی روح مین خدا کی روح اپنے ٹھہرنے کے لیے ایک مناسب معبد پاتی ہو - وہ شخص اُس کمال کے درجے کو پہونچ گیا جو انسان کو حاصل ہو سکتا ہو"

اپنے تئین تعلیم دینے کا سچا طریقہ بقول **جان اسٹوارٹ مل** کے یہ ہو "ہر ایک چیز سے سوال کرنا مشکل سے کبھی مُنھ نہ موڑنا - کسی اصول کو بغیر خوب اچھی طرح جانچے اور بغیر مخالفانہ نکتہ چینی کیے نہ مان لینا - کسی مغالطے مین نہ پڑنا - اور ان باتون کے علاوہ کسی لفظ کے استعمال کرنے سے پیشتر اُس کے معنے صاف طور سے سمجھ لینا - اور کسی اصول کو بغیر اچھی طرح سمجھے نہ تسلیم کرنا - بس یہ سبق ہین جو ہم سیکھتے ہین" اور یہ سبق ہم سب لوگ سیکھ سکتے ہین -

ابتدائی تعلیم مین ہر ایک شخص برابر ہو سکتا ہو - نہ کسی کو مرتبہ کسی قسم کی فوقیت دے سکتا ہو اور نہ دولت دے سکتی ہے - **سر ڈبلو جونس** نے اپنی بابت یہ کہا ہو "باوجودیکہ میرے پاس صرف اتنا روپیہ تھا جتنا کسی غریب کسان کے پاس ہو سکتا ہو مگر مین نے اُس سے اپنے تئین شہزادون کی طرح تعلیم دی - مدت سے کہا جاتا تھا کہ پڑھنے کے واسطے کوئی شاہراہ نہین ہو - مگر حقیقۃً

یون کہنا چاہیے کہ پڑھنے کے واسطے سب ہی راستے شاہراہ ہین پڑھنے کا انعام کس قدر بڑا ہی۔ تعلیم دنیا کی تاریخ کو روشن کر دیتی ہی۔ اور اُس کو ترقی کا ایک روشن راستہ بنا دیتی ہی۔ تعلیم کے ذریعہ سے ہم علم ادب سے لطف اُٹھا سکتے ہین۔ اور اُس کی خوبیون کو معلوم کر سکتے ہین۔ اسی کے ذریعے سے ہم قدرت الٰہی کے دفتر کو پڑھ سکتے ہین اور یہی ایک ایسی چیز ہی جو ہمارے واسطے ہر جگہ دلچسپی کے سامان مہیا کر دیتی ہی"

اگرچہ ہم اس بات کی امید نہین کر سکتے کہ ہماری نسبت بھی شیکسپیر کا یہ قول استعمال کیا جا سکے کہ "یہ ایسا آدمی ہی جو ہر بات مین کامل ہی اور ہم نے اس کے مثل کبھی نہین دیکھا" مگر ہان آپ کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہی کہ "فلان شخص کا طرز معاشرت اور اُس کی قومی زندگی اچھی ہی"

اگر تعلیم کو ہر حالت مین کامیابی نہین ہوتی تو یہ تعلیم کا قصور نہین بلکہ یہ اُس خیال کا قصور ہی جس کا تصور کر کے تعلیم حاصل کی گئی تھی۔ بیکن کہتا ہی "بعض اوقات لوگ اپنے تئین اس واسطے تعلیم دیتے ہین کہ اُنھین عجیب و غریب باتین معلوم ہون یا اُن مین دریافت کا بہت ذوق ہوتا ہی تو وہ بھی بعض اوقات اس غرض سے ہوتا ہی کہ اُن کے دماغ کو طرح بطرح کا لطف اور مسرت حاصل ہو۔ بعض اوقات اسوجہ سے کہ اُن کو نیکنامی اور شہرت

حاصل ہوا ور شا ذو نا در ہی ایسا ہوتا ہو کہ وہ اپنی عقل کی آراستگی کے واسطے تعلیم حاصل کرتے ہون۔ تاکہ اُس سے اور لوگون کو نفع اور فائدہ پہونچے۔ ایسے لوگ علم کو یا تو ایک چھپر کھٹ سمجھتے ہین جس پر تلاش کرنے والی اور بیچین طبیعت آرام پاسے۔ یا ایک بالاخانہ تصور کرتے ہین جس پر ایک گھومنے والا اور تبدیلی پسند دل عمدہ اُمیدون کے ساتھ چڑھ اُتر سکے۔ یا اُس کو ایک بلند مینار فرض کر لیتے ہین جس پر ایک مغرور دل آرام کرے۔ یا اُس کو جنگ و جدل کا ایک قلعہ یا کمین گاہ خیال کرتے ہین۔ یا اُس کو ایک نفع اور بکری کی دُکان سمجھ لیتے ہین۔ یہ سب سمجھتے ہین مگر اُسے خالق کے عظمت و جلال کا ایک بھرا ہوا گدام اور انسان کی جان و مال بچانے کا ذریعہ نہین سمجھتے "

آٹھوان باب

کتب خانہ

ایک نامی انگریز مسمی رچرڈ ڈی بری[عہ] نے جو مقام ڈرہم کا اُسقف تھا پانسو برس سے زیادہ زمانہ گذرا کتابون کی تعریف مین یون لکھا ہو "وہ ایسی معلم ہین جو ہم کو بغیر چھڑی اور تسمے کے تعلیم دیتی ہین۔ نہ تو وہ ہم پر غصہ کرتی ہین۔ اور نہ درشت الفاظ زبان سے

عہ یہ ایک بہت ہی قدیم زمانے کا انگریز مُصنّف اور بادری تھا۔

نکالتی ہین - اور نہ اس کے معاوضے مین ہم سے کپڑا یا روپیہ ہی
طلب کرتی ہین - اگر آپ اُن کے پاس جائیے تو اُنھین کبھی سوتا
نہ پائیے گا - اگر دریافت کرنے کے واسطے اُن سے کوئی سوال
کیجیے تو وہ کچھ نہ چھپائین گی - اگر آپ اُن کا مطلب غلط سمجھیے تو
وہ آپ سے ناراض نہ ہون گی - اگر آپ ناواقف ہین تو وہ آپ
پر نہ ہنسین گی - انھین باتون کی وجہ سے عقل کا کتب خانہ دنیا
بھر کی دولت سے زیادہ بیش بہا ہے - دوسری اور کوئی چیز جس
کی آپ خواہش کر سکتے ہون اس کا مقابلہ نہین کر سکتی - پس جو
شخص اپنے تئین راستی - مسرت - عقل - علم یا عقیدے کا ایک
سرگرم مشتاق تصور کرتا ہے اُس کو چاہیے کہ اپنے تئین کتابون
کا عاشق بنا دے"

اگر اُسے راستی کے ساتھ یہ بات کہے اتنا زمانہ گذرا تو اب اِس
زمانے مین ہم اُس سے کس قدر زیادہ کہہ سکتے ہین - ؟ ہم کو ذرا
یہ سوچنا چاہیے کہ ہماری حالت اُس کے بہ نسبت کس قدر اچھی
ہے - پہلے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ چھاپے کے دیگر فوائد کو الگ رکھ
کے دیکھیے کہ اِن دونون کتابین کس قدر سستی ہین - آج کل جتنی
قیمت مین تھوڑی بیر یا دو مرتبہ پینے کی تمبا کو مل سکتی ہے اُتنی قیمت
سے ایک شخص مہینے بھر پڑھنے کے قابل کتابین خرید سکتا ہے -
بخلاف اُس کے اُس زمانے مین کتابین بہت قیمتی تھین - دوسرے یہ بات

بھی قابل لحاظ ہی کہ ہمارے زمانے کی کتابین چھوٹی اور ہلکی ہوتی ہین اور اُس کے زمانے مین کتابین بھاری اور بڑی بڑی ہوتی تھین جن کا اُٹھانا یا پڑھنا وقت طلب تھا۔ ہماری بڑی بڑی علم کی کتابین ایسی آسان عبارت مین لکھی ہوئی ہین کہ اُن کے پڑھنے سے دماغ پر زیادہ زور نہین پڑتا اور جو بات کہ ان سب باتون سے زیادہ اہم ہی وہ یہ ہی کہ ہمارے پاس صرف وہی دلچسپ کتابین نہین ہین جو ڈی بری کو مل سکتی تھین۔ بلکہ اُن سے کہین زیادہ کتابین ہمارے پاس موجود ہین۔ پھر اس کے ساتھ یہ بھی ہی کہ قدیم سرمایۂ علوم اُن دنون کھو گیا تھا اور اب دریافت ہو گیا ہے اُس کے زمانے مین یہ کہا جا سکتا ہی کہ لوگ ناول کے نام سے بھی واقف نہ تھے۔ نظم کی طرف متوجہ ہو جیے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اُس کا زمانہ (قطع نظر حال کے دیگر بڑے مصنفون کے) **ملٹن**۔ **شیکسپیر**۔ **اسکاٹ** اور **بیرن** سے بھی قبل تھا۔ ہمارے پاس **کپتان کوک**۔ **ڈارون**۔ **ہم بولڈٹ** اور دیگر بڑے بڑے سیاحون اور محققون کے دلچسپ اور جوش دلانے والے سفرنامے موجود ہین۔ سائنس مین علم کیمیا علم ارض زیادہ ہو گئے ہین اور اصل حقیقت یون ہی کہ اب جستجوؤن کی ترقی نے اور سائنسون کو بھی مثلاً علم حیوانات علم ہیئات اور جغرافیہ وغیرہ کے پہلے سے کہین زیادہ دلچسپ بنا دیا ہی۔

اسکو پن ہار رکھتا ہو "سائنس نے کبھی میری آمدنی زیادہ نہین کی مگر ہان اُس نے میرے خرچ مین البتہ بہت تخفیف کردی۔

بحیثیت ایک قوم کے ہم کو نہایت شکرگذاری کے ساتھ اس بات کو ماننا چاہیے کہ سائنس نے نہ صرف ہماری آمدنی ہی بہت کچھ بڑھائی بلکہ اُس نے ہمارے مصارف مین مختلف طریقون سے بہت کمی کردی ہے۔ جو روپیہ اسکولون۔ کتب خانون اور عجائب خانون مین صرف ہوتا ہے اُس کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ صرف ہوا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ بنک مین جمع کردیا گیا ہو جس پر ہمین سود ملے گا۔ ہم اسکولون اور ملکی کتب خانون کی اس وجہ سے تعریف نہین کرتے کہ اُن کی بدولت ہمین اپنی گرہ سے کچھ صرف نہین کرنا پڑتا ہو۔ بلکہ اس لیے اُن کی مداح ہین کہ اُنھون نے ہمارے ملک والون کی جان ورروح کو زیادہ ہلکا اور روشن کردیا ہو۔ غریب آدمیون کی زندگی مین بہت ہی کم تفریح ہوتی ہو۔

مین مذاق مین بارہا اس راے کے ظاہر کرنے پر ہنسا گیا کہ آیندہ برٹسے پڑھنے والے ہمارے ملک کے کاریگرا ور اہل حرفہ ہون گے ؟

کیا پبلک کتب خانون کا مسلسل بڑھنا میری اس راے کے ثابت کرنے کی دلیل نہین ہو ؟ ایک عام کتب خانہ جاری کرنے سے بیشتر

یہ ضروری ہوتا ہو کہ عام راے لی جاے۔ اور یہ بات معلوم ہو کہ
یا دریون۔ وکالت پیشہ لوگون ڈاکٹرون اور سوداگرون کا عام شمار
راے دینے والون مین محدود ہی ہوا کرتا ہو۔ ملکی کتب خانون کی بنا
ہمیشہ مزدورون اور چھوٹے دُکان دارون ہی سے پڑا کرتی ہو
اور یہی لوگ بالتخصیص اُنھین استعمال کیا کرتے ہین۔ ہمارے ملک
مین کتا بین خاصۃً کام کاجی آدمیون ہی کے واسطے ضروری ہین
اُن کی زندگی ایک ہی طرح پر گذرتی ہو۔ ایک وحشی کی زندگی مین بمقابلہ
ان کی زندگی کے زیادہ تبدیلیان ہوا کرتی ہین۔ کیونکہ ایک وحشی کو
اس بات کی ضرورت ہو کہ اپنے شکار کے حرکات وسکنات اور
اُس کے چرنے کے مقامات کو دیکھتا رہے۔ اُس کو جاننا چاہیے
کہ کہان اور کیونکر مچھلیان پکڑی جا سکتی ہین۔ ہر ایک مہینہ اُس کے
واسطے ایک نیا شغل پیدا کرتا ہو۔ اور اُس کی غذا مین بھی تبدیلی واقع ہوتی
ہو۔ اُس کو اپنے ہتھیار درست کرنے ہوتے ہین۔ اور اپنے
واسطے مکان تیار کرنا پڑتا ہو۔ حتی کہ آگ نکالنا جو ہم لوگون کے
واسطے بہت ہی آسان کام ہو اُس کو اُس مین بھی بہت محنت کرنی
پڑتی ہو۔ ایک کاشتکار کو بھی مختلف کامون مین ہاتھ لگانا پڑتا ہو
وہ ہل چلاتا ہو۔ بوتا ہو۔ نکاتا ہو۔ اور کاٹتا ہو۔ وہ ایک فصل مین
بوتا ہو۔ اور دوسری فصل مین اپنے بھیسے۔ اور تبر کو کام مین لاتا
ہو۔ اُس کو بھیڑون اور گاے بھیسون کی نگہبانی کرنی ہوتی ہو سے ہل

چلانا۔ جنگلے کا احاطہ بنانا۔ یا مٹھے باندھنا۔ ایسے آسان کام نہین
ہین جیسے کہ بادی النظر مین معلوم ہوتے ہین۔ ورڈس ورتھ کا
یہ قصہ مشہور ہی کہ ایک شخص اُس کے پڑھنے کا کمرہ دیکھنے کا بہت
مشتاق ہوا۔ اُس کے مکان پر گیا۔ اور اُس کمرے کو دیکھنا چاہا۔
خادم نے کہا "یہ میرے مالک کا کمرہ تو بے شک ہو لیکن وہ تعلیم
کھیتون مین حاصل کرتے ہین"

ایک کاشتکار کھیتون مین بہت کچھ سیکھ لیتا ہو۔ ہمین اُس کا
یقین بھی نہین آسکتا۔ بس فرق ہو تو صرف اتنا کہ وہ کھیت سے
تعلیم پاتا ہو اُسے کتابی تعلیم نہین ہوتی۔ لیکن اِس مین کوئی بُرائی نہین ہو
لیکن جو لوگ دُکانون یا کارخانون مین کام کرتے ہین اُن کو
یہ تبدیلیان نہین میّسر ہوتین۔ وہ سال کے شروع سے آخر تک صرف
ایک ہی کام کیا کرتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ وہ ایک ایسا ہنر
حاصل کر لیتے ہین جو معجزے سے کچھ ہی کم ہوتا ہو مگر یہ ہنر عموماً بہت
ہی محدود اور تنگ ہوتا ہو۔ اگر وہ چاہتا ہو کہ مین ایک محض زندہ
کام کرنے والی کل نہ ہو جاؤن تو اُس کو تبدیلی اور دلچسپی کے واسطے
کتابون کے استعمال کی ضرورت ہو اور بعض حالتون مین اُس کو سوا
کتابون کے اور کسی دوسری چیز مین دلچسپی حاصل ہی نہین ہو سکتی۔

فرصت کے گھنٹون کو کاہلی کے گھنٹے نہ بنا دینا چاہیے۔ فرصت
ایک بہت بڑی نعمت ہو۔ اور سستی و کاہلی ایک بُری بلا ہو۔ فرصت

مسرت کا سرچشمہ ہو- اور سُستی مصیبت کا گرداب- فرض کرو کہ ایک غریب آدمی کے پاس چند روز کے واسطے کچھ کام کرنے کو نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ وہ اپنا وقت کس طرح صرف کرے؟ اگر اُس کے قریب کہین کتب خانہ موجود ہی جس مین اُس کی پہونچ ہو سکتی ہو تو بیشک اس کا وقت نہین ضائع ہو سکتا-

جن وجوہ کی بنیاد پر ہمین اپنے بچون کو تعلیم دینی چاہیے وہی جوانون کی تعلیم پر بھی صادق آتے ہین- ہمارے تمام دیہاتون مین ابتدائی تعلیم کے اچھے مدرسے قائم ہو گئے ہین- ہم لوگ اپنی اولاد کو تعلیم دینے کی حتے الوسع کوشش کرتے ہین- ہم اُن کو پڑھنا سکھاتے ہین اور یہ کوشش کرتے ہین کہ اُن مین پڑھنے کا ذوق پیدا ہو جاے- ہم یہ کیون کرتے ہین؟ اس وجہ سے کہ ہم کو اس بات کا یقین ہی کہ کوئی شخص اُس وقت تک کتابون کا مطالعہ نہ کرے گا جب تک اُس مین کتابون کے سمجھنے کی قابلیت نہ ہو اور اُس کے دل مین اُن کا ذوق نہ ہو- علاوہ برین ہم نیز اس غرض سے اُنھین تعلیم دلاتے ہین کہ تعلیم انسان کو ایک عمدہ کاریگر بنا دیتی ہی- اور ایک کاریگر کو عمدہ انسان بنانے کا مادہ رکھتی ہی- لیکن تعلیم کو کبھی رُکنا نہ چاہیے- جوان لوگون کا اسکول کتب خانہ ہی- نقل مشہور ہے کہ بادشاہ **الفرڈ** جبکہ بچہ تھا اُس نے ایک کتاب لینی چاہی- ماں نے کہا تم کو یہ کتاب ملے گی- مگر جب تم اُس کو پڑھ سکو گے چنانچہ

الفرڈ نے اُس کے پڑھنے کی لیاقت حاصل کی۔ اور اُس کتاب کو
لے لیا۔ ہماری اولاد نے بھی پڑھنا سیکھ لیا ہی۔ تو کیا اُن کو اُن
کتابون کے حاصل کرنے کا ویسا ہی استحقاق نہین حاصل ہی؟ بہت
سے ایسے لوگ جو سوشیالسٹ عہ نہین ہین خود ہی سوشیالسٹ ہو جائین
اگر اُن کو یہ بات معلوم ہو جاے کہ اُس مذہب پر سے وہ نتیجے پیدا
ہو جائین گے جن نتائج کو اُس کے حامیون نے قبل سے ذہن نشین
کر لیا ہی۔ ہم صرف اس وجہ سے سوشیالسٹ نہین ہین کہ ہم کو ابھی
اس بات کا یقین نہین ہی کہ سوشیالزم سے لوگ زیادہ نفع حاصل
کر سکین گے۔ لیکن وہ مشکلات جو ہمین نظر آتے ہین کتابون پر عائد
نہین ہوتین۔ مشہور ہی کہ ایک غریب عورت نے پہلی مرتبہ سمندر کو
دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی "ایسی چیز کو دیکھنا جس کو ہر ایک
شخص پا سکتا ہی نہایت ہی عظیم الشان بات ہی" بیشک۔ کتابین
ہر شخص کے واسطے کافی مقدار مین موجود ہین اور جتنی عمدہ کتابین
ہین وہ بہت ہی سستی ہین۔ پڑھنا ایک ایسی قسم کی مسرت ہی جس
کے حاصل کرنے مین دولت کو شاید ہی فوقیت ہو۔ یہ لطف اور
چیزون مین نہین ہی۔ ہم لوگون کی جو کاروبار کے جنجال مین پڑ کر
ہوے ہین یہ خواہش ہوا کرتی ہی کہ ہمارے پاس جتنا سرمایہ موجود

عہ سوشیالسٹ اُن لوگون کو کہتے ہین جو یہ خیال رکھتے ہین کہ امارت و ریاست کو توڑ کے سب
انسانون کا درجہ عزت و مال مین برابر کر دینا چاہیے۔ یہ لوگ عموماً سلطنتون مین باغی سمجھے جاتے ہین اُن کے مذہب کا نام سوشیالزم ہے

ہو اُس سے کچھ اور بڑھ جاے لیکن کتابون کی بابت قسمت ہم پر ایسی مہربان ہو کہ اُس نے ہم کو اس قدر دے دیا ہو کہ سب کا سب خرچ کر ڈالنا ہمارے امکان سے باہر ہو۔

اب ہمین اس بات کی قدر ہو چلی ہو کہ تعلیم کو تمام عمر جاری رکھین اور ہماری اولاد کی تعلیم محض قواعد و الفاظ پر منحصر نہ ہو بلکہ اُن کے ہاتھ اور اُن کی آنکھین بھی تعلیم یافتہ ہو جائین۔ اور جوان مردون اور عورتون کا زمانۂ زندگی صرف ہاتھون کے کام یا روپیہ پیدا کرنے ہی مین نہ صرف ہونا چاہیے بلکہ کچھ وقت علم حاصل کرنے اور دماغی ترقی کی بھی نذر ہونا چاہیے۔ ہر شخص کچھ نہ کچھ واقفیت کے خزانے مین کیون نہ جمع کرے؟ اس کا زمانۂ زندگی چاہے بہت ہی حقیر ہو تاہم وہ کچھ نہ کچھ کر ہی سکتا ہے۔ جو محنت ہاتھون سے ہوتی ہو اُس کی عزت کا اندازہ کرنے کا مادہ ابھی ہم لوگون مین زیادہ نہین پیدا ہوا ہو۔ اور عام خیال یہ ہو کہ سائنس کوئی ایسی چیز ہے جس کا مقام بہت بلندی پر ہو۔ اور وہ صرف اُن لوگون کے ساتھ مخصوص ہو جو قیمتی آلات خریدنے کی قدرت رکھتے ہین۔ مگر یہ سراسر غلطی ہو۔ اپنی قوم کی ترقی کی بابت ہمین جن لوگون کا احسان مند ہونا چاہیے وہ کون لوگ ہین؟ اس مین ذرا شک نہین کہ اُن مین سے کچھ تو ہمارے عقلمند بادشاہ اور مدبران سلطنت ہین۔ کچھ ہمارے بحری اور بری فوج والے ہین۔ کچھ وہ بہادر محققین ہین

جنھون نے ہماری نوآبادیون کی سلطنت کا راستہ ہمارے واسطے تیار اور آسان کر دیا۔ اور کچھ حصہ اُن لوگون کا ہی جو عالم اور حکیم تھے لیکن جس وقت ہم مذکورہ بالا لوگون کو احسانمندی کی ساتھ یاد کر رہے ہین ہمین اپنی قوم کے مزدورون کو نہ بھول جانا چاہیے۔ علاوہ اُس فائدے کے جو ہمین ان مزدورون کے طاقت در ہاتھون کی کارگذاری سے ہوا ہی ہمین اُن کے دماغ کی قوت بھی کچھ کم فائدہ نہین پہونچاتی ہی

واٹ ایک کلین بنانے والا تھا۔ ہنری کارٹ ایک اینٹین پاتھنے والے کا لڑکا تھا۔ ہنٹس مین جس نے لوہے کو ڈھالنا ایجاد کیا ایک غریب گھڑی ساز تھا۔ کرامپٹن ایک کپڑا بُننے والا تھا۔ وِج وُڈ مٹی کے برتن بناتا تھا۔ برنڈلے۔ ٹلفورڈ مشاٹ اور نیلسن سب مزدوری پیشہ تھے۔ جارج اسٹیفنسن نے دو پیسے روزانہ پر گاے چرانے کی نوکری کی تھی۔ اور اٹھارہ برس کی عمر تک اُس کو پڑھنا نہین آیا تھا۔ ڈالٹن ایک غریب جولاہے کا لڑکا تھا۔ فیرڈی ایک لوہار تھا۔ نیوکومن ایک لوہار کا لڑکا تھا۔ آرک رائٹ نے اوائل عمر مین حجام کا کام شروع کیا تھا۔ سر ہمفری ڈیوی ایک دوافروش کے یہان امیدوارون مین تھا۔ بولٹن جو برمنگھم کا باپ تھا ایک بکھن بنانے والے کا لڑکا تھا۔ اور واٹ ایک

بڑھئی کا لڑکا تھا۔ اشخاص مذکورۂ بالا ونیز اسی قسم کے اور لوگ دُنیا کے بہت بڑے محسن ہین۔ ہم کو ان لوگون پر بھی ویسا ہی فخر کرنا چاہیے جیسا کہ بڑے بڑے مدبرون اور جنرلون پر کرتی ہین۔

ہم اکثر مہذب قومون کی بابت سنتے ہین اور اس مین شک نہین کہ بعض قومین تہذیب مین بعض سے بڑھی ہوئی ہین۔ لیکن کوئی ملک ابھی تک پوری طرح سے مہذب نام سے یاد کیے جانے کا مستحق نہین ہی۔ ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ہماری تہذیب حقیقۃً تہذیب ہو جاے۔ اور کتب خانون کا قائم ہونا یقیناً راہ راست کا پہلا قدم ہی۔

جبکہ خانگی تکالیف کے رفع کرنے کا قانون جاری ہوا اُس وقت لارڈ شربروک نے کہا تھا "ہم کو چاہیے کہ اپنے مالکون کو تعلیم دلوا دین" لیکن یہ بات اُس سے بھی زیادہ ضروری ہی کہ ہم اُن کو اس قابل بنا دین کہ وہ خود اپنے تئین تعلیم دے سکین"

بہت سے ایسے لوگ ہین جن کی پیدائش ہی کے وقت قضا و قدر نے یہ حکم دے دیا ہی کہ اُنھین زندگی بھر محنت شاقہ کرنی پڑیگی لیکن اس سے یہ نتیجہ نہین نکل سکتا کہ اس عام محنت کی وجہ سے اُن کی زندگی غیر مسرت بخش اور دلچسپی سے خالی ہو اگر اُن کے زمانۂ زندگی مین دل بہلانے کے بہت کم سامان مہیا ہین۔ اور بہت کم تبدیلیان واقع ہونے کی امید ہی تو اُن کے واسطے اور بھی زیادہ ضروری ہی

کہ اچھی کتابون تک اُن کا ہاتھ پہونچایا جاے۔

سرجان ہرشل عہ جو ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا سائینس دان شخص گذرا ہی یون کہتا ہی کہ "اگر مین کسی ایسے ذوق کے واسطے دعا مانگتا جو ہر حالت مین مجھے مدد دے - میرے واسطے مسرت اور خوشی کا ایک چشمہ ہو - اور جبکہ دنیا کی تمام چیزین میرے خلاف ہون اور زمانہ مجھے قہر کی نگاہ سے دیکھتا ہو وہ دنیا کی تمام بُرائیون کے رُوکنے کے واسطے ایک سپر کا کام دے تو مین پڑھنے کے ذوق کی دعا مانگتا - ایک شخص مین یہ ذوق پیدا کردو - اور اُس کے پورے ہونے کے ذرائع مہیا کردو - پھر یہ سمجھ لو کہ تم نے اُسے ایک مسرور آدمی بنا دیا - مگر ہان اُس حالت مین تمھین ناکامی رہیگی اگر تم نے اُس کے واسطے خراب کتابون کا انتخاب کردیا ہی -

کتابین قریب قریب زندہ مخلوق ہین - ملٹن کہتا ہی "کتابین بجاے خود زندگی کی شان رکھتی ہین - اور ویسی مستعد جیسے کہ وہ روحین تھین جن کی یہ یادگار رہین - اعلے مصنفین کسی حالت مین نہین مرتے ہین - جس کے مبارک دماغ نے تیری روح کو برتر کردیا ہی وہ ہرگز نہین مرا ہی جن دلون کو ہم اپنے بعد چھوڑ جاتے ہین ان مین رہنا مرنا نہین ہی -

عہ سرجان ہرشل انگلستان کا نامی گرامی اور مستند ہیأت دان تھا جو سنہ ۱۷۹۲ع مین پیدا ہوا - اور سنہ ۱۸۷۱ع مین مرگیا -

ڈیوک آف اربینو جس نے ایک بڑا کتب خانہ قائم کیا تھا یہ حکم دیا تھا کہ ہر کتاب کی جلد ارغوانی رنگ کی ہو۔ اور چاندی کے بیل بوٹون سے مزین ہو۔

کتابین گذشتہ زمانے کا جمع کیا ہوا خزانہ ہین لیمب[عہ] کہا کرتا تھا "خدا کی تعریف اور شکر ایک نئی کتاب پڑھتے وقت ادا کرنا بہ نسبت کھانا کھانے کے وقت کے زیادہ موزون و مناسب ہی"

علاوہ برین جب ہم کو یہ بات معلوم ہو کہ شراب مین کس قدر خرچ ہو جاتا ہی تو یقیناً اگر ہم کتابین خریدین تو کوئی ہم کو فضول خرچی کا الزام نہ دے گا۔ کتب خانہ جمع کرنے مین بمقابلہ شراب خانہ رکھنے کے کس قدر کم خرچ پڑتا ہو! بہت لوگ ایک اچھی کتاب کے واسطے ایک شراب کی بوتل کی قیمت دینے مین بھی دیر تک سوچا کرتے ہین۔ یہ بات کس قدر قابل افسوس ہو کہ جب کوئی "پبلک ہوس"[عہ] کہتا ہو تو ان لفظون کو سُن کے ہمارا خیال شراب خانے کی طرف جاتا ہو۔ مجھے اس بات کی کمال خوشی ہو کہ اب سب طرف "پبلک ہوس" شراب مہیا کرنے کی غرض سے نہین بن رہی ہین بلکہ کتابین مہیا

عہ لیمب انگلستان کا ایک زبردست انشا پرداز تھا جس نے چند ہی روز امارت وریاست کا رتبہ بھی حاصل کر لیا تھا۔ ۱۷۵۳ء مین پیدا ہوا تھا۔ اور ۱۸۲۵ء مین مر گیا۔

عہ پبلک ہوس کے لغوی معنی تو اُس مکان کے ہین جس مین عام لوگون کی آمد و رفت رہتی ہو۔ مگر اصطلاحاً شراب خانون کو کہتے ہین۔ کیونکہ ان مین سب سے زیادہ عام لوگون کی آمد و رفت رہتی ہو۔

کرنے کے واسطے تیار ہو رہے ہین۔

ہمارے پڑھنے کی غرض ترقی ہونی چاہیے نہ محض دلچسپی۔ دل بہلانے والی کتابین اسی قدر ضروری ہین جس قدر کہ شکر غذا مین ضروری ہو خاصۃً بچون کے واسطے مگر ہم صرف اُسی پر زندگی نہین بسر کر سکتے ہین "

علاوہ برین بہت سی ایسی کتابین ہین جو حقیقۃً اس قابل نہین کہ اُن کو کتاب کہا جاوے۔ اُن کا پڑھنا محض وقت کا ضائع کرنا ہو۔ اور اُن مین سے بعض ایسی خراب ہین کہ ہم اُن کو بغیر اپنے تئین ناپاک کیے نہین پڑھ سکتے۔ اگر وہ آدمی ہوتین تو اس قابل ہوتین کہ راستے مین اُن پر ٹھوکرین پڑا کرین۔ بہت سی حالتون مین زندگی کے خطرون اور وسوسون سے متنبہ ہو جانا اچھا ہو لیکن اصل مین جو چیز ہمین بدی کا علم دے وہ خود بھی بُری ہو۔

خوش قسمتی سے بہت سی ایسی کتابین ہین جن کو پڑھ کر انسان مین تھوڑی بہت خوبی ضرور پیدا ہو جاتی ہو۔ مفید علم ادب سے میرا یہ مطلب نہین ہو کہ وہ علم کسی کاروبار یا پیشے کے واسطے مفید ہو۔ ہان ایک حد تک ایسی کتابین جو کسی پیشے کے واسطے مفید ہین فائدہ مند ضرور ہین۔ لیکن یہ کتابون کا اعلے درجے کا فائدہ نہین ہو کہ اُن سے صرف پیشے وغیرہ مین انسان کو فائدہ پہونچے عمدہ کتابین ہم کو ایسے بلند مقام پر پہونچا دیتی ہین جہان ہم کو اپنا خیال بھی بالکل نہین باقی رہتا

ذاتی فوائد کی کچھ پروا نہین ہوتی۔ اور ہم دنیا کی افکار و تکالیف کو مطلقاً بھول جاتے ہین۔

جس وقت ہم کسی کتاب کے پڑھنے مین غرقاب ہوتے ہین اُس وقت اگر کوئی شخص دخل دے دے تو ہم کو یہ معلوم ہوتا ہو کہ ہم پر بہت ظلم کیا گیا۔ ہیمرٹن اس طرح کہتا ہو کہ ”فرض کرو کوئی شخص ایک مصنف کی تصنیف مین بالکل مستغرق ہو۔ اور وہ مصنف بھی ایسا ہو کہ پڑھنے والے کے زمانے کا نہین۔ اور ایسے ملک کا رہنے والا ہو جہان کا طرز معاشرت اور تہذیب اُس کے یہان سے طرز معاشرت سے بالکل جداگانہ ہو۔ مثلاً آپ معذرت نامہ سقراط کو پڑھ رہے ہین اُس کُل سین کا مرقع آپ کی نظر کے سامنے کھنچا ہوا ہو۔ اور آپ کو یہ نظر آرہا ہو کہ جج مع جوری کے ایک عمارت مین جو یونانی وضع کی بنی ہوئی ہو بیٹھا ہو۔ ایتھنس کی پبلک جسے اس مقدمے مین دلچسپی ہو بھیڑ لگائے کھڑی ہو۔ ایک طرف ملیطوس جس کو لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین کھڑا ہوا ہو۔ اور حاسد دشمنون کا مجمع ہو اور دوسری جانب وہ لوگ جمع ہین جو سقراط کے دلی دوست ہین جن کو اس وقت کمال درجے کا رنج و افسوس ہو۔ اور بیچون بیچ مین آپ کو ایک شخص نظر آرہا ہو جو نہایت غریب آدمی کی وضع مین کھڑا ہے جس کی پوشاک نہایت سستی اور عام کپڑے کی ہو جس کو وہ گرمی اور جاڑون ہر موسم مین پہنتا ہو۔ اُس کا چہرہ اس قدر سادہ ہے کہ

قریب قریب بدنما معلوم ہوتا ہی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اُس مین کچھ اس بلا کی ہمت اور قیامت کا استقلال ہی کہ کوئی اعلے ایکٹر بھی اُس کی نقل نہین کرسکتا وہ کھڑا ہوا اُن جھوٹے الزامات کے جواب دہی کر رہا ہی جو اُس کے اوپر لگائے گئے ہین۔ اگر آپ اس کل سین کو پورا ختم کر لیجیے اور کوئی شخص خلل انداز نہ ہو تو آپ کو وہ عمدہ مسرت حاصل ہوگی جو آپ کی دماغی محنت کا ثمرہ ہی۔

ایسا کوئی شخص نہ ہوگا جو ایک گھنٹہ کسی عمدہ اور دلچسپ کتاب کو پڑھے اور اُس کے پڑھنے سے اُسے مسرت نہ حاصل ہو۔ پڑھنے سے جو مسرت حاصل ہوتی ہی وہ صرف ایک لمحہ بھر کے واسطے نہین ہوتی بلکہ اُس کی یاد ہمارے دماغ مین رہ جایا کرتی ہی۔ ہمارے دماغ مین عمدہ اور مسرت بخش جانون کا ایک ذخیرہ جمع ہو جاتا ہی جس کو ہم جب چاہین کام مین لاسکتے ہین۔ جیسا ایک شاعر نے کہا ہی "ہماری بھائی جو ہم سے بزرگ تر تھے اُن کی خیالی تصویرین ہماری نگاہ کے سامنے پھرا کرتی ہین۔ اور جس وقت ہم کھانا کھاتے ہوتے ہین یا بستر پر سونے کے واسطے لیٹتے ہین اُس وقت وہ ہم کو اپنے خوبصورت چہرون سے خوشی بخشتے ہین اور اپنے نصیحت آمیز الفاظ سے ہم کو تسلی دیتے ہین۔

انگریزی انشا پردازی انگریزی قوم کا ورثہ ہی۔ ہماری قوم نے بڑے بڑے نامور شاعر حکیم اور سائنس کے جاننے والے پیدا کیے

اوزاب بھی پیدا کرتی ہو۔کسی قوم کو ہماری انشا پردازی سے زیادہ
واضح صاف اور عمدہ تحریر کا فخر نہین حاصل ہو۔ ہماری انشا پردازی
ہماری تجارت سے زیادہ پُر دولت اور ہماری فوج سے زیادہ زبردست
ہو۔ ہماری ملک کی انشا پردازی ہمارے ملک کی زینت ہمارے
واسطے باعث ناز ہو اور ہم جس قدر اُس کے شکر گذار ہون وہ کم ہو۔

نوان باب

کتب بینی

کتابون کو نوع انسان سے وہی نسبت ہو جو حافظہ کو ایک زندہ مخلوق
سے ہوتی ہو۔ اُن مین ہمارے نسل کی تاریخ۔ تحقیقین جو ہم نے کی ہین
اور گذشتہ زمانے کے علم اور تجربے کا ذخیرہ ہوا کرتا ہو۔ وہ ہم کو
قدرت کے حُسن اور عجائبات کی تصویرین کھینچ کھینچ کر دکھاتی ہین مشکل
موقعون پر ہمین مدد دیتی ہین رنج وغم مین تسلی دیتی ہین۔ فرصت
کے زمانے کو مبدل بہ مسرت کرتی ہین ہمارے دماغ مین تصورات
کا ذخیرہ جمع کرتی ہین۔ ہمارے دلون کو نیک اور مسرت بخش خیالات
سے بھر دیتی ہین۔ اور ہم جس مقام پر ہین ہمین اُس سے کہین زیادہ
بلند کر دیتی ہین۔

دو بھائیون کی ایک مشرقی کہانی مشہور ہو کہ اُن مین سے ایک
بادشاہ تھا مگر روزرات کو خواب دیکھتا تھا کہ فقیر ہون۔ اور دوسرا

بھائی جو فقیر تھا ہر رات کو یہ خواب دیکھتا تھا کہ مین ایک بادشاہ
ہون اور شاہی محل مین رہتا ہون۔ مجھے اس بات کا یقین نہین
کہ وہ جو حقیقتًہ بادشاہ تھا اُس کو زیادہ آرام ملتا ہو۔ بعض اوقات
تصور اصل سے زیادہ صاف اور روشن ہوا کرتا ہو۔ خیر یہ جو کچھ ہو
لیکن جب ہم پڑھتے ہین تو اگر ہماری خواہش ہو تو صرف بادشاہ
ہی نہین ہو سکتے ہین اور محلسرا ایسے ہی مین نہین رہ سکتے ہین بلکہ وہ
بات جو اس سے بھی زیادہ اچھی ہو ہمین حاصل ہوتی ہو۔ وہ یہ کہ ہم
اپنے تئین بغیر تھکن۔ تکلیف یا خرچ کے پہاڑون اور سمندر کے
سواحل کی سیر کرا سکتے ہین اور دنیا کے نہایت ہی خوبصورت
حصون کو دیکھ سکتے ہین۔

فلیچر[ع] اپنی ایک عمدہ نظم مین اس طرح لکھتا ہو کہ " مجھ کو اپنے تئین
محظوظ کرنے کی اجازت دو وہ جگہ جہان میری کتابین (جو بہترین
ہم جلیس ہین) رکھی ہین میرے نزدیک ایک دربار ہو جس مین
مین بادشاہ کی طرح بیٹھتا ہون اور معمر دانشمندون اور حکیمون سے
گفتگو کر رہا ہون۔ اور بعض اوقات جب میرا جی چاہتا ہو تو مین
بادشاہون اور شہنشاہون سے بھی بات چیت کرتا ہون اُن کی
صلاحون کو تولتا ہون اور اُن فتوحات کی بابت جو اُنھون نے
ناانصافی سے حاصل کی تھین بہت سخت پوچھ گچھ کرتا ہون اور اُن

[ع] ایک شاعر اور ڈراما لکھنے والا تھا ۱۵۷۹ء مین پیدا ہوا اور ۱۶۲۵ء مین وبا کی بیماری سے مرا۔

تصویرون کو جو ایسے بادشاہون کی یادگار مین بنائی گئی ہین جو قابل یادگار نہ تھے مین اپنے خیال کے سامنے سے مٹا دیتا ہون۔ ایسی حالت مین کیا یہ ممکن ہی کہ مین ایسی دوامی مسرتون کو چھوڑ دون اور غیر متیقن نمائشون سے ہم آغوش ہون؟ نہین۔ ہرگز نہین آپ اپنی دولت کا ڈھیر بڑھائیے مین تو اپنا علم ہی بڑھاؤن گا۔"

کتابون کو لوگون نے ہم صحبتون سے تشبیہ دی ہی لیکن جو ہمارے موجودہ ہم صحبت ہین اُن مین سے جو بہت عمدہ ہوا کرتے ہین اُن کو اکثر بے رحم موت ہم سے چھین لیتی ہی۔ مگر کتابون کا حال بخلاف اس کے یہ ہی اُن مین سے جو خراب ہین اُن کو تو زمانہ مار ڈالتا ہی اور جو اچھے ہین اُن کو پاک کر دیتا ہی۔

بُلوَر لِٹَن کہتا ہی شعرا اور عقل مند آدمی اپنی کتابون کے باہر مٹی ہین۔ اور کتابون مین سے وہ اس طرح نکلتے ہین جیسے کہ فرشتہ اور ہمارے ساتھ ساتھ چلتے ہین۔ اور ہم کو آگاہ کرتے رہتے ہین بعض کتابون کو ہم غیر فانی کہتے ہین۔ کیا وہ زندہ رہتی ہین؟ ہان اگر ایسا ہوتا ہی تو میری بات کا اعتبار کرو کہ زمانہ اُن کو زیادہ پاک و صاف بنا دیتا ہی۔ کتابون مین بدمعاش سے بدمعاش شخص خاموش پڑے رہتے ہین اور کچھ نہین کر سکتے۔ خدا کی مرضی یہی ہی کہ بُرائیان نہ برداشت کی جائین۔ خراب حصے اُڑ جایا کرتے ہین اور کل کو اس طرح چھوڑ دیتے ہین جیسے کہ خاکی جسم روح کو چھوڑ دیا کرتا ہی۔

بہت لوگوں نے جن کو دنیا کی ہر ایک شے میسر تھی ہم کو اس بات کا یقین دلایا ہے کہ عمدہ مسرتیں جو اُن کو حاصل ہوئیں وہ کتابوں کی بدولت ہوئیں

ایشیم نے لیڈی جین گرے سے آخری ملاقات کا موثر قصہ اس طرح لکھا ہے کہ "میں نے اُسے ایک کھڑکی میں بیٹھا پایا وہ اُس وقت سقراط کی موت کا حال جو فلاطون نے لکھا ہے پڑھ رہی تھی اُس کی ماں اور باپ سامنے مرغ زار میں شکار کھیل رہے تھے۔ اور شکاری کتّوں کی آوازیں کھڑکی میں آ رہی تھیں میں نے یہ دیکھ کے بڑا تعجب کیا۔ لیکن اُس نے جواب دیا میں خیال کرتی ہوں کہ اُن کی وہ تمام مسرتیں جو اُن کو اس وقت مرغ زار میں حاصل ہیں میری اس مسرت کے سامنے جو مجھے فلاطون کی تصنیف پڑھنے سے حاصل ہو رہی ہے ہیچ ہیں۔

مکالے نے جس کو دولت، شہرت، مرتبہ اور قوت حاصل تھی اپنی سوانح عمری میں اس طرح لکھا ہے کہ مجھے اپنے زمانے زندگی میں جو نہایت مسرت وہ وقت نصیب ہوا وہ کتابوں ہی کی بدولت تھا۔ اُس نے ایک دلکش خط میں جو ایک چھوٹی لڑکی کو لکھا تھا تحریر کیا ہے کہ میں تمھارے خط کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے ہمیشہ اس بات کی خوشی ہوتی ہے کہ میں اپنی چھوٹی لڑکی کو خوش کروں اور اس بات کے سننے سے زیادہ مسرت مجھے کسی چیز میں نہیں معلوم ہوتی کہ میری پیاری چھوٹی بیٹی کتابوں سے محبت کرتی ہے۔ کیونکہ جب وہ میرے سن کو پہونچے گی تو اُس کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ کتابیں بسکٹ

مٹھائی - کھیلون - کھلونون اور دنیا کے تمام تماشون سے بہتر ہین - اگر
کوئی شخص مجھ کو بہت بڑا بادشاہ بنا دے ایک عالیشان محلسرا رہنے
کو ایک باغ سیر کرنے کو اور عمدہ عمدہ غذائین شراب گاڑیان نفیس
پوشاکین اور ہزارون نوکر خدمت کرنے کے واسطے مہیا کر دے -
اور اُس کے ساتھ یہ شرط ہو کہ مین کتابین نہ پڑھون تو مین ایسی
بادشاہی کو ہرگز نہ پسند کرونگا - مین غریب آدمی ہو کر ایک ٹوٹے
جھونپڑے مین رہنا پسند کرونگا بشرطیکہ میرے پاس پڑھنے کے لیے
بہت سی کتابین موجود ہون - اور ایسا بادشاہ ہونا نہ چاہونگا جس
کو پڑھنے کا شوق نہ ہو"

کتابین درحقیقت ہمارے واسطے ایک خیالات کا طلسمی قصر مہیا
کردیتی ہین - جین پال رشیر کہتا ہے کہ "پارنسوس [عـ] پر سے
جو کشادہ فضا نظر آتی ہے وہ سریر سلطنت پر سے نہین نظر آتی" اور
ایک معنون مین کتابین ہماری نظر کے سامنے ایسی خیالی تصویر پیش کردیتی
ہین جو اصل سے کہین زیادہ صاف ہوتی ہے اکثر اوقات کسی خوشنما
منظر کا عکس بہ نسبت اصلی منظر کے زیادہ خوشنما معلوم ہوا کرتا ہے
جارج میکڈونلڈ کہتا ہے "تصویرین دیکھنے کے سبب شیشے جادو
معلوم ہوتے ہین - مگر مین جب ایسے شیشے مین دیکھتا ہون تو مجھ کو نظر
آتا ہے کہ سب سے عمدہ وہ کمرا (فوٹو لینے کا آلہ) ہے جس کی تصویرکشی

عـ یونان کا پہاڑ جہان اپالو اور میوزز دیوتاؤن کا مسکن تھا - یعنی مقصد دیوتا علم اور فضل سے

شاعر نے نظم میں کھینچی ہے۔
اگر کسی کتاب میں ہماری دلچسپی نہیں ہوتی تو کتاب کا قصور نہیں پڑھنے میں بھی ایک قسم کے ہنر کی ضرورت ہے۔ بغیر غور و فکر کے پڑھنا محض بیکار ہے۔ ہم کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم جو کچھ پڑھتے ہیں اُس کی تصویر اپنی نظر کے سامنے کھینچ لیں۔ ہر ایک شخص یہ جانتا ہے کہ مین لکھنا اور پڑھنا جانتا ہوں۔ مگر اصل یوں ہے کہ بہت ہی کم لوگ ہین جو اچھا لکھ سکتے ہین یا حقیقۃً پڑھنا جانتے ہین۔ یہ بات کافی نہیں ہے کہ آپ بے غوری کے ساتھ پڑھتے چلے جائین۔ سطرون پر نظر دوڑائین اور ورقون کو اُلٹنا شروع کر دین بلکہ اس بات کی کوشش ہونی چاہیے کہ جن منظرون کا کتاب مین ذکر ہے اُن کا نقشہ آپ کی نظر کے سامنے کھنچ جائے اور جن آدمیون کا اُس مین تذکرہ ہے اُن کی تصویر آپ اپنے تصور کے نگارخانے مین کھینچ لین۔ اسیشیم کہتا ہے "پڑھنا ایک سال مین اتنا سکھا دیتا ہے جتنا کہ تجربہ بیس سال مین بھی نہیں سکھا سکتا۔ پڑھنے کے ذریعہ سے جو بات ہم کو حاصل ہوتی ہے اُس مین ہم کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی۔ بخلاف اُس کے تجربہ مین جتنا عقلمند بنتا ہے اُس سے زیادہ مصیبت زدہ برباد ہوتا ہے۔ تجربہ کے ذریعہ سے عقل حاصل کرنے مین بڑے بڑے خطرے ہین۔ وہ جہاز کا کپتان نہایت ہی بدنصیب ہے جو جہاز کی تباہیون سے تجربہ اُٹھاتے اُٹھاتے ہوشیار ہو گیا ہے۔ وہ سوداگر بہت مصیبت زدہ ہے جو نقصان عظیم

اٹھا کے امیر اور عقل مند بنا ہے - تجربہ سے عقل سیکھنے مین صرف بھی بہت ہوتا ہے - ہم کو تجربے سے یہ بات معلوم ہے کہ ایک نزدیک راستہ کا بہت پھرنے پھرانے اور تجسس کے بعد معلوم ہونا بہت ہی تکلیف دہ ہے - جس شخص نے تجربے سے عقل حاصل کی ہے - وہ یقیناً ظریف ہوگا لیکن اُس کی مثال اُس تیز دوڑنے والے شخص کی ہے جو اپنی تیزی مین راستہ سے ہٹ جاتا ہے - اور رات کے وقت اُس کو یہ نہین معلوم ہوتا کہ مین کدھر جاتا ہون اور کدھر جانا چاہیے - اور واقعی اُن لوگون کی تعداد بہت ہی کم ہے جو بغیر لکھے پڑھے محض تجربے سے عقل مند ہوگئے ہون - اگلے زمانے مین جو چند اشخاص گزرے ہین جنھون نے ایک مدت کے تجربے کے بعد تھوڑی سی دانائی اور کچھ مسرت حاصل کی تھی اُن لوگون کے حالات زندگی پر غور سے نظر کرو تو تم کو صاف نظر آجائے گا کہ اُنھون نے کیا کیا نقصان اُٹھائے - اور کن کن خطرون مین پڑ کے اُن کی جان بچی ہے - اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ ایسے لوگون مین بیس مین سے کہین ایک ہی شخص زندہ بچا ہے ایسی حالت مین تم ہی انصاف اور غور سے کہو کہ آیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمھاری اولاد کو بھی عقل مندی اور خوشی ایسے ہی تجربون سے حاصل ہو؟"

جس طرح دوستون کا انتخاب کرنا نہایت اہم ہے - اُسی طرح کتابون کا انتخاب کرنا بھی نہایت دشوار کام ہے - جس طرح ہم اپنے اعمالون کی بابت جواب دہ ہین اُسی طرح ہم جو کچھ کہ پڑھتے ہین اس کی بھی

ہمین جواب دہی کرنی پڑے گی۔ "عمدہ کتاب" بقول ملٹن کے "ایک بڑے مصنف کا بیش بہا خون جگر ہے جس کو اُس نے اس غرض سے جمع کیا ہے کہ اُس وقت لوگون کے کام آئے جبکہ خود مصنف نہ باقی ہو"

رسکن نے اُس باب مین جو لڑکیون کی تعلیم کے بابت ہے یون لکھا ہے "ہم کو چاہیے کہ اُن کے ہاتھ مین کتابین دینے سے پیشتر اس امر کا یقین واثق کر لین کہ جو کتابین ہم نے اُن کو پڑھنے کے واسطے دی ہین وہ عمدہ کتابین ہین۔ اور ان مین فضول اور بے وقوفی کی باتین نہین بھری ہوئی ہین"

دسوان باب

حب وطن

اگر دنیا مین کوئی ملک ایسا ہے جس کے واسطے انسان فخر کے ساتھ کلام کرے تو وہ انگلستان ہے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے "اے انگلستان تیری اندرونی عظمت کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک چھوٹے سے جسم کے اندر ایک بڑا دل ہوا کرتا ہے"

وسعت کے لحاظ سے دیکھیے تو انگلستان سمندر کے صفحہ پر ایک چھوٹا سا دھبا معلوم ہوتا ہے لیکن جتنے جہاز سمندرون مین چلتے ہین اُن مین آدھے سے زیادہ پر انگریزی ہی جھنڈا اڑتا ہوتا ہے۔

قدرت نے اس جزیرے کو بہت ہی مناسب جگہ پر واقع کیا ہے

انگلستان کی آب و ہوا نہایت مسرت افزا اور صحت بخش ہے۔ اور بہت زیادہ دولت مند ہونے کی بدولت ہم بہت سی لڑائیاں لڑنے سے بچ گئے۔ شیکسپیر کہتا ہے "یہ جزیرہ سب کا سرتاج ہے! یہ عظمت کی سرزمین یہ مریخ کی جگہ! یہ اوروں سے بڑا ہوا تمدن۔ یہ آدھی جنت یہ قلعہ جس کو نیچر نے خاص اپنے واسطے بنایا ہے۔ اور وبا اور جدال وقتال کا اس پر قابو نہیں چلتا۔ یہ اس کے خوش وخرم لوگ۔ یہ چھوٹی دنیا۔ یہ بیش بہا نگینہ جو سمندر کی روپہلی انگشتری میں جڑا ہوا ہے اور سمندر اس کے گرد دیوار کا کام دیتا ہے۔ یا حفاظت کے واسطے کسی کھائی اور خندق کی ضرورت پوری کر رہا ہے اور اسے ان لوگوں کے حسد سے بچائے رکھتا ہے جو اس کے لوگوں کی طرح خوش وخرم نہیں ہیں" یونائٹڈ اسٹیس دول متحدہ (امریکہ) کے ایک فصیح البیان مقرر نے اپنے وطن کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے "میرے ملک کی جنوبی حد خط استوا ہے مشرق کی طرف بحر اطلانٹک ہے۔ شمال کی طرف آرورا بوریالس ہے اور اس کی مغربی حد وہاں تک چلی گئی ہے جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ لیکن ہم فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ شہنشاہی برطانیہ میں سورج کبھی غروب ہی نہیں ہوتا۔ ہمارا شاعر کیمبل کہتا ہے" برطانیہ کو نہ کسی قلعہ کی ضرورت ہے اور نہ اس کو اپنے سواحل پر برجوں کی حاجت ہے۔ اس کا سفر ان موجوں پر ہے جو پہاڑوں کے مثل بلند ہیں اور اس کا مکان گھرے سمندر کے درمیان میں ہے۔"

امریکا کا ایک مدبر سلطنت کہتا ہے "انگلستان کا جھنڈا ہر سمندر اور بندرگاہ مین لہراتا ہے - اور اُس کے صبح کے وقت کے فوجی باجے کی آواز آفتاب کے ساتھ تمام روئے زمین کے گرد گھوم آتی ہے "

اور اس بات کا خیال کر کے ہم کو اور بھی زیادہ تسلی ہوتی ہے کہ ہمارے سپاہی ہر جگہ موجود ہین لیکن بحیثیت دوستون اور محافظون کے نہ دشمنون کی حیثیت سے - ہمارے ملازمین خواہ بحری فوج کے ہون خواہ بری فوج کے اُن کا شعار ہے " حفاظت کرنا اور سرکشی نہ کرنا "

یہ عظیم الشان سلطنت رفتہ رفتہ بڑھی - اِس کے بڑھانے مین ہمارے آبا و اجداد نے بڑی بڑی مشقتین اور جانفشانیان کی ہین - اور واقعی یہ ہمارے واسطے بڑی ذلت کی بات ہو گی اگر ہمین اس بات کا خیال نہ ہو کہ اپنی اس سلطنت کو صرف اتنا اور اسی حال پر نہین بلکہ اور زیادہ مضبوط اور ترقی یافتہ بنا کے اپنی اولاد کے حوالے کرین -

اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ ہماری تاریخ مین بھی ایسی بہت سی باتین ہین جو قابل افسوس ہین - لیکن جب ہم کسی اور ملک کی تاریخ سے اپنی تاریخ کا مقابلہ کرتے ہین تو ہمین صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہمارے ملک نے بدرجہا کم خونریزیان کی ہین -

لڑائیون کے علاوہ ایسا کوئی ملک نہین ہے جو اُس قدر پرانا ہو اور اُس کے دامن پر جرمون کے اس قدر کم دھبّے لگے ہون -

لڑائی میں ہم نے اپنے دشمنوں کے ساتھ نہایت ہی فیاضانہ برتاؤ کیا۔ نپولین کی لڑائی میں جبکہ فرانس کی طاقت بالکل ٹوٹ گئی تھی اور پیرس پر ہماری مددگار سلطنتوں کا قبضہ تھا۔ باوجودیکہ لڑائی میں ہمیں نوتے کروڑ سے زیادہ کا خرچ پڑا تھا مگر ہم نے صرف اُن شرطوں پر صلح کر لی کہ فرانس پر خود اُسی کا قبضہ رہے اور اُسکو تاوان جنگ بھی نہ دینا پڑے۔ بشرطیکہ فرانس غلاموں کی تجارت چھوڑ دے۔ اب ہم جب کبھی اُس صلح نامے کی شرطوں پر نظر ڈالتے تو ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مدبران سلطنت نے ایسا فیاضانہ برتاؤ کیا جو شاید مشکل سے عقلمندانہ کہا جا سکے گا۔ ہم کو سخت تعجب معلوم ہوتا ہے کہ بعض فرنچ لوگ واٹرلو کی لڑائی کو اپنی فتح خیال کرتے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ صلح نامے کے شرائط بہ نسبت ہمارے اُن کی اغراض کے زیادہ موافق تھے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہم نے فرانس کو اُس کی نو آبادیاں بھی دے دیں بردہ فروشی کے روکنے کی کوشش میں ہم کو تھوڑا نقصان اُٹھانا پڑا۔ سلطنت پرتگال کو تین لاکھ پونڈ اور اسپین کو چار لاکھ پونڈ ہم نے محض اس واسطے دیے کہ وہ اپنی قلمرو میں بردہ فروشی بند کر دیں۔ اس کو نصف صدی سے کچھ زیادہ زمانہ گزرا جب ہم قرض کے بار سے کچلے جاتے تھے۔ اور ہماری مالی حالت اور نیز فوجی قوت اس قدر اچھی نہ تھی جیسی کہ اب ہے مگر اس حالت میں بھی بردہ فروشی کے روکنے کیلیے ہم نے تھوڑی فوج افریقہ کے مغربی ساحل پر

معین کر رکھی تھی۔ اور باوجودیکہ ہماری بیش بہا جانین ضایع ہوتی تھین اور ہم کو سات لاکھ پونڈ سالانہ کا خرچ برداشت کرنا پڑتا تھا۔ ہم نے اس کارروائی مین تامل نہ کیا۔ اس کے علاوہ ہم نے وسٹ انڈیز اور مارٹیس کو دو کرور پونڈ اس شرط کے ساتھ دیے کہ اپنے غلامون کو آزاد کردین۔ اِس ناگوار تجارت کے روکنے مین تقریباً دس کرور پونڈ ہمارے ملک کو اپنی گرہ سے دینے پڑے

دیگر سلطنتون کا معمول ہو کہ اپنی نوآبادیون اور ماتحت ریاستون سے بہت زیادہ مالگذاری وصول کرلیا کرتے ہین۔

ایتھنز (دارالسلطنت یونان) والے اپنی مددگار ریاستون سے بہت کچھ سالانہ چندہ وصول کرلیا کرتے تھے اور یہ چندہ اُن کی مالگذاری کا ایک بڑا حصہ تھا۔

رومیون کا ایک خاص اصول تھا کہ ماتحت ریاستین سلطنت کے تمام مصارف برادا کیا کرین۔ جب وقت اُنھون نے جزیرۂ صقلیہ کو (سسلی) کو فتح کیا تو کل غلّے کا دسوان حصہ اور جو مال وہان آئے یا وہان سے باہر جائے اس مین سے فیصدی پانچوان حصہ خود لیا کرتے تھے۔ زمانۂ حال مین بھی۔ اسپین۔ پورتگال اور ہالینڈ کی طرح دیگر دولتون نے اپنی نوآبادیون کی بہت کچھ مالگذاری خود وصول کرلی ہو۔

انگلستان کا برتاؤ ہی کچھ جداگانہ رہا ہو۔ اپنی نوآبادیون سے

وصول کرنا درکنار رہم نے اُن کے فائدے کے واسطے ہزار ون روپیہ خود اپنی گرہ سے خرچ کیا - جہان تک مجھ کو دریافت ہوسکا یہی معلوم ہوا کہ ۱۸۵۹ء تک کوئی ایسا حساب نہین مرتب کیا گیا تھا جس سے یہ پتہ چل سکے کہ انگلستان کو سالانہ کس قدر رقم نوآبادیون کے واسطے خرچ کرنی پڑی - لیکن ۱۸۵۹ء سے ۱۸۶۹ء تک چار کرور دس لاکھ پونڈ صرف ہوے تھے اور اس مین شک نہین کہ اُس سے پیشتر یہ لاکھ پونڈ سالانہ سے کم نہ صرف کرنا پڑا ہو گا -

مگر اصل خرچ جو اس سے بھی زیادہ ہی وہ اس کے علاوہ ہی - کیونکہ اس نقشے مین اُن اخراجات کا ذکر ہی نہین - جو اسلحہ - وردیون - چھاؤنیون اور ہسپتالون وغیرہ کی بابت ادا کیے گئے - اور نہ اس حساب مین رنگروٹ وغیرہ بھرتی کرنے کا خرچہ شامل ہی -

یہ کہا جا سکتا ہی کہ جو فوج ہم نے بحیرۂ روم مین ڈال رکھی ہی وہ کسی نوآبادی کے فائدے کی غرض سے نہین - واقعی یہ بات سچ ہی کیونکہ مالٹا اور جبرالٹر کے ایسے چھوٹے مقامات اس فوج کے مصارف نہین ادا کر سکتے - مگر اس فوج کے وہان قائم رہنے سے ہماری بڑی غرض یہ ہی کہ خط وکتابت اور مراسلت کا سلسلہ ہمارے اور ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان مین محفوظ ہی - اور جب ایسا ہی تو پھر اس فوج کا کُل بار ہم پر کیون ہو - اور تھوڑا تھوڑا ہندوستان اور آسٹریلیا بھی کیون نہ برداشت کرین ؟ اور یہ تو اُن مصارف کا بیان ہے جو

اُس فوج کی بابت ہوتے ہین جو انگلستان سے باہر جاتی ہو۔ وہ فوج جو انگلستان مین موجود ہو (علاوہ اس قدر آدمیون کے جتنے انگلستان کے واسطے ضروری ہین) اور ضرورت کی اوقات مین نوآبادیون کی مدد کو بھیجی جاتی ہو۔ پھر کیا وجہ ہو کہ نوآبادیان اُس فوج کی دوامی خرچ کے واسطے سالانہ چندہ نہ ادا کرین۔

ہمارے فوجی نقشۂ حساب مین یہ کہین نہین دکھلایا جاتا ہو کہ نوآبادیون کے واسطے برائے نام ہی سہی مگر ہم کو بحری فوج کا کس قدر خرچ ادا کرنا پڑا۔ ہم کو کل بحری فوج مصارف دینا ہوتے ہین جن کو اگر یہ نوآبادیان خود مختار ہوتین تو اُنھین خود ہی برداشت کرنا پڑتا۔

ہم سمندرون مین اُن کے واسطے پولیس کا کام دیتے ہین۔ اور اُن کے ساحلون کی حفاظت ہمارے روپے سے ہوتی ہو۔ تھوڑے ہی غور سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہو کہ ہماری وجہ سے وہ کتنے مصارف سے بچ جاتے ہین وہ تین کرور پچاس لاکھ انگریز جو جزائر برطانیہ اور آئرلینڈ مین رہتے ہین اُن کو ایک کرور اسّی لاکھ پونڈ سالانہ کی رقم صرف بحری فوج کے مصارف کے لیے دینی پڑتی ہو۔ باوجودیکہ تیس کرور آدمی جو ہندوستان اور نوآبادیون مین آباد ہین اس مین شاید ہی کچھ دیتے ہون گے۔

ہندوستان ہی کو دیکھیے۔ شاید اس بات کے کہنے کی ضرورت نہین ہو کہ ہندوستان شاہنشاہی برطانیہ کے مصارف کی بابت بڑہ

راست کچھ نہین دیتا۔ اور نہ اُن اخراجات کی بابت ہندوستان سے
کوئی مدد ملتی ہی جن سے دیگر نوآبادیون کی طرح وہ بھی فائدہ اُٹھاتا
ہی۔ ہمارے قبضے مین ہندوستان ہونے کی وجہ سے نہ تو کسی انگریز مزدور کو
کچھ فائدہ ہوتا ہی اور نہ کسی ٹیکس دینے والے انگریز کو۔ اور نہ اُس
کو ہندوستان کی وجہ سے ٹکس مین ایک کوڑی بھی کم دینی پڑتی ہی
فوج کے مصارف کا یہ حال ہی کہ اس بات کی سخت کوشش ہوتی
رہتی ہی کہ ہندوستان کو سوا اُسی فوج کے مصارف کے جو وہان موجود
ہی ایک حبہ بھی کسی اور مد مین نہ دینا پڑے۔ مزا یہ ہی کہ محکمۂ جنگ کی
طرف سے اگر کبھی کسی رقم کی بابت درخواست کی جاتی ہی اور وہ رقم اُن
رقوم مین نہین ہوتی جن کو عہدہ داران ہندوستان نے بہت ہی ضروری
سمجھا ہی تو انڈیا آفس اُس پر بڑے زور شور سے اعتراض کرتا ہی۔
خصوصاً بحری فوج کے خرچ کی بابت ہندوستان سے قریب قریب
بڑی ہی فیاضی کا برتاؤ کیا جاتا ہی۔ اس مین کوئی شک نہین کہ ہمارے
جہازون کے بیڑے سے اُسے بہت بڑا فائدہ پہونچتا ہی۔ اگر ہمارا یہ بیڑا
نہ ہوتا تو اُس کو بہت بڑے مصارف برداشت کرنا پڑتے۔ جن کی وجہ
سے ہماری بدولت اُسے بچت ہو جاتی ہی۔ اس مد مین وہ سالانہ صرف
ستر ہزار پونڈ کا چندہ دیتا ہی جو اُن پانچ لاکھ پونڈ کے علاوہ ہے جو
اُسے کشتیون اور بندرگاہون کے محصول وغیرہ کی بابت ادا کرنے
ہوتے ہین۔

ہماری نیک نیتی کے ساتھ یہ کوشش اور خواہش ہو کہ ہندوستان پر صرف اُس کے لوگون کے فائدے کی غرض سے حکومت کرین ممکن ہو کہ ہم نے غلطیان کین ہون ۔جیسی غلطیان کہ انگلستان پر حکومت کرنے مین بھی ہو جایا کرتی ہین ۔لیکن ہمارا ہندوستان پر حکومت کرنے کا اصول یہی ہو جو ہم نے بیان کیا۔

مین خیال کرتا ہون کہ کوئی شخص اس بات سے انکار نہ کرے گا کہ ہماری حکومت سے ہندوستانیون کو فائدہ پہونچا۔ ڈاکٹر ہنٹر کا بیان ہو کہ اُڑیسہ مین راجہ کا حصہ غلے مین ساٹھ فیصدی ہوا کرتا تھا اور رحمدل سے رحمدل گورنمنٹ بھی ۳۳ فیصدی لیا کرتی تھی ۔اور ہماری گورنمنٹ صرف اس سے صرف سات تک لیا کرتی۔ کوئی شخص اسمین عذر نہین کر سکتا کہ ہمارے ٹیکس ہندوستانیون پر بہت ہی کم ہین ۔اور اُنکی جان و مال بہ نسبت اُسکے کہ وہ ہندوستانی بادشاہون کے زیر حکومت ہوتے اب زیادہ محفوظ ہین ۔اور یہ بات بھی یقینی ہو کہ ہندوستان ایک حبہ بھی انگلستان کی مالگذاری کے بابت نہین دیتا اس بات کو تو کوئی شخص نہین ثابت کر سکتا کہ ہندوستانی لوگ ہم کو چاہتے ہین اور اس کی اُمید کرنا بھی شاید حد سے بڑھ جانا ہو۔لیکن ہان اس سے انکار نہین کیا جاتا کہ ہماری گورنمنٹ وہان عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہو۔

مین خیال کرتا ہون کہ ہماری حکمرانی کا ہردل عزیز ہونا غدر کے زمانے مین صاف طور پر ظاہر ہو گیا۔ ہمارے ملک والون نے عام اس سے کہ وہ اعلےٰ ہون بڑے یا ادنے بہادرون کی سی کارگذاریان

دکھائین - تاہم اگر ہمارے گورنمنٹ لالچی اور غیر منصف مشہور رہوتی
اور اگر ہمارے اوپر ہندوستان کی رعایا کو اعتماد نہ ہوتا اور اُن
کے دلون مین ہماری عزت نہ ہوتی تو ہم ضرور سمندر مین بھگا دیے
گئے ہوتے - ہماری بہادر فوج کی بہادری اور ہمارے افسرون کے
فنون سپہ گری نے ہمین بہت ہی کم فائدہ بخشا ہوتا - ہندوستان کی
رعایا نے ہمارے خلاف کسی قسم کی بغاوت نہین کی - اور ایسے نازک
وقت مین بھی اُن لوگون کا اس قسم کا برتاؤ کرنا اس بات کی صریحی
شہادت ہے کہ ہم نے اپنا فرض منصبی کس خوبی سے ادا کیا تھا -

ہماری حکومت کے بارے مین دوسری قومون کی راے معلوم کرنی
ہو تو ہانگ کانگ اور سنگاپور کے واقعات کو دیکھو - ہانگ کانگ
کی تاریخ مین مسٹر وڈ کہتا ہو "جس وقت وہ دولت برطانیہ کو ملا ہے
ایک بے کار و بے فائدہ جزیرہ تھا جس مین صرف چند ماہی گیر رہا کرتے
تھے - اب اُس مین ہزارہا چینی آ کر بس گئے ہین - جنھون نے چین کو
چھوڑ کے یہان اس غرض سے بود و باش اختیار کی ہو کہ اُن کو یہ بات
معلوم ہو کہ انگریزی گورنمنٹ کی عمل داری مین رہنے سے وہ بھاری
بھاری ٹیکسون سے بچ جائین گے - اور اُن پر منصفانہ قانون کے
ذریعے سے حکومت کی جاے گی - اور یہان اُنھین فائدہ بخش تجارت
کا بھی پورا پورا اختیار حاصل ہوگا - سنگاپور مین بھی جو پیشتر ایک
غیر آباد جزیرہ تھا اب سیکڑون لوگون نے چین بلایا - اور ہندوستان

سے جا جا کے انھین مذکورہ وجوہ سے وہان بود و باش اختیار کی ہو۔

جاوا کی حالت کو دیکھیے۔ ہیرن کہتا ہو "اُن پانچ سال کے زمانے مین جب کہ وہ دولت برطانیہ کے زیر حکومت تھا اس پر ایسی رحم دلی اور انصاف پسندی کے ساتھ حکومت کی گئی کہ واپس کر دیے جانے بعد وہان کے باشندون کو (عام اس سے کہ وہ یورپین تھے یا وہان کے رہنے والے) پھر اپنے تئین ڈچ گورنمنٹ کا عادی کرنا مشکل معلوم ہوا۔ اگرچہ وہ اس تھوڑے ہی زمانے تک برٹش کے قبضے مین رہا مگر اتنے ہی دنون مین وہان کچھ اور ہی رونق ہوگئی۔ اور وہان وہ بات اتنے تھوڑے عرصے مین پیدا ہوگئی جو دو سو سال تک ہالینڈ کی سلطنت کے قبضے مین رہنے سے بھی نہین حاصل ہوئی تھی۔

یہ کہنا کہ آئرلینڈ کے ساتھ سختی سے برتاؤ کیا جاتا ہو ناانصافی ہو۔ بلکہ بخلاف اِس کے آئرلینڈ مین جتنی آبادی ہو یا جتنا لگان وہان سے وصول ہوتا ہو اُس کے اعتبار سے اُس کے ممبر پارلیمنٹ مین زیادہ ہین۔ اُس کو اُسی قدر ٹیکس دینا پڑتا ہے جتنا ہم لوگون کو دینا پڑتا ہے۔ بلکہ ہم لوگ اور بھی بہت سے ٹیکس دیتے ہین جو آئرلینڈ والون کو نہین دینے پڑتے مثلاً زمین کا ٹیکس۔ گھروارہ ٹیکس۔ ریلوے ٹیکس وغیرہ وغیرہ جن کی مجموعی رقم سات لاکھ پونڈ سالانہ سے زائد ہوتی ہو اِسی سال تک وہان کے کسانون کو انکم ٹیکس ہمارے یہان کے لوگون

سے کم دینا پڑتا تھا۔ اور نیز آئرلینڈ کی زمین پر بہ نسبت انگلینڈ کے کم جمع بندی ہوتی ہی۔ علاوہ برین آئرلینڈ کو انگلینڈ اور اسکاٹلینڈ سے کہین زیادہ رقم بطور امداد دی جاتی ہی۔ مثلاً اُس کو اسّی لاکھ پونڈ قحط کے زمانے مین دیے گئے تھے۔ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہو کہ شراب کا محصول آئرلینڈ مین بہت زیادہ لیا جاتا ہی۔ مگر خود انگلستان ساری بیر شراب پر چنگی دیتا ہی۔ اور اسپرٹ پر بھی جزائر برطانیہ ۹۲ فی صدی چنگی دیتی ہے۔ حالانکہ آئرلینڈ کو صرف $\frac{9}{1}$۷ فی صدی کے حساب سے دینا پڑتا ہی۔ مجھکو اس بات کا یقین ہو کہ خود انگلش لوگون اور اسکاٹلینڈ والون کی بھی یہ خواہش ہو کہ آئرلینڈ کے ساتھ انصاف اور مناسب فیاضی کا برتاؤ کیا جاوے۔

ہم کو معلوم ہو کہ جس طرح لڑائی مین فتح ہوا کرتی ہو اُسی طرح صلح مین بھی فتح ہوا کرتی ہی۔ اگر ہم انسانی ترقی کی تاریخ کو دیکھین تو نظر آئے گا کہ ہمین اپنے آباؤ اجداد پر اس بات کیلئے فخر کرنے کا بھی موقع حاصل ہی۔
انگریزی زبان نہایت تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہی۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ جیسے عنقریب کُل بنی آدم کی زبان بھی انگریزی ہو جاے گی۔ اس بات کو ابھی بہت زمانہ نہین گذرا جب **لارڈ بیکن** نے ڈاکٹر **پلے فیر** سے اپنی کتاب مسمی **دی اَیڈوانسمنٹ آف لرننگ** کے (ترقی تعلیم) لاطینی زبان مین ترجمہ کرنے کی فرمائش کی تھی۔ اور وجہ یہ بیان کی تھی کہ جس زبان مین میری کتاب ہو وہ اس قدر

ایک ثلث حکمرانی کے کامون مین صرف ہوتا ہی۔

میری یہ راے نہین کہ جس طرح ممکن ہو صلح ہی کی جاے مگر مجھے اس بات کے کہنے مین ذرا بھی شرم نہین آتی کہ جہان تک بنے صلح ہی کر لینی چاہیے۔ اس مین شک نہین کہ بہت سے ایسے اہم مسئلے بھی ہین جو بذریعہ ثالث کے نہین طی ہو سکتے لیکن ارل رسل نے جو ایک بہت مستند شخص ہی کہا تھا کہ "گذشتہ سو برس کے عرصے مین کوئی ایسی لڑائی نہین ہوئی جس کا فیصلہ بغیر لڑے نہ ہو سکتا۔

اس سے قبل جب مجھ سے ایم لیمبیڈیا سے ملاقات ہوئی تو ہم نے اس مضمون پر گفتگو کی اُس نے نہایت ہی جوش کے ساتھ کہا" اگر فرانس مین خرچ کی یہی حالت رہی تو ایک دن ایسا آنے والا ہی جب فرانسیسی اپنی بارکون کے سامنے بھیک مانگین گے اور اب خرچ کی صرف وہی حالت نہین بلکہ اور بڑھ گیا ہی۔

یورپ کی حالت نہایت ہی پرُخطر نظر آرہی ہی۔ روس مین نھیلزم پھیلا ہوا ہی۔ جرمن کو سوشیالزم کا اندیشہ ہی۔ اور فرانس کو بدعملی کا خوف ہی۔ اور قریب قریب دیوالیہ ہو جانے کے آثار جلد جلد بڑھتے ہی چلے جاتے ہین۔

بظاہر اب بدعملی کے جرائم کی کوئی وجہ نہین نظر آتی۔ لیکن اس دنیا مین ہر بات کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوا کرتا ہی۔ یورپ کے مزدور بہت

زیادہ دیر تک کام کرتے ہین اور بہت کم مزدوری پاتے ہین اگر
کوئی شخص حال کی اٹلی کی رپورٹ اُٹھاکے دیکھے تو اُسے معلوم ہو گا کہ
وہان کے کاشتکارون کی حالت نہایت ہی خراب ہو رہی ہی۔ یورپ
مین مزدوری بہت کم دی جاتی ہو اور کام بہت گھنٹون تک لیا جاتا
ہی۔ اور فرانس مین بھی چھوٹے چھوٹے زمیندارون کی حالت کچھ
اچھی نہین ہو۔

مجھے اس خواہش سے نہایت ہمدردی ہی کہ صرف آٹھ گھنٹے کا دن
ہوا کرے۔ لیکن وہ تجویز جو ہاہد پارک مین پاس ہوئی اُس مین اس
بات پر نہایت عقلمندی سے زور دیا گیا تھا کہ یہ بات کل قومون مین
ہونی چاہیے لیکن فوجی انتظام اگر اسی اصول پر قائم رہا تو محنت کے
گھنٹون کا کم کرنا ممکن نہین۔ اس بات کے حاصل کرنے کا صرف یہی
ایک طریقہ ہو کہ فوجی اخراجات مین کمی کی جاوے۔ بحری اور بری فوج
کے مصارف کے واسطے جو ٹیکس دینا پڑتا ہو اُس کی وجہ سے اس بات
کی ضرورت ہو کہ یورپ کا ہر زن و مرد عموماً محنت کر سکتا ہو اُس سے
کم از کم ایک گھنٹہ اور محنت کرے حقیقت مین اہل یورپ دین عیسوی
کے پابند نہین ہین بلکہ وہ لڑائی کے دیوتا کی پرستش کرتے ہین۔ افسوس!
ہم لڑائی کو نہین روک سکتے۔ لیکن کم سے کم اتنا ضرور کر سکتے ہین کہ صلح
کے پلّے کو بھاری کر دین۔ اور اس بات کی کوشش کرین کہ دوسرے
قومون سے دوستانہ برتاؤ قائم رہے۔ اور اُن کے ساتھ خلق و مروت

اور انصاف و فیاضی سے پیش آوین۔

اکثر ملکون کے لوگ محض بیوقوفی سے صرف اس بنا پر کہ دیگر قومین غیر ملک کی رہنے والی ہین اُن سے لڑائی کی کوشش کرتے ہین۔ کوپر کہتا ہی "صرف اتنی بات پر کہ کوئی سلسلہ کوہ درمیان مین حائل ہی ایک قوم دوسری قوم کی دشمن ہو جاتی ہی لیکن اگر یہ پہاڑ درمیان مین نہوتے تو اُن کا خون مل کر یگانگت کا رنگ پیدا کرتا۔

لیکن ان سے بھی زیادہ خراب وہ دیوارین جن کو ایک قوم دوسری قوم کے درمیان خود ہی حائل کر لیا کرتی ہی مثلاً مختلف قسم کے فرائض و رسوم۔ اور سب سے بدتر روک بے بنیاد تعصب اور عداوت ہی جس کی وجہ سے ایک قوم دوسری قوم کو نقصان پہونچانے کی ہمیشہ تدبیرین کیا کرتی ہی۔

یہی تعصب اور عداوت جو عموماً قومون کے درمیان مین پیدا ہوا کرتے ہین بعض اوقات ایک ہی سلطنت کے اندر دو فریق کے مابین بھی پائے جاتے ہین۔ کسی قوت کا بیجا استعمال کوئی دلیل نہین ہی بلکہ یہ محض ایک کمزوری کی علامت ہی ہمارے لیے مبارک وہ دن ہوگا جب ہم لوگون کا برتاؤ عام اس سے کہ ایک ہی سلطنت کے دو فریقون مین ہو یا دو جدا جدا قومون کے درمیان ہو اس طرح کا ہو جائے جیسا کہ ویسٹر کہتا ہی "نہ لڑائی کی دھمکی دی جائے۔ اور نہ وحشیون کی طرح ہم اپنے اُس بھائی کے ساتھ جس نے ہمارے ساتھ بُرائی کی ہو بدلا لینے کو تیار

ہون بلکہ بعوض اس کے ہم اپنے بھائیون کو یہ طرز عمل بتلا دین کہ وہ
ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرین اور عزت سے پیش آدین"

بعض اوقات کہا جاتا ہو کہ انقلابات بغیر خونریزی کے نہین ہوتی لیکن
بڑے بڑے انقلابات دنیا مین دلیل کے ذریعے سے ہوئے ہین نہ تلوار
کے ذریعے سے۔ اور جن موقعون پر تلوارون سے کام لیا گیا ہو وہان
بھی صاحب قلم نے صاحب شمشیر پر فتح پائی ہو یاد رکھو کہ خیالات سنگینون
سے زیادہ قوی ہوا کرتے ہین۔

برک کہتا ہو "کسی شہر کا کوئی متوطن اگر اپنا فرض اچھی طرح اور
عقلمندی کے ساتھ ادا کرنا چاہتا ہو تو اُس کے لیے ضروری ہو کہ اپنے
دماغ کی تربیت اچھی طرح کرے اور نہایت ہی کمال و پختگی کے ساتھ
اُن فیاضانہ اور ایماندارانہ جذبات کی پرورش کرے جنھین قدرت
نے ہمارے خمیر مین ڈال دیا ہو اور وہ باتین جو ہمارے گھریلو
زندگی مین پسندیدہ اور ہر دل عزیز ہین اُنھین کا استعمال عام لوگون
کے ساتھ بھی کیا کرے۔ اس طرح وطن کا دوست بنے اور یہ نہ بھول
جاے کہ مین شریف آدمی ہون"

وہ زندگی جس کو عام شہری اغراض سے علاقہ ہو ایک قوت اور امنت
کا عہدہ ہو اور جو شخص بہرہ دینے کی باری کے وقت سوجاے یا
دشمنون کی طرف چلا جاے وہ اپنا فرض نہین ادا کرتا۔ انسان کو
اپنے فرض کے ادا کرنے کا خیال اپنے حقوق حاصل کرنے کے خیال سے

زیادہ ہونا چاہیے۔

لارڈ بولن بروک نے ایک مضمون مین جو اُس نے حمیت قومی کے جوش پر لکھا تھا سقراط کے قول کو یون نقل کیا ہی کہ "کوئی شخص کسی حقیر سے حقیر پیشے کو جب تک اُس کے متعلق کچھ سیکھ نہ لے نہین اختیار کرتا ہی۔ لیکن سب سے مشکل پیشہ یعنے گورنمنٹ کی خدمت کے قابل ہر شخص اپنے آپ کو بہت جلد تصور کر لیتا ہی"۔ یہ بات اُس حکیم نے اپنے یونان کے تجربے سے کہی تھی۔ لیکن اگر اب وہ برطانیہ مین رہتا ہوتا تو بھی وہ اپنی اس راے کو واپس نہ لیتا۔

ہمارے سامنے بہت سے مختلف ضروری مسائل پیش ہین۔ ہم سب اپنی اولاد کے تربیت دینے کی کوشش مین مصروف ہین لیکن شاید کوئی شخص نہ کہ سکے گا کہ ہمارا طریقہ تعلیم۔ اب تکمیل کو پہونچ گیا ہی وہ جھگڑا جو سرمایہ اور محنت کے درمیان مین ہو رہا ہی اُس سے ہماری تجارت کو فاقہ کشی کی نوبت آگئی ہی۔ اور ہماری دستکاریون مین بہت پیچیدگیان پیدا ہو گئی ہین۔ اور اگر یہ جھگڑا یونہین قائم رہا تو مزدورون کی ضرورت کم ہو جاے گی۔ اور اُس کے نتیجے مین ضرور ہی کہ مزدوری مین سُستی بھی ہو جاے۔ ابھی ہم کو بڑے بڑے شہرون کے حفظ صحت کے واسطے بہت کچھ کرنا ہی اور سائنس مین ہم نے صرف ابھی الف بے شروع کی ہی۔

ترقی کے مسئلے کے علاوہ ہمین اپنی روزمرہ کی زندگی کے واسطے بھی

بہت سی محنت کی ضرورت ہی۔ پارلیمنٹ کے مشورسے ۔ مہمات وطنی قوانین محتاجان کے انتظامات وغیرہ حقیقت مین ملک کے عام معاملات ہین ۔ اِن مین بھی خبرداری اور ہوشیاری کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنے کہ ہمین اپنے شخصی اور انفرادی کامون مین اُنکی ضرورت ہی۔ یہ بات خواہ عقل مندی کی سمجھی جاسے یا بے وقوفی کی لیکن اس مین شک نہین کہ عام لوگون کا میلان طبیعت زیادہ تر اُنھین امور کی طرف ہی جو عام قومی انتظامات سے علاقہ رکھتے ہین دوسری بات یہ ہی کہ غربا بھی ہمارے ساتھ ہین ۔ ہمارے ملک مین دیگر ممالک یورپ کی طرح سوشیالزم اور باغیانہ جماعتون کا زور نہین ہی ۔ اس لیے کہ ہمارے یہان خیرات خانے ہین ۔ امیرون کو غریبون کے ساتھ ہمدردی ہی محتاجون کے حسب حال قوانین ہین ۔ اور تجارت آزاد ہی۔ جو چیزین کہ ایسے جذبات کو روکے ہوئے ہین ۔

اس مین شک نہین کہ گرم جوشی ہی سے دنیا کے تمام کاروبار چلتے ہین لیکن یہ خیال کرکے کس قدر صدمہ ہوتا ہی کہ فضول تجربون مین کتنا روپیہ اور کس قدر وقت غارت کیا گیا ۔ اور جن تجربون مین بار بار ناکامی ہوئی وہ اُن سے بھی بدتر ہین ۔ کیونکہ اُن سے جن لوگون کو فائدہ پہونچانے کی غرض تھی اُنھین نقصان پہونچا ۔ یہ بات لوگون کے ذہن مین اچھی طرح نہین آئی ہی کہ غریب آدمیون کے واسطے کام کرنے مین صرف دماغ ہی کی ضرورت نہین بلکہ نیک نیتی کی بھی حاجت ہی۔

ضرورت صرف روپیہ ہی سے متعلق نہین ہی ۔ ایک بہت بڑی

مستند خاتون مسماۃ مس سول کا قول ہے کہ" بہ ظاہر یہ بات بعید از عقل معلوم ہو گئی (لیکن مجھے یقین ہے کہ درست ہے) کہ ہمسایہ جس قدر غریب ہو اُسی قدر اُس کے واسطے روپیہ صرف کرنے کی کم ضرورت ہوتی ہے۔"

خیال اور محبت نقدی رقم سے زیادہ کام کر جاتے ہین وہ لوگ جو اپنا وقت دیتے ہین حقیقت مین وہ روپے سے زیادہ قیمتی رقم دیتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ گرمجوشی اور روپیہ اگر تعلیم اور تجربے کے بغیر ہون تو اُس سے بجائے فائدہ کے زیادہ نقصان پہونچ جاتا ہے۔ کیونکہ جو کام بالکل نہ کیا جاوے اُس مین اتنا اندیشہ نہین ہے جتنا کہ اُس کے خراب طریقے سے کرنے مین ہے۔ کردن یک عیب و نہ کردن صد عیب۔

روپے کے دینے سے امید۔ توانائی اور جرأت کا دینا کہین زیادہ افضل ہے۔ مدد دینے کا سب سے عمدہ طریقہ یہ نہین ہے کہ تم لوگون کی تکلیفون کو خود اپنے اوپر اُوڑھ لو۔ بلکہ عمدہ طریقہ یہ ہے کہ تم لوگون مین ایسی قوت اور ہمت پیدا کر دو کہ وہ اپنے بار کو خود ہی برداشت کر لین اور مہمات زندگی سے نہایت ہمت و استقلال کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لائق ہو جائین۔

واقعی دوسرون کو مدد دینا کوئی آسان کام نہین ہے اس مین روشن دماغی۔ رائے سلیم اور جوش دل کی ضرورت ہے۔

ہم جب مدد دیتے ہون تو ہمین اُس وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جن کو مدد دینی ہے اُن کی خود مختاری کو ضرر نہ پہونچا ئین۔ پہلی مشکل جو ہمین مدد دیتے وقت پیش آتی ہے یہ ہے کہ جن کو مدد دی جاتی ہے

اُن مین کام کرنے کی عادت کم ہوجاتی ہے اور خودمختاری کا زعم بھی اُن کے دل سے جاتا رہتا ہے۔ تمام لوگ جو اپنے کام مین دوسرون پر بھروسہ کرتے ہین اُن بیلون کے مثل ہوجاتے ہین جو درخت کے اوپر پیدا ہوکر درختون کو بھی ضائع کر دیتے ہین۔ لہذا یہ بات ضروری ہے کہ جہان تک ممکن ہو تم لوگون کو محض روٹی نہ دو بلکہ اُن کو اس قابل کردو کہ وہ خود کما سکین۔ خود اُن کو مدد نہ دو بلکہ ایسی تدبیر کرو کہ وہ خود اپنے آپ کو مدد دے سکین۔ ہم کو اپنے دل سے ہمیشہ یہ سوال کرنا چاہیے کہ ہم انسان کی ذمہ داریون کو مٹا رہے ہین یا اُن مین اُن کی برداشت کرنے کی قوت پیدا کر رہے ہین۔ دنیا کی حالت کچھ ایسی پیچیدہ واقع ہوئی ہے کہ ہمین بغیر اپنے ہمسایے کے احسان مند ہوئے چارہ ہی نہین لیکن ہر شخص کی کوشش یہی رہنی چاہیے کہ خود اپنے پاؤن سے کھڑا ہو۔

ہم کو یہ امید نہ کرنی چاہیے کہ دوسرے لوگ بھی ہمارے خیال سے اتفاق کرین۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ اُن کو اس طرح مدد دین کہ وہ اُس بات کو جو اُن کے فائدے کی ہے اچھی طرح سمجھ جائین۔ اور اُن کو ہمت دلائین کہ اپنی ذاتی ترقی کرنے مین مدد پائین بعض اوقات لوگ بُرے طریقے سے روپے کو خیرات کر دیتے ہین۔ یہ وہی لوگ ہین جو فضول خرچ ہوتے ہین اور تکلیف اُٹھانے سے بچنا چاہتے ہین۔ یہ لوگ کسی کو ہمدردی کے خیال سے نہین دیتے بلکہ اُن کے دل مین یہ خیال ہوتا ہے

کہ کون تکلیف اُٹھائے۔ ہم کو بہ نسبت اپنا کام کرنے کے لوگون کا کام کرنے مین زیادہ مسرت ہونی چاہیے تھی۔ دوسرے کے واسطے ذرا سا کام کرنا بھی متبرک ہوجاتا ہے۔

تمھارا کام چاہے وہ کتنا ہی حقیر ہو اُسے دل وجان سے کرو۔

سرٹی مور کہتا ہے "جو کام تم اپنے ذمّے لو اُسے دل وجان سے کرو۔ اور اُس کے پورا کرنے اور اچھی طرح انجام دینے مین کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھو۔ اگر تم ویسا نہ کرسکو جیسا کرنا چاہتے ہو تو خیر اتنا ہی کرو کہ جو بُرائیان اُس کام مین رسم ورواج کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہین اُن کو دفع کردو اور اس مین بھی تم کو عام نفع رسانی کا خیال دل سے نہ نکال ڈالنا چاہیے۔ تمھارا یہ کام نہ ہونا چاہیے کہ محض اس خیال سے کہ تم ہوا پر حکومت نہین کرسکتے اور اُس کے تیز جھونکون کا روکنا امکان سے باہر ہے جہاز کو طوفان مین چھوڑ دو۔ جہان تک بنے کوشش اور محنت کرو۔ اور کام کو عقلمندی اور ہوشیاری کے ساتھ انجام دو اگر اُس کو اچھا نہین بنا سکتے تو خیر اتنی ہی کوشش سہی کہ وہ زیادہ خراب نہ ہونے پائے۔ کیونکہ ہر ایک کام کا اچھا ہوجانا ممکن ہی نہین جب تک تمام لوگ نیک نہ ہوجائین جس کی ہونے کو ایک زمانہ چاہیے"

جس قدر زیادہ لوگ اپنے فرائض کے ادا کرنے مین جلدی شروع کرین گے اُسی قدر زیادہ ہم اُس زمانے کو جلدی پالیوین گے جب کہ تمام لوگ نیک ہون گے۔ ہم اُس سچی مسرت کا اندازہ نہین کرسکتے جو ہمین

اُس وقت حاصل ہوگی جب ہر ایک شخص اپنے فرض ادا کرنے کی کوشش
مین مشغول ہوگا۔

سی اسے **میسن** کہتا ہو "ہم سب لوگ ایسے نامور بہادر نہین ہو سکتے
کہ ہماری جرأت اور مردانگی کے کارنامون کا شہرہ نصف کرۂ زمین مین
پھیل جاوے۔ لیکن یہ سب کے امکان مین ہو کہ اپنے زمانۂ زندگی مین محبت
اور سچائی کے ساتھ کام کرین۔ دنیا مین ہر شریف روح کے واسطے کوئی
نہ کوئی شریفانہ کام کرنے کو ضرور موجود ہو۔

انگلش مین ہوتا بہت بڑے فخر کی بات ہو۔ کیونکہ کسی اور ملک مین اتنی
شخصی آزادی نہین ہو جتنی کہ یہان ہو۔ قانون کے نگاہ مین سب برابر
ہین۔ ہر شخص جب تک اُس کا کوئی گناہ ثابت نہ ہو جاوے معصوم خیال
کیا جاتا ہو۔ ایک شخص سے اُسی جرم کے بابت دوبارہ بازپرس نہین
ہوتی۔ مقدمات کی پیش پبلک کے سامنے ہوا کرتی ہو۔ اور ملزم کا اپنے الزام
لگانے والون سے دوبدو سامنا ہوتا ہو۔ کوئی شخص اپنے مقدمے کا خود ہی
منصف نہین قرار دیا جاتا۔ اور کوئی شخص بھی قانون کو خود اپنے ہاتھ مین
نہین لے سکتا۔

انھین وجوہ سے چاہے کیسے ہی مصارف اور کیسے ہی خطرات ہون
ہمارا مبارک فرض ہو کہ اپنے ملک کی خدمت کرین۔ سر ایچ **گلبرٹ**
کہتا ہو "وہ شخص ہرگز زندہ رہنے کے قابل نہین ہو جو خطرہ یا موت کے
خیال سے اپنے ملک یا اپنی عزت کے بچانے سے مُنھ چُراتا ہو۔ کیونکہ موت

تو ایک نہ ایک دن ضرور آے گی مگر نیکی کی شہرت غیر فانی ہو۔"

اپنے ملک کی خدمت مین ہمارے لیے بہت ہی کم خطرے کا مقام ہوا کرتا ہو۔ اُس کی خدمت ہم سے صرف اتنا مانگتی ہو کہ اپنا کچھ آرام اور کچھ وقت اُس کی نذر کر دین۔ بعض اوقات اپنے تئین کام اور خدمات مین مشغول کرین اور گو کہ یہ کام بعض وقت تکلیف دہ معلوم ہوتا ہو مگر اس قسم کا کام کرنا کچھ کم ضروری نہین ہوتا۔

ضروریات قومی۔ کمیٹی۔ جلسہ۔ اسپیچ۔ انتخاب اور اضلاع کی کونسل وغیرہ کوئی تعجب انگیز چیزین نہین ہین یہ نہ خیال کو حرکت مین ڈالتے ہین۔ نہ اِن سے خون مین جوش پیدا ہوتا ہو۔ لیکن خاموشی کے ساتھ ایک ووٹ دے دینا ایسا ہی ہو جیسا کہ لڑائی مین دشمن پر ایک وار کرنا۔ بلکہ اُس سے (بوجہ اس کے کہ خون ریزی نہین ہوتی) زیادہ قابل قدر ہو۔ ووٹ دینا ہمارا ایک حق نہین بلکہ ایک فرض ہو۔ اور اپنے تئین ووٹ دینے کے لیے تیار کرنا بھی فرض ہو۔

قوم کی خدمت کے واسطے جس قدر کام بغیر کچھ صرف کیے ہوئے ہوا ہو نہایت ہی تعجب خیز ہو اور مدت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

لارڈ بیکن کہتا ہو "کسی شخص کی زندگی کی یہ غایت ہونا کہ محض اپنے واسطے دولت جمع کرے قابل تعریف نہین ہو سکتا"۔ مکان۔ کھانا اور کپڑا ہی ضروری اشیا نہین ہین۔ اور نہ اُن کی حد سے زیادہ ضرورت ہو۔

دوسرے کے واسطے کام کرنے کو اگر خود غرضی کی نگاہ سے دیکھا جاے
تو بھی یہ معلوم ہوگا کہ جو وقت اس کام مین صرف ہوا وہ ضائع نہین ہوا
کیونکہ آرنلڈ کہتا ہو اپنے ہمسایے کی محبت۔ کام کرنے کی نیت۔ مدد دینا۔
سخاوت کرنا۔ انسان کو غلطیون سے روکنے کی خواہش۔ انسانی پیچیدگیون
کو سلجھانا۔ انسانی تکالیف کو کم کرنا۔ اور اس بات کی خواہش کہ ہم نے اس
دنیا کو جیسا پایا ہو اُس سے بہتر بنا کر چھوڑین یہ سب ایسی باتین ہین جن سے
معاشرت کو فائدہ پہونچتا ہو اور ان سے صرف دوسرون ہی کو مسرت نہین
حاصل ہوتی بلکہ خود ہماری ذات کو بھی بہت کچھ فائدہ پہونچتا ہو"
بشپ ٹیلر کہتا ہو "دنیا مین اللہ تعالیٰ کی بہت ایسی برکتین جو عام ہین
مثلاً اطمینان۔ غلہ کی بکثرت مدا وار صحت وہ موسم وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اپنے
ہمجنسون کی خیر خواہی کا خیال ہم مین فائدہ عامہ کا بھی خیال پیدا کر دیتا
ہو۔ کیونکہ جتنا ہمین دوسرون کا خیال ہوتا ہو اُتنا ہی ہم اُن کے فوائد
خوشیون۔ غمون کو اپنی ہی فوائد اپنی ہی خوشیان اور اپنے ہی غم
سمجھتے ہین۔ خود اپنی محبت سے انسان کے دل مین اپنے ہی بھلائی کا
خیال پیدا ہوا کرتا ہو۔ لیکن اپنے ہمسایے کے ساتھ محبت کرنا ہم کو یہ بات
سکھاتا ہو کہ اپنے تئین اُن کے واسطے فائدہ مند بنا دین اور اُن کی
خوشیون مین شریک ہون۔ لہذا خیر خواہی کا اصول جو ہمارے دل
مین موجود ہو ہمین اس بات کی رغبت دلاتا ہو کہ اپنے پڑوسیون کے
فائدے کو ہم مثل اپنے ہی فائدے کے خیال کرین"

جس وقت کو ہم پبلک کے کام مین صرف کرتے ہین وہ ضایع نہین ہوتا وہ خود ہی اپنا پھل لاتا ہی۔ گولڈ اسمتھ کہتا ہی ”جو مسرت نیکی کرنے سے پیدا ہوتی ہی اُس کو حاصل کرو“۔

ہارس فال کہتا ہو ”آزمائش کے موقعون پر سب سے بڑی بات یہ ہی کہ اپنا تھوڑا ذاتی فائدہ دوسرون کے بہت سے فائدے کے لیے چھوڑ دیا جاسے“۔

اگر سب لوگ خواہش کرین تو وہ سب بہادر اور ملک کے بہی خواہ کے لقب سے یاد کیے جانے کے لائق ہو سکتے ہین پس اُنھین صرف یہ چاہیے کہ اپنے ہمجنسون کے ساتھ بھلائی کرنے مین کچھ حصہ لین اور اتنی مدد دین کہ وہ زیادہ تندرست۔ زیادہ خوش اور زیادہ اچھی زندگی بسر کر سکین۔

بس صرف اُسی کام کے کرنے سے تم اس قابل ہو جاؤگے کہ مندرجہ ذیل سوال کا قابل اطمینان جواب دے سکو جسے کبھی نہ کبھی تم اپنے دل سے ضرور پوچھوگے۔ کہ شروع جوانی سے متوسط عمر تک تم نے سچائی اور راستبازی کے واسطے کیا کیا؟ اور تم نے خدا اور انسان کے واسطے کیا کیا؟۔

دوستون کو کبھی شکایت کا موقع نہ دینا چاہیے وہ کتنی ہی چھوٹی بات کیون نہ ہو۔

اگر موت تجھکو اور تیرے دوست کو علیحدہ کر دے تو بھی اُس عالم مین اُس سے

ملنے کی اُمید باقی ہی۔ یہ خیال گو کہ ہمین پوری طرح سے تسلی نہین دیسکتا ہی
لیکن بقول کیبل کے "یہ خیال کرنا کہ جو دوست ہم سے اس دنیا مین ہر
سال جدا ہوتے رہتے ہین بہشت مین جمع ہوتے جاتے ہین اور ہم پھر
اُنھین دیکھین گے اچھا معلوم ہوتا ہی"
سب سے زیادہ ضروری معاملہ اس دنیا مین شادی کرنا ہی۔ محبت کی نگاہ مین
سب چیزین بھلی ہی نظر آتی ہین۔ وَعَینُ الرِّضَا عَنْ کُلِّ عَیبٍ کَلِیلَۃٌ۔ لیلے را بچشم
مجنون باید دید۔ عشق ہر جگہ موجود ہی۔ اور تمام عالم مین اُسی کا ظہور ہی۔ یہ
عشق ہی ہی جو ایک کملے کو نہایت خوبصورت تتلی بنا دیتا ہی۔ اُسی کی برکت ہی
کہ موسم بہار مین پرون کا رنگ خوب نکھر کے چمک اُٹھتا ہی۔ اسی کا جوش ہی
جو طائرون کو طرح طرح کے نغمون پر آمادہ کرتا ہی۔ اور یہ اسی کی کرامت ہی جو
شاعرون کی طبیعت کو نظم کے لیے موزون کر دیا کرتی ہی۔ اس جادو کا اثر
غیرذی روح چیزون پر بھی ہوا کرتا ہی۔ پھولون کو مختلف رنگ اسی کے دربار سے
ملتے ہین۔
سیمونیڈیز کہتا ہی "اچھی بی بی ملنے سے بڑھ کے کوئی رحمت نہین ہوسکتی
اور بُری جورو سے سخت تر کوئی غضب آلہی نہین ہوسکتا"
سخت بارش کے دن کی لگاتار جھڑی اور لڑاکا عورت دونون یکسان ہین۔
کوٹھے پر ایک کونے مین پڑا رہنا جھگڑالو عورت کے ساتھ وسیع مکان مین
رہنے سے کہین بہتر ہی۔
بی بی کے انتخاب کے بابت کوئی صلاح دینا آسان بات نہین ہی۔ لیکن

بعض اُمور ایسے ہین جو اظہر من الشمس ہین - زیادہ کم سنی بین شادی کرنا اچھا نہین ہی - سر ایچ ٹیلر کہتا ہی دو کم سنون کی باہم شادی ایسی ہی جیسے مٹر کے دو دانون کو ایک دوسرے کے سہارے پر اٹکاکے ٹھہرا دینا" نہ تو روپیہ کے واسطے شادی کرو اور نہ بغیر روپیہ کے شادی کرو - جو لوگ روپیہ کے لئے شادی کرتے ہین وہ حقیقت مین اپنے تئین روپیہ سے کم قیمت سمجھتے ہین - کیونکہ روپیہ کے لیے وہ اپنی قناعت اور راحت کا خیال چھوڑ دیتے ہین - لیکن جب وہ اُس روپیہ کو اور اپنے رنجون کو گنتے ہین تو اُس وقت اُن کی یہ خواہش ہوتی ہی کہ کوئی ہم سے یہ سب روپیہ لی لے اور وہ اگلی قناعت وراحت کی زندگی جسے ہم نے اس روپیے پر بیچ ڈالا ہی ہمین واپس کر دے"

"یہ گمان نہ کرو کہ جس طرح تم اب زندگی بسر کر رہے ہو شادی کے بعد بھی بسر کر سکوگے - اور تمھاری حسین - سادی - خوش مزاج اور اچھے دل والی بی بی کا تمھارے اوپر کچھ بار نہ ہوگا - اور جب تم کام کرتے کرتے تھک جاؤگے تو وہ تمھارے پاس آکر تمھاری فکرون کو دور کر دے گی - یا جبکہ اُس کا کام نہ ہوگا وہ خلل انداز ہوگی - یہ باتین محض خام خیالی ہین"

جرمی ٹیلر کہتا ہی کہ "ہومر نے شوہر کے فرائض کے بہت سے نام رکھے ہین - منجملہ اُن کے وہ کہتا ہی "کہ تجھکو اپنی بی بی کا باپ - مان اور بھائی ہونا چاہیے" اور واقعی یہ بات بہت ہی سچ ہی کیونکہ ایسا نہ ہوتا تو شادی ہونا اور یتیم ہوتا یکسان ہوتا - تمھاری بی بی جو تمھارے واسطے اپنے باپ

مان اور بھائی کو چھوڑ دیتی ہو یا تو وہ یتیم بچے کی طرح تکلیف مین رہیگی - اور یا وہ اُن سب کو بلکہ اُن سے کچھ زیادہ باتون کو تم مین پاے گی -

اگر اس مین تم کو کچھ بھی شک ہو تو ہرگز شادی نہ کرو - شادی یا تو بہت خوشی ہی دیا کرتی ہو یا بہت ہی تکلیف دہ ہوا کرتی ہو -

شادی ایک بڑی ذمہ داری ہو - محض آنکھون ہی پر بھروسہ نہ کرو اور اُن کی دھوکے مین نہ آجاؤ کیونکہ جرمی ٹیلر کہتا ہو "شادی کا انعقاد بذریعۂ ہاتھ عـہ اور آنکھ کے نہ ہونا چاہیے بلکہ اس مین عقل اور دل سے کام لیا جانا چاہیے "

اچھی بی بی نہ صرف دنیاوی باتون مین مدد دیتی ہو بلکہ اُس سے دماغی باتون مین بھی مدد ملتی ہو -

شیکسپیر کہتا ہو "کمینہ آدمی بھی کسی پر عاشق ہوتا ہو تو اُس وقت اس مین بھی کچھ شرافت ضرور پیدا ہو جاتی ہو جو اُس کی طبیعت مین تھی ہی نہین " اور جب کمینون کی یہ حالت ہو جاتی ہو تو پھر اُن لوگون کا کیا کہنا جن مین شرافت پہلے ہی سے موجود ہو !

اگر شادی سے ہمین خوشی حاصل ہوئی ہو تو اُس خوشی کو الفاظ کے ذریعے سے ظاہر کرنا ہمارے امکان سے باہر ہو - زن وشوہر ساتھ ہی دعا مانگتے ہین ساتھ ہی عبادت کرتے ہین اور ساتھ ہی دہ روزہ رکھتے ہین - خوشی اور رنج وراحت وتکلیف مین باہم ایک دوسرے کے مونس ہوا کرتے

عـہ انگریزون مین رواج ہو کہ عقد نکاح کے وقت مرد عورت کا ہاتھ پکڑتا ہو -

ہین - ایک دوسرے سے کوئی امر پوشیدہ نہین رکھتے اور نہ ایک
دوسرے کے لیے بارخاطر ہوتے ہین - خدا کو ایسے حال مین دیکھنے
سے خوشی حاصل ہوتی ہی - ایسی ہی جگہ وہ اپنی برکت نازل کرتا ہی -
زن و شوہر جہان باہم محبت سے رہتے ہین وہان وہ بھی ہوتا ہی
اور جہان وہ موجود ہی وہان برائی قدم نہین رکھ سکتی "

جب تمھاری شادی ہوتی ہی تو تم اِن الفاظ کو کہتے ہو " مین شادی
کرتا ہون - اس مین چاہے اچھائی ہو یا بُرائی - غریبی ہو یا امیری -
بیماری ہو یا تندرستی اور مین ہمیشہ اُس وقت تک محبت کرتا رہون گا
جبکہ موت ہم دونون کو جدا کرے گی "

اسٹینلی کہتا ہی " شادی کا ہونا زندگی کا ازسرنو شروع ہونا ہی -
یہ ایک بڑا موقع اس بات کا ہی کہ ہم اپنی تمام گذشتہ زمانے کی بیوقوفیون
غلطیون اور قصورون کو ہمیشہ کے واسطے چھوڑ دین - اور نئی امیدون
نئی ہمت - اور نئی طاقت کے ساتھ آئندہ کے واسطے سرگرمی سے
میدان زندگی مین قدم بڑھا دین - وہ گھر جس مین خوشی ہی بہشت کے
مانند ہی - وہ مکان جہان زن و شوہر - باپ اور مان - بھائی اور بہن
لڑکے اور والدین اپنے اپنے طریقے پر سب ایک دوسرے کو اس طرح
مدد دیتے ہین کہ کوئی دوسرا نہین دے سکتا (کیونکہ اور لوگون کو ایسا
موقع ہی نہین مل سکتا - اور نہ غیر لوگ مزاج کو اس طرح جانتے ہین اور
نہ کسی دوسرے شخص کا فائدہ اس طرح معرض خطر مین ہی کہ ایک کی بھلائی

سے دوسرے کی بھلائی ہو یا ایک کی شہرت۔ اور عزت وحرمت سے دوسرے کی شہرت اور عزت وحرمت وابستہ ہو جیسا کہ اُن لوگون کی جو ایک ہی گوشت پوست کے ہین)۔ ہم کو اُن کی خوشی سے خوشی اُن کے رنج سے رنج ہوتا ہی۔ ہم کو اُن کی خودغرضی۔ کمزوری۔ اور بُرائی سے ذلت ہوا کرتی ہی اور اُن کی عمدگی نیکی اور شرافت سے ہم کو خوشی اور عزت حاصل ہوتی ہی۔ ہم اپنا فرض ادا کرنے لگتے ہین۔ اور خدا کا شکر ادا کرتے ہین"

لڑکون کا ہونا بھی بڑی ذمہ داری کا کام ہی۔ مگر اس ذمہ داری مین ہم کو خوشی بھی بہت حاصل ہوا کرتی ہی۔ اکثر اُن کو لوگ فرشتہ" کہتے ہین۔ اور بعض ناعاقبت اندیش والدین یہ کہا کرتے ہین کہ" اگر خدا نے مُنھ بنایا ہی تو وہ اُس کے بھرنے کے واسطے بھی کچھ نہ کچھ ضرور بھیجے گا" لیکن میتھیو آرنلڈ کہتا ہی" اگر تم مناسب طریقے سے نہین رکھ سکتے اور معمولی آرام نہین دے سکتے تو تمھین دنیا مین غریب چھوٹے بچون کے پیدا کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی" اُن کو محبت کی دھوپ مین بڑھنے دو۔ اگر اُن کا زمانۂ طفولیت محبت کی گرمی مین گذرا ہی تو وہ آئندہ زندگی کی سرد مہری کو اچھی طرح برداشت کرلین گے۔

جریمی ٹیلر کہتا ہی" سوائے اُس آدمی کے جو اپنے بچون سے محبت کرتا ہی اور کوئی اس بات کو نہین بتلا سکتا کہ جب وہ ان ننھے ننھے

بچون سے باتین کرتا ہی تو اُن کی باتون سے اُس کا دل مارے خوشی کے کس قدر بیخود ہو جاتا ہی۔ اُن کا بچپن۔ اُن کا تُتلانا۔ اُن کی خفگی اُن کی معصومی۔ اُن کی ضرورتین اُس شخص کے واسطے جو اُن کی صحبت سے خوش ہوتا ہی سرچشمہ مسرت وراحت ہوا کرتی ہین لیکن وہ شخص جو اپنے بی بی بچون سے محبت نہین کرتا وہ ایک شیرنی کو مکان مین پالتا ہی اور رنجون کے انڈون کو بچہ نکالنے کے لیے سیتا ہی ایسے شخص کو کبھی مسرت نہین حاصل ہو سکتی۔ کیونکہ خدا نے جو یہ حکم دیا ہی کہ "اپنی بی بی سے محبت کرو" تو اس واسطے دیا ہی کہ اُس کے بغیر ہم کو راحت اور آرام میسر ہی نہین ہو سکتا"

بارھوان باب

اخلاقی زندگی

بے شک ہمارے واسطے یہ نہایت فخر کی بات ہی کہ ایک انگریز کا مکان اُس کے واسطے ایک قلعہ ہی لیکن اُسے کچھ اس سے بھی بڑھ کے ہونا چاہیے۔ یعنی مکان کو گھر ہونا چاہیے انسان کے حق مین مکان کا ایک قلعہ ہونا اُس کا قانونی حق ہی لیکن مکان کو گھر بنانا ہر ایک شخص کی ذات پر منحصر ہی۔

وہ کون سی چیز ہی جو مکان کو گھر بنا دیتی ہی؟ وہ محبت۔ ہمدردی اور اعتبار ہی۔ بچپن کی یادگارین والدین کی شفقت۔ جوانی کی اُمیدین۔ بھنون

کی محبت۔ بھائیون کی ہمدردی و اعانت۔ ایک دوسرے پر اعتبار نفع نقصان۔ اور رنج و راحت مین شریک رہنا یہ ایسی باتین ہین جو مکان کو متبرک اور گھر بنا دیتی ہین۔ وہ مکان جس مین محبت نہین ایک قلعہ یا محلسرا ہو سکتا ہو لیکن گھر نہین ہو سکتا۔ گھر کی اصلی جان محبت ہی۔ جس مکان مین محبت نہین وہ گھر نہین ہو جیسے کہ جسم بغیر روح کے آدمی نہین ہو۔

جس شخص کا دل خوش ہو اُس کے واسطے ہر جگہ دعوت کا سامان موجود ہے۔ اگر انسان کے پاس تھوڑا سرمایہ ہو اور اُسے خدا کا ڈر ہو تو یہ زیادہ دولت مندی اور تکالیف سے کہین بہتر ہو۔ جہان محبت ہو وہان ساگ کا کھانا اُس جگہ مرغ کے کباب کھانے سے کہین بہتر ہو جہان نفرت ہو۔ لقمہ خشک اور اطمینان بہ نسبت اُس گھر کے جہان فتنہ و فساد موجود ہو بدرجہا اچھا ہو۔

ہم جو مکان کی قدر کرتے ہین تو اس وجہ سے نہین کہ وہ ہمین امیرون اور رئیسون کے دست تظلم سے پناہ دیتا ہو بلکہ اس لیے کہ وہ ہم کو افکار و ترددات سے بچاتا ہو۔ مکان مثل ایک بندرگاہ کے ہو جو ہمین اُن امواج اور طوفانون سے بچاتا ہو جو ہمین اس زندگی کے بحری سفر مین پیش آتے ہین۔

آدمی چاہے کتنا ہی خوشحال ہو لیکن یہ طوفان اُسے ایک نہ ایک دن ضرور پیش آئے گا۔ اور اُسے صرف دولتمندی سے خوشی اور دلجمعی نہین نصیب ہو سکتی۔

انسان تنہا رہنے کے واسطے نہین بنایا گیا ہی۔ حتے کہ جب وہ باغون مین تھا تب بھی اکیلا نہ تھا۔ اُس کا دل مکان مین ہونا چاہیے لیکن ہان یہ ہونا چاہیے کہ وہ کام کاج باہر کرے۔ ہم نہ صرف سوسائٹی کے واسطے پیدا کیے گئے ہین اور نہ صرف تنہا رہنے کے لیے۔ دونو باتین اچھی ہین بلکہ مین یہ کہون گا کہ دونون ضروری ہین۔

باغ قدرت کی خوبصورتیان بے شک دوامی خوشیان ہین۔ مگر سچ یہ ہی کہ سورج کی شعاعین جب تک دل مین مسرت نہ ہو بالکل بیکار ہین محبت ادب اور دلسوزی کے خیالات ہم مین خاندانی زندگی ہی سے پیدا ہوتے ہین۔ خاندانی زندگی تہذیب کا سرچشمہ اور اُس کی بنیاد ہی خاندان ہی عمدہ ترین باتون کے سکھانے کا اسکول ہی۔ وہی ہمارے دلون مین عمدہ عمدہ جذبات اور نیکی کرنے کی خواہشین پیدا کر دیتا ہی۔ اور فرشتے بھی سوا اس کے کہ دوسرون کے دل مین مسرت پیدا کر دین اور کیا کر سکتے ہین؟

چاہے تمھارا مکان کیسا ہی سادہ۔ بدنما۔ سرد۔ اور غیر فرحت بخش ہو لیکن تم کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہی تمھارا گھر ہے۔ اور تم کو اپنا فرض ادا کرنے سے کبھی باز نہ رہنا چاہیے۔ یاد رکھو کہ تمھین جتنی زیادہ مشکلین پیش آئین گی اُتنا ہی زیادہ تم کو اُس کا ثمرہ ملے گا۔

آذیت و بے رحمی کو صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کرنا سخت کام کرنے سے کہین زیادہ دشوار ہی۔ سچ یہ ہی کہ یہ بات روپیہ دینے۔ وقت

صرف کرنے۔ اور محنت شاقہ کرنے سے بدرجہا زیادہ مشکل ہی۔

اس دنیا مین ایسے لوگ شاذونادر ہی ہون گے جنھین دوسرون کو ناخوش کرنا اچھا معلوم ہوتا ہو۔ اور وہ اتنے کم ہین کہ غالبًا ان باتون کو جو مین لکھ رہا ہون نہ پڑھین گے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہو کہ لوگ ایک دوسرے کو جان بوجھ کر تکلیف پہونچاتے ہون۔ جو بات کہ زیادہ ہوتی ہو یہ ہو کہ لوگون کو اپنی کم توجہی اور ناقابلیت کی وجہ سے تکلیف پہونچ جایا کرتی ہو۔ تم کو چاہیے کہ ہر شخص سے نہایت خندہ پیشانی۔ نرم زبانی اور مہربانی سے پیش آؤ۔ صرف اتنی ہی بات کافی نہین ہو کہ جو لوگ ہمین عزیز ہین اُن سے ہم فقط محبت کیا کرین۔ بلکہ اُن پر اس بات کو ظاہر کردینا بھی ہمارا فرض ہو کہ ہم اُن سے محبت کرتے ہین۔ ہم مین بہت ایسے لوگ موجود ہین جو اُن لوگون کو جنھین بہت عزیز رکھتے ہین۔ اور اُنھین مدد دینے کو بھی تیار رہین صرف اپنی نادانی۔ بے فکری اور رائے سلیم نہ رکھنے کی وجہ سے اُن کی دلشکنی کردیتے ہین۔

اس بات کا سب لوگون نے تجربہ کرلیا ہوگا کہ ہمین تسلی کے الفاظ سے کس قدر تقویت اور مدد ملتی ہی۔

لارڈ چیسٹر فیلڈ کا قول ہو "مین نے اس بات کو اکثر سوچا ہو اور اب بھی سوچتا ہون کہ اس فن کو کہ کس طرح محبت کرنی چاہیے اور کس طرح نفرت کرنی چاہیے انسان بمقابل اور فنون اور باتون کے بہت ہی کم جانتا ہو۔ لوگون کا معمول ہو کہ اکثر لوگون کو جن سے محبت ہوتی ہو

اپنی بیجا عنایت - نادانی - اور اُن کی غلطیون کی پاس داری کرنے سے ضرر پہونچا دیتے ہین - اور جن سے نفرت ہوتی ہو ان پر بے وجہ و بیجا غیظ و غضب کرکے خود اپنی ذات کو نقصان پہونچایا کرتے ہین"

گو کہ ہم اپنے دوستون مین رہتے سہتے ہین مگر پھر بھی ہم تنہا رہا کرتے ہین - **جین پال رکٹر** کہتا ہو "ہم لوگ گویا علحدہ علحدہ ہین - اور جدا جدا سنسان جزیرون پر رہتے ہین - اپنی ہڈیون کے قید خانے مین بند ہین اور اپنی کھال کے پردے کے اندر ہین"

ہم اپنے دوستون یا عزیزون کو کس قدر کم جانتے ہین - باوجود ایک ہی خاندان سے تعلق ہونے کے لوگ علحدہ علحدہ ہوا کرتے ہین - ہر ایک کے دماغ کی حرکت جداگانہ ہوا کرتی ہو - اور ایک دماغ کی حرکت دوسرے دماغ کی حرکت کے مقابل مین خطوط متواتری کا حکم رکھتی ہو جو کبھی مل ہی نہین سکتے - اور اُن کو ایک دوسرے کے ساتھ لگاؤ ہی نہین ہوتا - **کیبل** کہتا ہو "نہ کسی حلیم دل کو اور نہ ہمارے کسی عزیز قریب کو اس بات کا آدھا بھی علم ہوا کرتا ہو کہ ہم کیون روئے اور کیون ہنسے"

ہم موسم فصل - جدید ناول - حالات سلطنت - تندرستی اور اپنے ہمسایون کے نقصانون اور عیوب کے متعلق گفتگو کیا کرتے ہین مگر اصل حقیقت یہ ہو کہ جو چیز جتنی زیادہ حقیر و غیر ضروری ہوا کرتی ہو اُتنا ہی اُس کا ذکر زیادہ ہوا کرتا ہو - اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہو جو لوگ جس چیز کو بہت کم جانتے

ہین مذہبی اُس پر بہت زیادہ بحث کیا کرتے ہین۔

بہت کم لوگون کو معلوم ہی کہ گفتگو کرنا بھی ایک بڑا فن ہی۔ ایک خاندان مین یگانگیت قائم رہنے اور کسی شخص کو کسی کے ساتھ سچی ہمدردی کرنے کے واسطے صرف الفت اور نیک نیتی ہی کی ضرورت نہین بلکہ بہت بڑی ضرورت اس بات کی ہی کہ ایک شخص اپنے خیالات کو دوسرے پر ظاہر کرے اور اُس کے خیالات کو اپنے اوپر ظاہر کرائے۔ اگر اور لوگون کی باتین تم کو خوش نہین کرتین تو تم یہ کوشش ہی نہ کرو کہ وہ تمھاری باتون سے محظوظ ہون۔

اکثر لوگ اس بات پر فخر کرتے ہین کہ جو کچھ ہمارے دل مین آتا ہی ہم اُسے فورًا صاف کہہ دیا کرتے ہین اور پوشیدہ نہین رکھتے۔ اور بے شک ہر شخص کو سچ اور صاف کہدینا چاہیے۔ لیکن گفتگو بھی مثل اور تمام چیزون کے ہی۔ اگر ہم یہ چاہتے ہین کہ اُس مین کچھ دلچسپی پیدا کرین تو اس کے واسطے ہمین تھوڑی تکلیف گوارا کرنی چاہیے۔

ہم اپنے گھر کو مسرت بخش بنانے کے واسطے بہت کچھ کر سکتے ہین۔ **حنا مور** کہتا ہی "اگر ہماری قسمت مین یہ نہین لکھا ہی کہ ہم آدمیون کو اپنی دولت سے مالدار کردین یا اُن مین قوت پیدا کردین۔ یا اُن کو تندرستی کے زیور سے آراستہ کردین تو کوئی مضائقہ نہین اس لیے کہ خدا نے اس بات کی قوت ہر شخص کو عطا فرمائی ہی کہ انسان کو آرام پہونچاوے نیز یہ ہمارے امکان مین ہی کہ باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت

بحث کرین۔اور بغیر کسی خوشامدانہ خیال کے یا بغیر اس بات کا خیال کیے کہ لوگ ہماری تعریف کرین گے۔

اس مین ذرا شک نہین کہ ایک بد مزاج آدمی جتنی تکلیف اپنی ذات کو پہونچاتا ہی اُتنی اور کوئی شخص نہین پہونچا سکتا۔جیساکہ پوپ نے کہا ہی "اُس کا کام ہر وقت یہی ہی کہ دوسرون کو ستائے اور خود بھی دوسرون کے ہاتھ سے ستایا جائے۔اُسے صرف ناراض ہی ہوتے رہنے مین لطف آیا کرتا ہی" اور چونکہ وہ کبھی خوش نہین ہوتا لہذا اُسے مسرت بھی کبھی نہین حاصل ہوتی لیکن اس مین شک نہین کہ اُس سے دوسرون کو تکلیف ضرور پہونچتی ہی۔دوسرون کو خوش کرنے کے واسطے ہم کو اپنی خواہشون کا کچھ زیادہ خون نہین کرنا پڑتا مگر اتنا ضرور ہی کہ اس کے لیے صرف اچھے ارادے ہی کافی نہین ہین۔اس بارۂ خاص مین قابلیت تعلیم۔اور عمل کی ضرورت ہی۔کسی کام کے کرنے کے لیے عام اس سے کہ وہ اچھا ہو یا بُرا عمل نہایت ہی ضروری ہی۔

مہربانی اور ہمدردی کا برتاؤ کرنے سے عجیب وغریب باتین پیدا ہو جایا کرتی ہین۔ایک پُرانی مثل ہی کہ "اور قرینے آدمی کو انسان بنادیا کرتے ہین" اس بات کے سچ ہونے مین کوئی شک نہین کہ بہت سے لوگ صرف اپنے روش اور طرز معاشرت سے آدمی ہوگئے اور بہت سے اس کے نہ ہونے کی بدولت تباہ ہوئے۔جس وقت

وزیر اعظم اپنی کونسل کے واسطے لوگون کو منتخب کرتا ہی تو وہ صرف عقل ۔ شیرین کلامی ۔ لیاقت یا چال چلن ہی کو نہین دیکھتا بلکہ وہ لوگون کے اِس قرینے کو بھی غور کی نگاہ سے دیکھتا ہی کہ وہ اور لوگون کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کرین گے ۔

رُکھائی اخلاقی طاقت مین نہین داخل ہی بلکہ بعض اوقات اُلٹی کمزوری کی علامت ہی شیکسپیر نے مارک انٹنی کی زبان سے بروٹس کے بابت یون کہلایا ہی کہ "اُس کی زندگی نہایت ہی حلیم اور بُردبار تھی ۔ اور اُس مین عناصر کا ایسا تناسب واقع ہوا تھا کہ نیچر اُس کو ساری دنیا کے سامنے بیش کر کے یہ کہ سکتا تھا کہ دیکھو" یہ آدمی ہی"

سر ایچ میکس ول کہتا ہی "بہت لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ لفظ سازاور نا سازی کا تعلق صرف باجے کے تارون ہی سے ہے ۔ مگر حقیقت مین ان لفظون کے اور معنی بھی ہین ۔ یعنی دل کی موافقت یا ناموافقت"

اگر تمھین اس بات کی ضرورت ہی پڑے کہ عیب بینی کرو تو تمھین اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ الفاظ جنھین تم استعمال کرو بہت نرم ہون ۔ خاصتہً لڑکون کی نسبت ۔ کیونکہ جین پال رکٹر کہتا ہی "بچے کا چھوٹا منڈولا بہ نسبت جوان آدمی کے ستارون دار آسمان کے جلدی تاریک ہو جایا کرتا ہی ۔ ریونیس کی نسبت مشہور ہی کہ وہ زبان کی

ایک ہی حرکت سے ہنستے ہوے بچے کو رولا دیتا تھا۔اس زندگی مین
ہم سب ایسا کرسکتے ہین۔ہنسا دینے یا رولا دینے کو ایک ہی لفظ
کافی ہی۔لینگ فورڈ کہتا ہی سب حالتون مین نرمی کے ساتھ بولو
یہ ایک ذراسی بات ہی جو دل کے گہرے کنوئین مین جاتی ہی۔لیکن اِس کا
اثر اتنا بڑا ہوتا ہی کہ اِس سے جو نفع یا خوشی حاصل ہوتی ہی وہ ہمیشہ
قائم رہتی ہی"

تنہائی مین الزام دینا اور عام لوگون کے سامنے تعریف کرنا بہت ہی
اچھا قاعدہ ہی۔کیونکہ اگر تم کسی کو الگ لے جاکے سمجھاؤگے تو اس کا
اثر بہت ہوگا۔اور اُس شخص کو یقین ہو جائے گا کہ ہماری بھلائی
کے واسطے کہا گیا ہی۔اور عام لوگون کے سامنے تعریف کرنے سے
اُس مین اپنے تئین اور زیادہ اچھا بنانے کی خواہش پیدا ہوگی
اور اس کا ثمرہ اچھا ہوگا۔

ان سب باتون کے علاوہ اگر تم کسی کو الزام دینا چاہتے ہو یا اُس کا
نقص نکالنا چاہتے ہو تو بہت سنجیدگی کے ساتھ کہو اور ایسا معلوم ہو
کہ گویا تم کو اُس بات کا بہت رنج ہی۔اور جہان تک ممکن ہو غصہ اور
ناراضی نہ ظاہر کرو۔ارکیلاس نے اپنے غلام سے کہا تھا "اگر مجھے
غصہ نہ ہوتا تو مین تجھے ضرور سزا دیتا"

موت تھوڑے ہی زمانے مین سب کو برابر کردے گی۔لہذا
اس بات کا خیال رکھو اور ہر ایک شخص کے ساتھ خلق سے پیش آؤ

جیسا کہ شریف آدمی کے شایان ہی۔

جہان تک ہو سکے دوست کو کبھی غصہ یا برہمی کی حالت مین نہ چھوڑو۔ اس بات کو خوب یاد رکھو کہ شاید پھر تم اُس سے نہ مل سکو اور وہ تم سے ناراض ہی رہ جاوے۔

بعض الفاظ سورج کی کرنون کی طرح مسرت بخش ہوا کرتے ہین اور بعض باتین نوک دار تیر یا افعی کے زہر کی ایسی ہوتی ہین۔ حضرت علیؓ کا قول ہی جراحات السنان لہا التیام + وما یلتام ماجرح اللسان + (نیزے کے زخم بھر آیا کرتے ہین مگر زبان کے زخم نہین بھرتے۔ اُن سے ناسور پڑ جاتا ہی۔) درشت الفاظ اگر ایسا اثر کرتے ہین تو اس بات کا اندازہ تم خود کر سکتے ہو کہ نرم الفاظ سے کس قدر مسرت حاصل ہو سکتی ہی۔

جارج ہربرٹ کا قول ہی "اچھے الفاظ استعمال کرنے مین کچھ خرچ نہین ہوتا گو کہ وہ بہت ہی بیش بہا ہوا کرتے ہین" ایک شاعر کہتا ہی "تیر جو قصداً کسی نشانے پر نہین لگایا جاتا اکثر اوقات ایسے نشانے پر پہونچ جاتا ہی جدھر پھینکنے کا تیر انداز نے ذرا بھی قصد نہین کیا تھا اسی طرح وہ الفاظ جو بغیر سوچے سمجھے کہہ دیے جایا کرتے ہین کبھی تو اُن سے کوئی شکستہ دل تسلی پا جاتا ہی اور کبھی وہ نمک بر جراحت ہو جاتا ہی"

یہ بھی کچھ ضروری نہین ہی کہ آپ ہمیشہ الفاظ ہی سے کام لیجیے۔

مشہور ہی کہ جب بطرس حواری نے حضرت عیسیٰؑ کے ماننے سے انکار کیا تو جناب مسیح نے زبان سے تو کچھ نہین کہا مگر صرف اُس کی طرف دیکھکر خاموش ہوگئے۔ اُس وقت خاموشی کے ساتھ وہ ملامت کی نظر ہی کافی تھی جس کا یہ اثر ہوا کہ بطرس باہر چلا گیا اور زار زار رونے لگا۔

جس طرح ایک نظر سے سخت رنج پہونچ سکتا ہی اُسی طرح ایک ہی عنایت کی نظر دل کو بے حد خوشی دینے کے لیے بھی کافی ہی جب ہم کسی سے زیادہ مدت تک جُدا رہتے ہین تو اُس کے ملنے کی گھڑیون کو ہم کس قدر خوشی کے ساتھ گنتے ہین۔ صبح کے وقت کی ایک نظر تبسم آمیز ہم کو تمام دن خوش رکھ سکتی ہی۔

حد سے زیادہ کھنچے ہوے نہ رہو۔ اور اپنی محبت ظاہر کرنے سے نہ ڈرو اگر تمھارے برتاؤ سے نہ ظاہر ہو۔ تو صرف محبت کرنا کافی نہین ہی۔ گرم جوش۔ حلیم اور مہرآگین رہو ہمدردی سے آدمی کو بہت زیادہ مدد ملتی ہی۔ محبت روپیہ سے زیادہ بیش قیمت ہی۔ اور مہربانی کے الفاظ ایک قیمتی تحفے سے زیادہ خوشی دیا کرتے ہین۔

لوگون نے بنجامن وسٹ سے پوچھا کہ تم مصور کیونکر ہوگئے تو اُس نے جواب دیا "یہ میری مان کا بوسہ تھا جس نے مجھے ایسا بنا دیا"۔ کنفیوشیس کہتا ہی "جو شخص فرائض خانہ داری اچھی طرح ادا کرتا ہی اُسے کہین باہر جا کے قربانی چڑھانے کی کچھ ضرورت نہین"۔

دوستون کے انتخاب کرنے مین بہت ہوشیاری سے کام لو۔کیونکہ بقول سیسرو کے یہ سب سے زیادہ بیش بہا اور عمدہ چیزین ہین جارج ہربرٹ کہتا ہی" اچھی صحبت مین بیٹھو تو تم بھی اچھے ہوجاؤگے" اسپین کی مثل ہی" مجھے یہ بتادو کہ تم کن لوگون مین اُٹھتے بیٹھتے ہو پھر مین تمھین بتادونگا کہ تم کیسے ہو" وہ شخص جو خود اپنے ہی واسطے اچھا دوست نہین ہی دوسرون کے واسطے بھی اچھا دوست نہ ہوگا۔ ڈن ہیم نے ایک نظم کا ترجمہ اس طرح پر کیا ہی "دوستون کا اچھا انتخاب ہوجانا نہایت ہی عمدہ بات ہی۔ اس سے ہماری خوشیان دونی ہوجاتی ہین اور ہمارا رنج آدھا رہ جایا کرتا ہی" عقلمندی کے ساتھ عورتون سے دوستی پیدا کرنا بھی ویسا ہی ضروری ہی۔ جیسا کہ مردون سے حضرت سلیمان کے وقت سے لے کر آج تک تجروں نے بہت سے عقلمند آدمیون کو تباہ کیا ہی۔

للی کہتا ہی" دوستی زندگی کا زیور ہی" وہ شخص جس کا کوئی دوست نہ ہو سب سے زیادہ رحم کے قابل ہی۔کیونکہ یہ خود اُسی کا قصور ہی اور خود کردہ را علاجے نیست۔ لانگ فیلو کہتا ہی" قضا و قدر نے کسی کو بھی ایسا بدنصیب نہین پیدا کیا ہی کہ اُس کا کوئی مونس و غمگسار نہ ہو جاہے خود اُس کو اس بات کا علم نہ ہو کہ میرا کوئی ہمدرد موجود ہی"

بلاشک یہ کوئی ضروری بات نہین ہی کہ ہم سب تنہا اور اکیلے

رہین جیسا کہ کیبل نے کہا ہی "ہر ایک شخص اپنے ہی رنج یا خوشی کے کرہ مین پوشیدہ ہی۔ ہماری زاہد روحین علٰحدہ علٰحدہ رہتی ہین۔ اور جیسی ہمارے دل کی حالت ہوا کرتی ہی ویسا ہی ہماری آنکھون کو چارون طرف خوشی یا رنج کے رنگ نظر آیا کرتے ہین" اِس مین شک نہین کہ یہ بات اچھی ہی کہ ہم جب چاہین تو سب سے الگ ہو جاوین کیونکہ یہ بہت مشکل ہی کہ تم اپنے ایسے ہمسایے سے محبت کرو جس سے تم کبھی جدا ہی نہین ہو سکتے۔

ضرور ہی کہ کبھی نہ کبھی تم کو شکایت کا بھی موقع ہو گا۔ ایسی حالت مین ضبط کرو اور عقل مندی سے کام لو۔ اُس بات کو اپنی نہین اپنے دوست کی آنکھون سے دیکھو۔ کوئی کام جلدی سے نہ کر بیٹھو۔ دیکھو نیچر کبھی تعجیل نہین کرتا۔ پُرانی کہاوت ہی کہ "بہت جلدی چلنا رفتار کو گھٹا دیتا ہی" سب سے ضروری یہ بات ہی کہ جلدی مین آکر جھگڑا نہ کرو۔ اُسے خوب سوچ لو۔ اور تھوڑا انتظار کرو۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ رات کے وقت آپ کتنے ہی رنجیدہ ہون لیکن صبح کو کچھ دوسری ہی حالت نظر آتی ہی۔

اگر تم نے کسی کو نقصان پہونچانے کے واسطے کوئی خط نہایت ہوشیاری سے اور خوب موجبہ طور پر لکھا ہی تو اس کی روانگی کو دوسرے روز پر موقوف رکھو اس صورت مین اکثر ایسا ہی ہو گا کہ تم اُس کو نہ بھیجو گے۔

حتے الامکان اپنے لیے عمدہ سے عمدہ دوستون کا انتخاب کرو کیونکہ ایک خراب دوست دوست کے نہ ہونے سے کہین زیادہ بدتر ہی

شریر لوگون کی روش نہ اختیار کرو۔ اور خراب آدمیون کے طریقے پر نہ چلو۔ اُس سے پرہیز کرو۔ اُدھر سے نہ گذرو۔ اُس راہ سے اپنا مُنھ پھیر لو۔ اور الگ ہی الگ چلے جاؤ کیونکہ اُن لوگون کو بغیر بُرائی کیے نیند نہین آتی۔ اور جب تک وہ کسی کو ضرر نہ پہونچا لین اُن کی نیند اُچٹ اُچٹ جاتی ہی بدمعاشی اُن کی معاش ہی اور ظلم اُن کی شراب ہی۔ لیکن نیک آدمیون کا راستہ نہایت ہی صاف اور روشن ہی۔ اور جوں جوں دن روشن ہوتا جاتا ہی وہ اور زیادہ چمکتا جاتا ہی۔

اگرچہ بیوقوفون اور بدمعاشون سے دوستی کرنا بڑی غلطی ہی مگر اُن کو اپنا دشمن بنا لینا بھی دانائی کے خلاف ہی۔ کیونکہ ایسے لوگ دنیا مین بہت ہین۔

لیمب نے مذاقاً کہا ہی ”تحفے اُن لوگون کو عزیز بنا دیتے ہین جو نہین موجود ہین“ لیکن مہربانی۔ حلم اور ہمدردی اس سے بھی زیادہ کام کر سکتی ہی۔

تمھارے دوستون کا یہ حق ہی کہ جس قدر تم اُنھین آسانی سے دے سکو اُسے لے لین۔ لیکن اُن کو تم سے عاریۃً مانگنے کا استحقاق نہین حاصل ہی ”نہ قرض دو نہ قرض لو۔ کیونکہ شیکسپیر کہتا ہی“ کہ اکثر قرض دینے سے دوہرا نقصان ہو جاتا ہی۔ ایک تو وہ وصول نہین

ہوتا۔ اور دوسرے یہ کہ قرض لینا کفایت شعاری مین گھن لگا دیتا ہے۔

حضرت سلیمان ہمین تنبہ فرماتے ہین کہ۔ "جو اجنبی لوگون کی ضمانت کرتا ہے وہ دُکھ پائے گا۔ لیکن وہ جو ضمانت سے متنفر رہے ایسے صدمات سے مصئون و مامون رہے گا۔"

احباب تمھین بہت سے خطرون سے بچائین گے اور بہت سے آلام سے محفوظ رکھین گے۔ اگسٹس کو جب اسکی بیٹی جولیا نے غیرت دلائی تو بولا "ان باتون مین سے کچھ بھی نہ ہوتا اگر آج اگر پا یا میکناس زندہ ہوتے"

اور جب تم اچھے دوست پیدا کر لو تو پھر اُن کو ہاتھ سے نہ کھوؤ۔ شیکسپیر کہتا ہے "ہمارے احباب جو سال بہ سال نظر سے غائب ہوتے جاتے ہین اُن کی نسبت عقیدۃً یہ تصور کر کے کہ جنت مین ہمارا ذخیرہ خوب بڑھ رہا ہے بڑی مسرت ہوتی ہے"

زندگی کا سب سے اہم کام شادی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے محبت نے سارے عالم کو خوشنما بنا دیا ہے اور اُس مین سرایت کیے ہوئے ہے۔ وہ ایک خاکی کملے کو ترقی دے کے آسمانی تتلی بنا دیتی ہے۔ موسم بہار مین پرون پر نقش و نگار بناتی ہے۔ جگنوؤن کے چراغ روشن کرتی ہے۔ طیور کے نغمون مین جوش پیدا کرتی۔ اور شاعر مین خیال آفرینی کی روح پھونکتی ہے۔ بلکہ فطرت کے بے جان حصے تک پر یہ جادو چلتا نظر آتا ہے۔ کیونکہ پھولون کے کھلنے مین اعلیٰ سے اعلیٰ بوقلمونی کا کرشمہ نظر آتا ہے۔

سمونیڈ بیشر کا قول ہے "انسان کے لیے نہ اچھی بی بی سے بڑی کوئی نعمت ہے

اور نہ بڑی بی بی سے بڑی کوئی آفت یا مثل مشہور ہے کہ سخت بارش کے دن کی لگاتار جھڑی اور جھگڑالو عورت دونوں برابر ہیں۔ کسی مکان کے بدترین حصہ کے ایک کونے میں پڑا رہنا کسی شوریدہ سر عورت کے ساتھ ایک وسیع مکان میں رہنے سے بہتر ہے۔ اس بارے میں کہ کیسی عورت کو زوجیت کے لیے منتخب کیا جائے کوئی بہت قیمتی رائے دینا غالباً آسان نہ ہوگا۔ مگر ظاہر ہے کہ بعض باتوں کا لحاظ رکھنا لابدی ہے۔ بہت کم سنی میں شادی کر لینا مناسب نہیں ہے۔

سر ایچ ٹیلر کہتے ہیں کہ "دو بہت ہی نوعمر زن و مرد کا باہم نکاح ہونا ایسا ہی ہے جیسے ایک مٹر پر دوسرا خوش مزہ مٹر رکھ دیا جائے۔ شادی دولت کے لیے کرو اور نہ بغیر دولت کے۔ وہ لوگ جو روپیہ کے لیے شادی کرتے ہیں اُن کی نسبت جریمی ٹیلر کا خیال ہے کہ "وہ اپنے آپ کو روپیہ سے بہت کم حیثیت ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ اپنی زندگی کی تمام خوشیوں اور مسرتوں کے مقابل وہ روپیہ کو بہت زیادہ قیمتی تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اس روپیہ کو اور اپنے آلام کو ایک دوسرے کے مقابل رکھ کے گنیں گے تو وہ کس خوشی سے اُس روپیہ کو پھیر کے اپنی وہ زندگی واپس لینا چاہیں گے جسے بیچ چکے ہیں۔"

سر ایچ ٹیلر کہتے ہیں "یہ نہ خیال کرو کہ شادی کر کے تم اپنی تمام زندگی کو مع اتنے اضافے کے کہ ایک دوسری حسین۔ بھولی۔ عیش طلب۔ نازک مزاج عورت کے بنانے سنوارنے کی فکر بھی اپنے سر لو بسر کرتے جاؤ گے جو کسی شخص کے سر رہ کے بہ سہولت زندگی بسر کر سکتی ہے۔ جب تنہائی اور

سخت افکار ستایئن پاس آجائے گی۔ اور جس گھڑی اُس کی ضرورت نہ ہو ہمیشہ الگ تھلگ رہے گی۔ ایسے خیالات محض اوہام ہین اور صرف ہمارے عیش پرست نوجوانون کا خواب وخیال ؟

مذکورۂ بالا امور مین ذرا بھی شک وشبہ ہو تو شادی نہ کرو۔ کتخدائی یا تو بہت ہی بڑی مسرت ہے یا بہت ہی بڑی مصیبت۔

شادی ایک بہت بڑی ذمّہ داری ہے۔ آنکھون سے بی بی کی صورت دیکھ لینے پر بھروسہ نہ کرو۔ اسلیے کہ بقول جریمی ٹیلر کے "شادیون کا عہدو پیمان ہاتھون اور آنکھون سے نہین بلکہ ضرورت کی بنیاد پر اور دلون سے ہوتا ہے ؟"

اچھی بی بی کاروباری امور ہی نہین ولی معاملات مین بھی ممدومعاون ہوا کرتی ہے۔ شکسپیر کہتا ہے "جذبات محبت جب فرومایہ لوگون مین نمودار ہوتے ہین تو اُسوقت اُن کے طبائع مین بھی ایک ایسی شریف النفسی پیدا ہو جاتی ہے جو اُن کی سرشت سے باہر ہوتی ہے" اور جب محبت فرومایہ لوگون پر خوبی کا اتنا قوی اثر ڈالتی ہے تو وہ لوگ جن کی سرشت مین خود بھی شرافت موجود ہے اُس سے کس قدر زیادہ متاثر ہوتے ہون گے! کیونکہ کیبل کہتا ہو "برآئی ہوئی اُمیدون اور دوطرفہ محبت نے دنیا مین بعض ایسے نفوس پیدا کر رکھے ہین جو عالم بالا کے رہنے والے معلوم ہوتے ہین اور کہین جاتے ہین تو ایک بڑا طلسمی عمل اُن کے قدمون پہ فدا ہوتا چلتا ہے"

جریمی ٹیلر کہتا ہے "شادی اپنے اصول کے لحاظ سے دنیاتی۔ اپنے اتحاد

کے لحاظ سے مقدس۔ اپنی رازداری کے اعتبار سے پاک۔ اپنے ایجاب و قبول کے لحاظ سے شرعی۔ اپنے رسوم کے لحاظ سے محترم۔ اور اپنے علائق کے لحاظ سے دینی ہے۔ وہ انسانی تمدن کے لیے ایک ترقی ہے اور اُس سے عظمت آلٰہی کا جلوہ ظاہر ہو رہا ہے۔"

اگر شادی مُنجر بہ مسرت ہو تو اسکی نسبت **ٹرٹولین** کہتا ہے "وہم کیونکر ایسے الفاظ پائین کہ اُس مسرت کو بیان کرسکین؟ میان بی بی دونون ایک ساتھ نماز پڑھتے ہین۔ ایک ساتھ عبادت کرتے ہین۔ ایک ساتھ روزے رکھتے ہین۔ مشکلون مین مصیبتون مین۔ اور ستانے مین سب باتون مین ایک دوسرے کے انیس و ہمدم رہتے ہین۔ نہ کوئی کسی چیز کو دوسرے سے چھپاتا ہی نہ کوئی کسی پر بار ہوتا ہے۔ خدا ایسی چیزون کو دیکھ کے خوش ہوتا ہے۔ اور ایسے لوگون کے لیے اپنی رحمت بھیجتا ہے۔ جہان دو ہین وہان تیسرا وہ ہی اور جہان وہ جل جلالہ موجود ہے وہان کوئی بُرا نہین ہو سکتا۔"

ہمارے مروّجہ عقد نکاح کے وقت ان سنجیدہ اور خوبصورت الفاظ کے ذریعہ سے تم بی بی کو اپنی بی بی بناتے ہو "سودمندی مین اور تباہی مین۔ دولت مین اور افلاس مین۔ بیماری مین اور تندرستی مین محبت اور پرورش کرونگا یہان تک کہ موت جدا کردے۔"

اسٹینلی کہتا ہے "وہ مسرت بخش شادی زندگی کا از سرنو شروع ہونا اور مسرور و کارگزار آدمی بننے کے لیے نئی زندگی کے میدان مین قدم رکھنا ہی۔ وہ اس بات کا بہت بڑا موقع ہی کہ گذشتہ حالت کو مع اُسکی تمام لغویتون لغزشون

اور غلطیون کے ہمیشہ کے لیے بہت پیچھے چھوڑ دیا جاے۔ اور نئی امیدون نئی جرأتون اور آئندہ کے نئے میدان مین جو اس موقع پر ہمارے سامنے کھل جاتا ہے قدم رکھا جاے۔ خوشی کا گھر جنت کا بہترین نمونہ ہے۔ وہ ایسا گھر ہے جس مین میان بی بی۔ باپ مان۔ بھائی بہن۔ بچے اور والدین۔ ہر ایک اپنے اپنے طریقے پر اس طرح ایک دوسرے کے ممد و معاون رہتے ہین کہ کوئی مخلوق نہین ہو سکتا۔ اسلیے کہ اور کسی کو ایسے موقع نہین حاصل ہین۔ کوئی غیر کسی کی حالت سے اس قدر واقف ہی نہین۔ اور کسی کو ایسی دلچسپی بھی نہین ہو سکتی۔ کیونکہ اسکی وجہ سے خود اسکی فلاح معرض خطر مین نہین ہوتی اور نہ کوئی غیر ویسا ہو سکتا ہے جیسے وہ ہین جن کی ہڈی سے ہڈی گوشت سے گوشت (اور خون سے خون) ملا ہوا ہے۔ جن کی مسرت و ترقی سے ہم خود مسرور ہوتے اور عروج حاصل کرتے ہین۔ جن کی مصیبت سے ہم مصیبت زدہ ہوتے ہین۔ جن کی نفسانیت کمزوری اور دنیا طلبی سے ہم خاک مین مل جاتے ہین۔ اور جن کے خلوص شریف النفسی اور مضبوطی سے ہم گو دل نہ بھی چاہتا ہو اپنا فرض ادا کرتے۔ اپنی عقبیٰ سُدھارتے۔ اور اپنے خدا کو خوش کرتے ہین۔

بچے ایک بڑی مسرت بخش زمہ داری ہین جن سے بڑی کوئی زمہ داری نہین ہو سکتی۔ جی ہربرٹ کہتا ہے وہ ایک شائستہ مان سو اُستادون کے برابر ہے" بچون کی نسبت بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ وہ انھین خدا نے دیا ہے" اور نادار والدین یہ کہہ کے بری الذمہ ہو جاتے ہین کہ وہ خدا نے

پیٹ دیے ہین تو اُن کے بھرنے کو رزق بھی دے گا“ مگر میتھور نلڈ نے ٹھیک راے دی ہے کہ ”یہ الزام ہرگز سر سے نہین اُٹھ سکتا کہ غریب چھوٹے بچّون کو دنیا مین پیدا کرو اور اُن کو اچھی طرح پوری آرام و آسائش سے نہ رکھ سکو“ اُنھین محبت کی چاندنی ہین نشو نما پانے دو۔ اگر اُن کو بچپن مین محبت کی گرمی نصیب رہی تو پھر وہ زندگی کی سرد مہریون کو بخوبی برداشت کرنے جائین گے۔

جیریمی ٹیلر کا قول ہے کہ سوا اُس شخص کے جو اپنے بچّون سے محبت رکھتا ہو اور کوئی نہین بتا سکتا کہ اِن پیاری خدا کی امانتون کی میٹھی میٹھی باتون مین کیسے لطف ہین جن مین انسان کا دل محو ہو جاتا ہے۔ اُس شخص کی نظر مین جسے اُن کے کھیلنے کودنے مین مزہ آتا ہو اُن کا بچپن۔ اُن کی لغزشین۔ اُن کی برہم مزاجیان۔ اُن کی معصومی۔ اُن کی خامیان۔ اُن کی ضرورتین۔ اور اُنکی سب باتین مسرت اور تسلی کے صدہا سرچشمے ہین۔ بلکہ وہ شخص جو اپنے بی بی بچّون سے محبت نہین کرتا وہ خود اپنے گھر مین شیرنی کو پالتا اور آلام کا آشیانہ لگاتا ہے۔ رحمت الٰہی بھی اُسے شادکام نہین بنا سکتی۔ اسلیئے کہ جملہ احکام الٰہی جو انسان کو اس بات کا پابند بنا رہے ہین کہ وہ ”اپنی بی بی سے محبت کرے“ اتنی ایک ضرورتون اور خوشی کے تقاضون کے سوا کچھ نہین ہین۔

تیرھوان باب

محنت و مشقت

اپنی کوئی چیز ہرگز ضائع نہ کرو۔ اور سب سے زیادہ اِس بات کا خیال رکھو

کہ وقت نہ ضایع ہونے پائے۔ آج کا دن صرف ایک بار آتا ہے اور پھر کبھی نہین آتا۔ وقت عالم بالا کی اعلیٰ ترین رحمت ہے۔ اور جہان ایک دفعہ کھو گیا پھر ہاتھ نہین آتا۔ ڈرائڈن کا قول ہے ''زمانہ گزشتہ پر آسمان کو بھی قدرت نہین حاصل ہے کیونکہ جو ہوا وہ ہو گیا۔ اور میرا جو گھنٹہ جیسا تھا ویسا ہی رہ گیا''

اس گھڑی اپنا وقت اس طرح نہ صرف کرو کہ بعد کو تمھین اپنے اوپر نفرین کرنی پڑے ''اب تو وقت نکل گیا'' اور ''ممکن تھا کہ یون ہوتا'' یہ ایسے فقرے ہین جن سے زیادہ دل خراش خیالات دنیا مین نہین ہوسکتے وقت ایک ودیعت ہے۔ اور اس کے ہر ہر منٹ کا تمھین حساب دینا پڑے گا۔ نیند مین کفایت شعاری سے کام لو۔ غذا مین کفایت شعاری سے کام لو۔ مگر سب سے زیادہ کفایت شعاری وقت کے صرف کرنے مین اختیار کرو۔

نلسن نے ایک بار کہا کہ ''میری زندگی کی ساری کامیابیان اسکی بدولت ہین کہ مین ہمیشہ ہر کام کے لیے اسکے معینہ وقت سے پاؤ گھنٹہ پہلے تیار ہو جایا کرتا تھا''

لارڈ ملبورن کا قول ہے ''اس کے سوا اور کوئی بات نوجوانون کے گوش گزار نہین ہوسکتی۔ اور وہ بات یہ ہے کہ تمھین اپنے لئے خود ہی راستہ نکالنا ہے۔ اور یہ امر کہ تم فاقہ کروگے یا اس سے بچوگے خود تمھاری کوششون پر منحصر ہے''

علاوہ برین محنت و مشقت صرف کامیابی ہی کا عنصر نہین ہین بلکہ

انسان کی اخلاقی زندگی پر بھی اُن کا بہت ہی صحت بخش اثر پڑتا ہے۔
جریمی ٹیلر کہتا ہے "ہرگز کاہل نہ ہو۔ بلکہ اپنے وقت کی ساری جگہ کو سخت اور فائدہ مند حرفت سے بھر دے۔ کیونکہ جس وقت روح غیر مشغول ہوتی ہے اور جسم بیکار شہوت پرستی خالی جگہ پا کے بڑی آسانی سے اندر آجاتی ہی۔ سہل انکار تندرست اور کاہل آدمی اگر اُس کے لیے بدکاری کا اسباب پیدا ہو گئے تو پھر وہ ہرگز پاکدامن نہیں رہ سکتا۔ مگر جسمانی مشقت تمام حرفون سے زیادہ نفع بخش اور شیطان کے دُور کرنے کے لیے سب سے اچھی لاحول ہے"
کیمل کے الفاظ ہیں "وقت اور زمین حصول جنت وابدیت کے ذرائع ہین۔ اور جیسا ہم اپنے لمحون کو یہان بنائین گے ویسا ہی خدا اُس دوسرے عالم مین ہماری عمرون کو بنائے گا"
کچھ بھی کرنا چاہیے چاہے وہ کتنا ہی چھوٹا کام ہو اور دوسرون کو جس حالت مین وہ ہین اُس سے زیادہ خوش یا اُس سے زیادہ بہتر بنانا وہ اعلی ترین الو العزمی اور بلند ترین امید ہے جو انسان کے دل مین پیدا ہو سکے۔
پیٹیرو میڈیسی کی نسبت کہتے ہین کہ اُس نے ایک بار میکائیل انجلو کے ذمہ یہ کام کیا کہ برف کو تراش کے ایک مورت بنائے۔ یہ ایک قیمتی وقت کا بیہودگی سے ضایع کرنا تھا۔ لیکن میکائیل انجلو کا وقت اگر دنیا کے لیے قیمتی تھا تو ہمارا وقت ویسا ہی ہمارے لیے قیمتی ہے۔ مگر باوجود اس کے ہم اکثر اوقات اُسے برف کی مورتین بنانے ہی مین ضایع کیا کرتے ہین۔ بلکہ اس سے بھی بُرا یہ ہے کہ ہم تو مٹی ہی کی مورتین بناتے ہین۔

روم کا بڑا فلسفی اور مدبر سنیکا کہتا ہے "ہم سب کو وقت کی تنگی کی شکایت رہا کرتی ہے مگر باوجود اس کے ہمارے پاس اتنا وقت موجود ہے کہ یہی نہین معلوم اُسے ہم کس کام مین لگائین - ہماری زندگیان یا تو محض بیکاری مین گزرتی ہین - یا ایسے کام کرنے مین جن کا کچھ ماحصل نہین - یا اُن کامون کے نہ کرنے مین جو ہمارے کرنے کے ہین - ہم ہمیشہ شاکی رہتے ہین کہ ہمین چند ہی روز ملے ہین مگر ہمارا طرز عمل ایسا ہے کہ گویا اُن کی کوئی انتہا ہی نہین ہے"

یہ امر کہ وقت کی کفایت شعاری سے کیا کچھ کیا جا سکتا ہی حیرت انگیز ہے - نحمیا نبی کو عین اُسوقت جبکہ وہ شاہ فارس کے تخت کے پیچھے اُس کے حکم کے منتظر کھڑے تھے خدا کے تخت کے سامنے ایک مقبول نماز ادا کرنے کا موقع مل گیا -

اور گو ہم اپنے وقت کو جس قدر اور جس عقلمندی سے جس کام مین چاہین صرف کر سکتے ہین - لیکن اس پر بھی ہم مین کا خوش نصیب سے خوش نصیب شخص بھی بہت سے کام بے کیے ہوئے - بہت سی کتابین بے پڑھی ہوئی - بہت سے اچھے منظر بے دیکھے ہوئے - اور بہت سے ملک بے سیر کیے ہوئے چھوڑ جاتا ہے -

زندگی کی کامیابی و مسرت کا عظیم الشان عنصر جسے مین بالتعمیم عظیم الشان کہہ سکتا ہون وہ کام ہے جس مین دیانت داری اور استقلال ہو - مسرو کا قول ہے کہ "جس چیز کی ضرورت ہے وہ ابتداءً بھی جرأت ہے دوبارہ بھی جرأت ہے - اور سہ بارہ بھی جرأت ہے" اس مین کوئی شک نہین کہ اپنے اوپر بھروسا رکھنا مفید چیز ہے - لیکن اگر یون کہا جاتا تو زیادہ صحیح ہوتا کہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ ابتداءً بھی استقلال ہے دوبارہ بھی استقلال ہے

اور سہارا بھی استقلال سے ہے۔ بے شک کام بھی اُسی حد تک زندگی کی غرض ہے
جس حد تک کہ کھیل سے ہے۔ مگر دونون ایک ہی نتیجہ تک پہونچنے کے ذرایع ہین
کام اطمینان قلب کے لئے اُسی قدر ضروری ہے جس قدر کہ صحت جسمانی
کے لیے۔ پریشان خاطری کا ایک دن کارگزاری کے ایک ہفتہ سے زیادہ تھکانے
والا ہے۔ پریشان خاطری ہمارے سارے نظام کو بگاڑ دیتی ہے۔ اور کام کرنا
اُسے درست اور منتظم رکھتا ہے۔ جسمانی ورزش جسم کو تندرست رکھتی ہے۔ اور
دماغی ورزش سے خاطر جمعی حاصل ہوتی ہے۔ **جینکورٹ** کہتا ہے کہ شغل
قلب سے انسان اپنے لیے اطمینان قلب کو محفوظ کر سکتا ہے۔"

رسکن کہتا ہے "ایک لڑکی کو کوئی سچا کام دے دو جو اُسے صبح سویرے مشغول
کر دے اور رات تک تھکا ڈالے۔ اس کے ساتھ ہی اُسے یہ باور کرا دو کہ اس کے
بنی نوع اس دن اچھی حالت مین رہے بس اُسکی مشقت و مشغولیت کا خفیف
رنج والم خود بخود ایک عظیم الشان چمک دمک اور مسرت آمیز اطمینان بن جائیگا"
جو چاہو کرو مگر کچھ نہ کچھ کیے جاؤ۔ چاہے وہ پارس پتھر کی جستجو یا دائرہ کو
مربع بنانے کی کوشش ہی ہو۔

ڈاکٹر جانسن کا قول ہے "الفاظ زمین کی بیٹیان ہین اور واقعات
آسمان کے بیٹے" اور تم جو کچھ کرو دل سے کرو۔ اُس مین اپنا دل لگاؤ۔ اپنے
تمام قوی کو نشو و نما دو۔ تمھارے لیے لازم ہے کہ یا تو انھین کام ہی مین لاؤ۔
اور یا اُنھین ضایع ہی کردو۔ حضرت **خزقیا** کی نسبت ہم سنتے ہین کہ "انھون نے
جس کام کو شروع کیا پوری طرح دل لگا کے کیا اور سرخرو ہوئے"

گارنٹ نے لکھا ہے کہ "ذہانت کی اگر کوئی سرگزشت بیان کی جا سکتی ہے
تو وہ اسی قدر ہے کہ باوجود مزاحمتون کے استقلال سے مشقت کرنا۔ چنانچہ بعض
مستند از کیا ہماری تائید مین کہتے ہین کہ ذہانت مشقت سے کچھ ذرا ہی بڑی
ہوئی ہے۔ جارج ایلیٹ کی سی خاتون اُن لوگون کا مضحکہ اُڑاتی ہے
جن کا خیال ہے کہ اُس نے الہامی تائید سے اپنے ناول تصنیف کیے۔
پریسیڈنٹ ڈوائٹ شہر ییل کے لڑکون سے کہا کرتے تھے کہ "قوتِ
سعی ہی کا نام ذہانت ہے"
بہرحال دریوزہ گری کام کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ اور اگر مجموعی
طور پر مقابلہ کیا جاے تو اُس سے محنت کا معتد بہ معاوضہ نہین ملتا۔
علاوہ برین ہر شخص کو خود اپنے پاؤن سے کھڑا ہونا چاہیے۔ فرینکلن
کا قول ہے "ایک ہرواہا جو اپنے پاؤن سے کھڑا ہو اُس شریف آدمی سے
زیادہ اونچا ہے جو سواری پر زانو جمائے ہوئے ہے"
کابٹ نے اپنی مشہور انگریزی کتاب نحو وصرف کے تذکرے مین
یہ لکھا ہے کہ "مین نے نحو وصرف کو اُسوقت حاصل کیا جب مین چھ پنس
یومیہ کا ایک معمولی سپاہی تھا۔ میرے بچھونے کی پٹی میری تعلیم گاہ تھی۔
میرا توسدان میرا جزدان تھا۔ ایک تختہ کا ٹکڑا جو میرے زانوؤن پر رکھا
رہتا میری لکھنے کی میز تھا۔ اور اُس کام کے لیے سوا اپنی زندگی کے ایک
سال کے مجھے اور کوئی چیز صرف کرنے کی ضرورت نہین پڑی۔ شمع یا تیل
خریدنے کے لیے میرے پاس پیسہ نہ تھا۔ جاڑون کے موسم مین شاذ و نادر

ہی کبھی ایسا اتفاق ہوا ہو گا کہ مجھے رات کو روشنی نصیب ہوئی ہو۔ سوا اُس آگ کے جو آتش دان مین روشن رہتی۔ اور اُس سے فائدہ اُٹھانے کا بھی جب ہی موقع ملتا جب میری باری ہوتی۔ اُس فاردنگ (دمڑی) کو حقیر نہ خیال کرو جو مجھے آئے دن قلم دوات کاغذ کی خریداری مین صرف کرنا پڑتی۔ افسوس وہ دمڑی میری نظر مین ایک بڑی دولت تھی۔ مین اُس زمانے مین بھی ویسا ہی لمبا تھا جیسا اب ہون۔ میری صحت بہت اچھی تھی۔ اور خوب ورزش کرتا تھا۔ بازار مین لے دے کے ہفتہ مین ہم جس قدر رقم بچا سکتے اُس کی مقدار دو پنس تھی۔ مجھے یاد پڑتا ہے اور الحمدللہ مجھے اپنے حافظہ کی شکایت نہین کہ ایک جمعہ کو تمام ضروری مصارف کے پورے ہو چکنے کے بعد مین نے آدھی پنی بچا رکھی۔ اور ارادہ تھا کہ کل صبح کو ایک لال ہرنگ (ایک قسم کی چھوٹی مچھلی) خریدون گا۔ لیکن رات کو جب کپڑے اُتارے تو کیا دیکھتا ہون کہ وہ آدھی پنی جیب سے گر گئی۔ اس وقت مین اس قدر بھوکا تھا کہ جینا مشکل نظر آتا تھا۔ اس صدمے سے مین نے اپنے ندے بین منھ ڈھنک لیا اور بچون کی طرح رونے لگا۔ اس کے بعد اب مین کہتا ہون کہ جب مین ایسے حالات مین اس کام (تعلیم) کے پیچھے قسمت سے لڑ سکا اور غالب آیا تو دنیا مین کوئی ایسا نوجوان ہے یا ہو سکتا ہے جو اپنا کام نہ کرنے کی بابت کوئی عذر پیش کر سکے؟"

کابٹ کے پاس روپیہ تو نہ تھا مگر وہ ہمت اور جرأت رکھتا تھا۔

بیکن کہتا ہے "بہت سے آدمی ایسے نظر آتے ہین جو نہ اپنی دولت کو جانتے

ہین اور نہ اپنی قوت کو۔ جو اپنی دولت کو نہین جانتے اُن کا معمولی ہے کہ جو حیثیت
اُن کی ہے اُس سے زیادہ حیثیت کے کام کر سکنے کا اُنھین یقین ہوتا ہے۔
اور جو اپنی قوت کو نہین جانتے وہ اوّل الذکر لوگون کے خلاف اپنی حیثیت
سے بہت کم درجہ پر گرتے ہین۔ اپنے اوپر بھروسا کرنا اور اپنے سہارے
پر قناعت کرکے دوسرون کی کفالت سے بچنا ایسی دو چیزین ہین جو انسان
کو اس بات کی تعلیم دیتی ہین کہ اپنے ہی حوض کا پانی پیے۔ اور اپنی ہی خوش
ذائقہ روٹی کھائے۔ اور اپنی بسر اوقات کے لیے سچے اصول پر محنت کرے
اور جو اچھی چیزین اُس کے سپرد کی گئی ہین اُن کو ہوشیاری سے خرچ کرے"
ایک مشرقی مثل ہے کہ "محنت سے برکت ہے۔ اور غافل شیر سے
ہوشیار کُتا بھلا"

امرسن۔ لکھتا ہے "فطرت انسان سے کہ رہی ہے کہ ہر گھڑی
کام کر خواہ کچھ ملے یا نہ ملے۔ بس اس کا خیال رہے کہ تو کام کر رہا ہے۔ رہا
اس کا انعام تو اس سے تو اگر بھاگے بھی تو نہین بچ سکتا۔ تیرا کام چاہے نازک
ہو یا بھدا ہل جوتتا ہو یا مضمون لکھنا۔ ہان اتنا ہو کہ وہ ایمانداری کا کام ہو
اور اُسے تو نے خاص اپنی پسند سے اختیار کیا ہو۔ اُس کا بدلہ تجھے اپنی سمجھ
اور اپنے خیال کے مطابق ضرور ملے گا۔ کتنی ہی بار ناکامی ہو اُسکی پروانہ کرنا
کیونکہ تم فتحیاب ہونے ہی کے لیے پیدا ہوئے ہو۔ کسی چیز کے اچھی طرح کرنے کا
انعام بس یہی ہے کہ اُسے کر چکے"

سروالٹر اسکاٹ کہتے ہین کہ بڑے جادوگر سیکا یسل اسکاٹ کو

تجربہ ہوا کہ جس شیطان سے اُس کو تعلق تھا اُس کے پنجہ سے وہ اپنے آپ کو صرف اِس طرح بچا سکا کہ ہمیشہ کسی کام مین لگا رہتا " یہی امر ہم سب پر بھی صادق آتا ہے وہ شیطان جو انسان کے اندر سے نکال دیا گیا تھا گھر خالی پاکے پلٹا پھر اندر سما گیا اور سات اور شیطانون کو بھی اپنے ساتھ لیتا آیا جو اُس سے بدتر ہین۔

کاہلی سستانا نہین ہے۔ کیونکہ وہ کام سے بھی زیادہ تھکانے والی چیز ہے رومیون مین مثل مشہور تھی کہ " اگر تم کچھ کام نہین کرتے تو پھر سستانا دشوار ہے "

جلدبازی ہرگز نہ کرو۔ کیونکر قدرت کبھی جلدی نہین کرتی بسوئٹنرلینڈ کا ایک رہبر ایک نوعمر پہاڑی شخص کو سب سے پہلے جو نصیحت کرتا ہے اور جس کا وہ اکثر اعادہ کرتا رہتا ہے یہ ہے کہ " انسان کو آہستہ چلنا چاہیے اور سنبھل کے چلنا چاہیے " یا یہ کہ " نہ زیادہ تیز چلنے کی کوشش کرو اور نہ دیر لگاؤ " تاہم اب اور تب دم لے لیا کرو۔ طاقت ور بیل کو بھی اِس کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور ہل کی کھدائی کی لمبی لکیر سے مسافت کا اندازہ ہوتا رہتا ہے جس کے ختم ہوتے ہی ضرورت ہے کہ اُسے ذرا سستانے کا موقع دیا جائے اسی طرح زندگی مین بھی ترقی کا بڑا راز یہ ہے کہ کبھی جلدی نہ کرو۔ اور کبھی دیر نہ لگاؤ۔ ایک مشرقی مثل ہے کہ " جلدی کام شیطان کا۔ اور صبر سے عیش کا دروازہ کھلتا ہے "

اکثر لوگون کا یہ خیال نظر آتا ہے کہ عجلت کرکے وہ بہت سا وقت بچا لین گے۔ مگر یہ بڑی بھاری غلطی ہے پھرتی سے چلنا بہتر ہے۔ مگر کسی کام مین جلدبازی کے ساتھ گھس پڑنے کے بہ نسبت یہ بدرجہا بہتر ہے کہ آتے

عمدگی کے ساتھ انجام دیا جائے۔

قطع نظر اسکے خود کام کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اگر وہ بے قاعدگی سے وقتی جوشوں سے۔ رہ رہ کے شروع کرنے سے اور عجلت کے ساتھ کیا گیا ہو تو بہت زیادہ تھکانے اور زیادہ محنت لینے والا ہوگا بمقابل اس کے کہ وہی کام آہستہ آہستہ۔ استقلال اور باقاعدگی سے بغیر عجلت اور گھبراہٹ کے کیا جائے تو بڑے آرام سے پورا ہو جائے گا۔ جلد بازی کام ہی کو نہین بلکہ زندگی کو بھی غارت کر دیتی ہے۔

گوئٹھ کا اصول زندگی تھا کہ "بغیر عجلت و آرام کے کام کیے جاؤ" اگرچہ ہم نے جو "آرام" کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے اُس کا صحیح مفہوم نہین ادا ہوتا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے "جلدی نہ کرو۔ اور ایسا نہ کرو کہ بے توجہی کا کام تمہارے جوش کی رفتار مین ہمیشہ کے لیے خلل ڈال دے۔ خوب سوچو۔ اور صحیح راستہ کو معلوم کرو۔ پھر آگے بڑھو۔ اور اپنی قوت کو پہچان جاؤ۔ عجلت نہ کرو۔ کیونکہ بے توجہی کے ایک کام کے ضرر کو زمانہ سالہا سال مین بھی نہین مٹا سکتا چین نہ لو۔ زندگی نکلی جاتی ہے۔ قبل اسکے کہ موت آئے جاؤ اور جراُت دکھاؤ۔ کوئی بڑا اور باعظمت کام زمانہ پر فتح حاصل کرنے کے لیے یادگار چھوڑ جاؤ۔ ان جسمانی تشکلون کے مٹ جانے کے بعد ابدی زندگی حاصل کرنا نہایت مبارک ہے"

لہذا سخت محنت کرو۔ مگر عجلت نہ ہو۔ نہ اس مین ہاہی کرو اور نہ پریشان ہو

مسٹر فرینسس گالٹن کہتے ہین "اپنے سفر مین آگے بڑھتے رہنے کی کوشش مین ہمہ تن مصروف رہو۔ اور نظر شوق دوڑا دوڑا کے منزل

مقصود کی طرف نہ دیکھو۔ حصول تہذیب کا خیال اچھا ہے مگر اس طرح نہین
کہ اُسوقت دشواریون کا خاتمہ ہوجاے گا اور طوفان بلا سے نجات پاکے
ساحل پر پہونچ جاؤگے۔ بلکہ اس طرح کہ جیسے کسی بات پر افسوس کر رہے ہو
اور اُسوقت ایک مہتم بالشان خوشگوار زندگی کا خاتمہ ہوجائے گا۔ اس طریقہ
سے بغیر اس کے کہ خطرون سے زیادہ سابقہ پڑے تم خود بخود تعلقات بڑھاتے
اور جس سرزمین مین گزر رہے ہو اُسکی قابلیتین حاصل کرتے ہوئے آگے
بڑھوگے جو بات کہ عجلت اور دشواریون کے سفر مین غیر ممکن ہے۔ اس حالت
مین چند مہینہ گزر جانے کے بعد پلٹ کے دیکھوگے تو متحیر ہوگے کہ تم کتنی بڑی مسافت
کو طے کر آئے ہو۔ کیونکہ اگر تم فی یوم ۳ میل کا اوسط لگاؤ تو سال کے اختتام
پر تم ایک ہزار میل چل چکے ہوگے۔ جو ایک بہت ہی معتدبہ فاصلہ ہے۔ خرگوش
اور کچھوے کی کہانی خاص اُن سیاحون کے لیے بنائی گئی ہے جو کسی وسیع اور
نامعلوم سرزمین کا سفر کر رہے ہون ؎

تڑکے اُٹھو۔ جسم و دماغ کو ورزش اور دم لینے کے ذریعہ سے ترقی دو۔
غذا مین اعتدال سے کام لو۔ ایک مناسب حد تک سوؤ۔ اور ہر چیز کو معمولی خیال
کرو۔ بس یہی امور اس کے لیے کافی ہین کہ تمھین اپنے کام سے تکلیف نہ پہونچے
گی۔ گھبراہٹ اور جوش۔ بے صبری اور اضطراب سے تم کام نہ کر سکوگے۔
اور ممکن ہے کہ آخر کو یہ چیزین تمھین ہلاک کر ڈالین۔ یا کم از کم تمھین کسی بیماری
کا شکار بنا دین۔ لیکن اگر تم ہشاش بشاش رہ کے اطمینان وسکون کی زندگی
اختیار کروگے تو دماغی سرگرمی اور آزاد خیالی سے تمھاری روح کو وہی نفع حاصل

جو ورزش اور تازی ہوا سے جسم کو پہونچتا ہے۔ یہ چیزین تمھاری عمر کو گھٹائین گی نہین بلکہ بڑھائین گی۔

ڈیونپورٹ ایڈم کا قول ہے صبر مدبر سلطنت کا دماغ ہے۔ سپاہی کی تلوار ہے۔ موجد کا راز ہے۔ اور طالب علم کا کلمہ "کھل جا سمسم ہے"[۵ع] ہماری نیکوکار ملکہ (ملکۂ معظمہ وکٹوریہ) تاریخ کے بہترین سلاطین مین ہین۔ اور یہ کس لیے؟ اس مین شک نہین کہ وہ بڑی منصف مزاج اور ہنرمند تھین۔ مگر اصلی خوبی یہ تھی کہ اپنے لیے اُنھون نے کسی قسم کی مشقت اُٹھا نہین رکھی۔ اُن کا کارگزاری کا جوش اِس خیال سے ظاہر ہوتا ہی جو اُنھون نے لارڈ ماٹنیگل کے سامنے ظاہر کیا تھا اور جو کتاب "یادگار مسز جیمسن" مین مذکور ہے۔ لارڈ ماٹنیگل نے ایک بار ملکہ معظمہ کے سامنے افسوس کے ساتھ کہا کہ مجھے اپنے کاروبار کی وجہ سے بڑی دشواریون کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے جواب مین اُنھون نے کہا "میرے سامنے دشواری کا لفظ زبان سے نہ نکالو۔ جس کام کو کرنا ہو اسکی نسبت مجھے فقط اتنا بتا دو کہ کیونکر کیا جاے پھر جہان تک بنے گا مین اُسے کرہی کے چھوڑون گی"

لہذا زندگی مین تمھارے جو کچھ فرائض اور کار منصبی ہون اُن کے

۵ع الف لیلہ مین "علی بابا اور چالیس ڈاکوؤن" کا ایک قصہ ہے جس مین مذکور ہی کہ کلمات "کھل جا سمسم" زبان پر لا کے ڈاکو اپنے طلسمی خزانہ کا دروازہ کھولا کرتے تھے انگریزی مین اِسی قصہ کی وجہ سے یہ کلمہ ضرب المثل ہو گیا ہے۔

اسی طرح بجالانے کی کوشش کرو جس طرح کہ انھین بجالاتا ہو"

ڈیوک آف ولنگٹن کی کامیابیون مین ان کے عمدہ کاروباری شخص ہونے کو اتنا ہی دخل تھا جتنا کہ اُن کے ایک بہت بڑے سپہ سالار ہونے کو۔ وہ کمسریٹ اور رسد کی ادنٰے ادنٰے باتون پر بھی توجہ کے ساتھ نظر رکھتے تھے۔ اُن کو اپنے گھوڑے کی گھاس اپنی فوج کے اچھے کھانے۔آرام وہ لباس۔اور مضبوط جُوتون کا بھی ہمیشہ خیال رہتا تھا۔

حضرت سلیمان فرماتے ہین "جس آدمی کو تو اپنے فرائض انجام دینے مین سرگرم دیکھتا ہے وہ بادشاہون کے سامنے کھڑا ہوگا" اور سینٹ پال کا قول ہے "اپنے کامون مین سستی نہ کرو طبیعت مین جوش رکھو۔ اور خدا کی اطاعت کرو"

مشقت اپنا انعام خود ہی دیتی ہے۔ کلمبس نے ہندوستان کا مغربی راستہ ڈھونڈھنے مین امریکہ کا پتہ لگالیا۔ اور بقول گوئتھ کے "ساؤل (پہلے بادشاہ بنی اسرائیل طالوت) کو اپنے باپ کے گدھے ڈھونڈھنے مین سلطنت مل گئی"

فرینکلن کا قول ہے "جو باتین تمھین کرنا ہین اُن کا قصد کرو۔ اور بغیر پہلو تہی کے اپنا قصد پورا کرو"

بعض اوقات خیال کیا جاتا ہے کہ "ذہانت وطباعی محنت کی کمی کو پورا کردیتی ہے۔ ہم نے ایسے لوگون کے حالات سُنے ہین جھون نے

کالج مین اپنی تعلیم کے برس سستی مین ضائع کیے لیکن آخر مین تھوڑے زمانہ تک سخت محنت کرکے اور بھیگے تولیے سرون مین باندھ کے اعلےٰ ڈگری حاصل کرلی۔ تم اس کومان لو کہ اُن بھیگے تولیون کا بھگتان زمانۂ مابعد مین اُنھون نے اچھی طرح بھگتا ہوگا۔ لیکن یون بھی تو آخر اُن کو محنت کرنا ہی پڑی۔ اگر اسکول کے زمانہ کی حالت سے کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ دنیا کے ممتاز لوگون مین سے اکثر کو محنت ومشقت ہی سے کامیابی ہوئی۔ نہ ذہانت وطباعی سے۔ ولنگٹن۔ نپیولین۔ کلائو۔ اسکاٹ اور شرائڈن ان سب کی نسبت کہا جاتا ہے کہ بہت کُند ذہن اور غبی لڑکے تھے۔

اس مین شک نہین کہ بعض آدمی بمقابل دوسرون کے زیادہ دماغی قوت لے کے پیدا ہوتے ہین۔ لیکن دو آدمیون کو زندگی کے میدان مین چھوڑ دو۔ ایک خداداد دماغی قابلیت رکھتا ہو مگر اس کے ساتھ کاہل۔ بےپروا۔ اور اپنے نفس کا بندہ ہو۔ اور دوسرا ویسی دماغی قابلیت تو نہ رکھتا ہو لیکن جفاکش۔ ہوشیار۔ اور مستقل مزاج ہو یہ پچھلا شخص اپنے ذہین حریف سے ضرور آگے نکل جائے گا۔ زمانہ کی طبی دوڑ مین محنت بغیر ذہانت کے جیسی کامیابی حاصل کرے گی ذہانت بغیر محنت کے نہین حاصل کرسکتی۔ جفاکشی اور نیک کرداری کی کمی کا تکملہ نہ مواقع حاصل ہونے سے ہوسکتا ہے نہ ذہانت وطباعی سے۔ نہ دولتمند دوستون سے۔ اور نہ صاحب اثر قرابت دارون سے۔

علاقۂ لنکن کا بشپ گروس ٹیٹ جو ایک بڑا مدبر سلطنت تھا اُس کا ایک کاہل بھائی تھا جس نے ایک دن اُس سے آکے درخواست کی کہ مجھے بڑا آدمی بنا دو۔ اُس نے جواب دیا کہ "بھائی۔ اگر تمھارا ہل ٹوٹ گیا ہو تو اُسے مین نیوا دے سکتا ہون۔ یا اگر تمھارا بیل مر گیا ہو تو مین تمھین دوسرا خرید دے سکتا ہون۔ مگر تمھین بڑا آدمی نہین بنا سکتا۔ مین نے تمھین ایک ہل جُتا پایا اور خیال کرتا ہون کہ تمھین ہل جُتا ہی چھوڑ بھی جاؤنگا"

مِلٹن فقط ذہین ہین نہ تھا بلکہ انتہا درجہ کا محنتی بھی تھا۔ وہ اپنے معمولات کو اِن الفاظ مین بیان کرتا ہے "جاڑون مین قبل اس کے کہ گھنٹون کی آواز لوگون کو بیدار کرے اُٹھ کے ورزش یا عبادت مین مشغول ہو جانا۔ گرمیون مین سب سے پہلے بیدار ہونے والے طائر کے ساتھ یا اُس سے ذرا ہی بعد اُٹھ کے اچھے مصنفین کی کتابون کا خود ہی مطالعہ کرنا یا اورون سے پڑھوا کے سُننا یہان تک کہ قوت متخیلہ مین مستعدی پیدا ہو جاے یا قوت حافظہ مین اخذ کی پوری قوت آجاے۔ تب ہلکی مشقت کے ساتھ جس سے جسم مین تندرستی اور جفاکشی کی قوت برقرار رہے نرم اور استقلال سے بھنے والی محنت کرکے دماغ مذہب اور ملک کی آزادی کی خدمت کرنا"

اپنے کام کو بوجھ کی طرح نہ ٹالو۔ اگر تم چاہو تو اُسے دلچسپ بنا سکتے ہو۔ دل وجان سے اُس مین مصروف ہو جاؤ۔ اُس کی غرض پر حاوی ہو جاؤ۔ اُس کے اسباب اور اُسکی تاریخ کا پتہ لگاؤ۔ اُس کے تمام متعلقات پر

غور کرو۔ اور دل مین یاد رکھو کہ حقیر سے حقیر کام بھی فائدہ بخش ہوتا ہے۔
اگر اس طرح کروگے تو کوئی کام نہ ہوگا جس کے انجام دینے کے لیے تم
مین سرگرمی اور جوش نہ پیدا ہو جاے۔ تھین اپنے کام سے محبت ہوجاے
گی۔ اور جب تم اُسے خوشی کے ساتھ کروگے تو تم کو اُس مین آسانی بھی معلوم
ہوگی۔ ابتدا مین وہ چاہے غیر ممکن ہی نظر آتا ہو۔ یا چند روز تک
اُس مین تمھارا دل نہ لگتا ہو۔ لیکن غور کروگے تو ثابت ہوگا کہ ایسے
ہی کام کی تمھارے لیے ضرورت تھی۔ اور وہی کام پہاڑون کی
صحت بخش نسیم کی طرح تمھارے اخلاق کے حق مین مفید ہو سکتا ہے۔
ملک اسکینڈی نیویا کے رہنے والے یعنی تمھارے پُرانے آباواجداد
تھور کی پوجا کرتے تھے جس کی مورت کے ہاتھ مین بسُولا ہوا کرتا تھا۔
اور دیوتا لا کے پرانے قصّون مین وولینڈ کی نسبت یہ بیان کیا گیا
ہو کہ اُس نے اپنی روح یعنی انسانی جسم کے پاکیزہ حصہ کو شیطان
کے ہاتھ فروخت کر ڈالا تھا تاکہ وہ دنیا کے بڑے سے بڑے لوہار سے
بھی بڑھ جاے۔ جو کہ شوق محنت مین حد سے گزر جاتا تھا۔
یہ ایک اہم سوال ہے کہ سونے مین کتنا وقت صرف کرنا چاہیے۔
مگر اس کا فیصلہ خود فطرت کو کرنا چاہیے۔ بعض لوگون کو بعض سے
زیادہ سونے کی ضرورت ہے۔ مین نہین سمجھتا کہ اُس کی جو مقدار
فطرت نے مقرر کردی ہو اُس مین کمی کی جا سکے۔ اور نہ میرا یہ خیال ہے
کہ جو وقت خواب خوش مین صرف ہوا وہ ضائع ہوا۔ عصبانی قوت کی

بحالی مین نیند حیرت انگیز اثر رکھتی ہے جو قوت کہ شہروالون مین کبھی پوری نہین موجود ہوتی۔

سر اڈمنڈ کوک نے اپنے روزانہ اوقات کی تقسیم یون کی تھی "چھ گھنٹہ سونا۔ چھ گھنٹہ غور کے ساتھ قانون کو مطالعہ کرنا۔ چار گھنٹہ عبادت۔ اور باقی وقت عجائبات قدرت کے مطالعہ مین" سر ولیم جونس نے اس مین یون ترمیم کی "چھ گھنٹہ مطالعۂ قانون مین۔ سات گھنٹہ سونے مین۔ دس گھنٹہ دنیا کے عام مشاغل مین۔ اور سارا وقت خدا پرستی مین" میرے بیٹے سونے کو نہ چھ ہی گھنٹہ کافی ہین نہ سات گھنٹہ۔ ہمین اتنی دیر تک سوتے رہنا چاہیے کہ اُٹھین تو بحال و بشاش اُٹھین نہ پست۔

فکر و رنج کے زمانہ مین کسی ایسے کام مین مشغول رہنا جو ہمارے خیالات کو اپنی طرف مصروف کرے اکثر بڑی تسلی کا باعث ہوا کرتا ہے۔ ڈاکٹر شالمیرس کا قول ہے "زندگی کی مسرت اس مین ہے کہ ہم کچھ کرین۔ کسی چیز سے دل لگائین۔ اور کسی چیز کی آرزو رکھین" بہت سے لوگ ناحق کی فکرین اور غیر ضروری ترددات پیدا کر کے اپنے آرام کے اوقات کو باعث تکلیف بنا لیا کرتے ہین۔ اس کی دوا یہ ہے کہ ہمیشہ کسی دھندے مین لگے رہو۔ کیونکہ اسٹرلنگ کہتا ہے "کام اور مشغولیت مین تجھے جو دلجمعی حاصل ہوگی فکر و غم سے نہین نصیب ہو سکتی" پِٹرانالی کہتا ہے "عقلمند آدمی کے لیے ہر مقام ایک ملک ہے اور قلب مطمئن کے لیے ہر بقعۂ زمین ایک قصر ہے"

فطرت کے موافق کام کرو نہ اُس کے خلاف جہان تک بنے کشتی کو اُسی طرف لیجاؤ جدھر کا بہاؤ ہے۔ لیکن اگر اُس کے خلاف رخ پر جانے کی ضرورت ہو تو اُسی طرف جاؤ۔ مگر تمھارے پاؤن کو لغزش نہ ہو۔ فطرت عموماً ہماری تائید کرتی ہے بشرطیکہ ہم اُسے تائید کرنے کا موقع دین۔

کنگسلے نے کہا ہے "جیسی باتین مافوق الفطرت واقعات مین ہوتی ہے ویسی ہی فطرت کے اندر بھی پیش آتی ہین۔ جس شخص نے فطرت کا ایک قانون بھی توڑا وہ سارے قوانین فطرت کے توڑنے کا ملزم ہو جاتا ہے۔ سارا عالم من حیث المجموع اُس پر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ اور نیچر اپنی بے شمار غیر مرئی قوتون کے ساتھ اُس سے اور اُس کی اولاد سے انتقام لینے پر تُل جاتا ہے۔ اور اس طریقہ سے کہ اُسے خبر بھی نہین ہوتی کہ یہ کام کب ہوا اور کس طرح ہو رہا ہے بر خلاف اُس کے جو شخص دل سے قانون قدرت کا مطیع ہے اُس کو یہ نظر آئے گا کہ فطرت سارے عالم مین جو کچھ کر رہی ہے اُسی کی بھلائی کے لیے کر رہی ہے۔ اُس کے سر کے اوپر کا آفتاب اُس کے پاؤن کے نیچے کی زمین اُس کے ممد و معاون ہوتے ہین۔ کیونکہ وہ اُس خالق کی مرضی پر چلا جس نے آفتاب و زمین کو بنایا ہے۔ اور اُنھین ایک ایسے قانون کا پابند کر دیا ہے جو کبھی نہین ٹوٹ سکتا"

چودھوان باب

عقیدت

ہمین اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے ڈیڑھ ارب باشندون مین سے چالیس کروڑ بودھ مذہب کے لوگ ہین۔ پینتیس کروڑ عیسائی ہین۔ بیس کروڑ ہندو ہین اور پندرہ کروڑ مسلمان ہین۔ لیکن **سلڈن** اگرچہ اس بیان مین مخالفت کی حد تک پہونچ گیا ہے مگر غالبًا صحیح کہتا ہے کہ " لوگ بحث مباحثہ سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو کسی ایک مذہب کا پابند بتا دیا کرتے ہین۔ حالانکہ اگر ہم اچھی طرح تحقیق کرکے کھوج لگائین تو ایسے تین آدمی بھی مشکل سے نظر آئین گے جو ایک عقیدے پر متفق ہون " ایسا ہونا کوئی تعجب کی بات نہین۔ کیونکہ جس دنیا مین ہم خود رہتے ہین جب اُسی کے متعلق ہمین بہت کم واقفیت ہے تو اس کی کیونکر امید کی جاسکتی ہے کہ اُس دوسرے عالم کے متعلق ہمین اِس سے زیادہ واقفیت ہوگی۔

کینن لِڈن کہتا ہے " یہ حیرت انگیز دنیا جس مین ہماری ہستی کی یہ منزل گزر رہی ہے عام اس سے کہ ہم کسی دوسرے عالم کا خیال کرین یا نہ کرین خود ہی بے شمار عظیم الشان رموز کا مندر ہے کل سہ پہر کو شاید تم گاؤن مین ٹہلنے کے لیے نکلو۔ جا بجا کھلتی ہوئی کلیان " اور ہری ہری کونپلین تم کو بتا دین گی کہ موسم بہار پھر تمھین اپنا

دلاویز تماشا دکھانے کے لیے آرہا ہے۔ تمھین ہر جگہ اپنے ارد گرد ایک مخفی قوت کے وجود کی نشانیان نظر آئینگی۔ یہ وہ مخفی قوت ہوگی جسے تم نہ دیکھ سکوگے نہ چھو سکوگے۔ نہ بیان کرسکوگے نہ اُس کا اندازہ کرسکوگے اور نہ اُسے سمجھ سکوگے۔ ہر ٹہنی مین جو تمھارے سر پر جھومتی ہو۔ اور گھانس کی ہر پتی مین جسے تمھارے قدم روندتے ہون یہ خاموش و بے صدا اور غیر مرئی قوت پورے زور و شور کے ساتھ موجود ہوگی "

بیشک فلسفہ کی اصلی بنیاد شک ہے۔ ہم ایک پُراسرار دنیا مین رہتے ہین۔ اور جب ہم ایک سادے پھول اور ایک چھوٹے سے چھوٹے کیڑے کی حقیقت بھی نہین بیان کرسکتے تو اس لاتناہی ہستی کو کیونکر سمجھ سکین گے۔ ڈاکٹر مارٹنو کہتے ہین " ہم تسلیم کرتے ہین کہ فضا اور وسعت اس ہستی کے عوارض ہین۔ اور جب شام کی شبنم افکار کے غبار غیر روز کو بٹھا دیتی ہے اور دور بینی کے تفکرات سے جو خیالات پیدا ہوتے ہین وہ عالم کی وسعت مین دُور تک پھیلتے ہین۔ اور اس تارون بھری فضاے غیر متناہی کے نیچے کسی سنسان صحرا کی طرح زمین سو جاتی ہے اُسوقت وہ خاموش ہستی ہمارے قریب آجاتی ہے۔ اور رات کی شوریدہ ہوا مین ہمین چونکاتی ہے۔ اور آسمان کی ان ابدی روشنیون پر سے ہماری آنکھون پر اپنی نظر جا دیتی ہے[عہ]

عہ جناب رسول خدا محمد صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ آدھی رات کو فلک اول پر اتر آتا ہے اور صبح تک یہین رہتا ہے۔ علماے اسلام مین اس قول نبوی کے متعلق بڑے بڑے جھگڑے رہے۔ اعتزال پسند علما اسمین طرح طرح کے معنے پیدا کرتے ہین۔ مگر کیا اس سے بہتر اور اس سے زیادہ اطمینان بخش تفسیر اس حدیث کی ہوسکتی ہے؟

جان اسٹوارٹ مل کا قول ہے "انسانی ہستی اسرار کے بُرقع مین لپٹی ہوئی ہے۔ ہمارے تجربات کا تنگ رقبہ ایک چھوٹے جزیرے کے مانند اُس ناپیداکنار سمندر کے درمیان مین ہے جو اپنی وسعت اور اپنے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ہمارے حواس کو فوراً مرعوب اور ہمارے خیالات کو برانگیختہ کر دیتا ہے۔ پھر اُس کے اِس مجہول الکنہ ہونے کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ہماری دُنیوی زندگی کا رقبہ ایک تنگ جزیرے مین محدود ہی نہین ہے بلکہ اُس کا زمانہ بھی محدود ہے"

گو ہم اپنے آپ کو خاموش رہنے اور کسی قسم کا تصفیہ کرنے سے باز آنے پر ہمیشہ مجبور پاتے ہین مگر اس کی بھی ضرورت نہین ہے کہ اس بارے مین ہم ناامید بھی ہو جائین۔ ہم تو کہتے ہین کہ بعد الموت کے دُھندھلکے مین دیا تم دھندھلکے کی جگہ اُسے صبح کا تڑکا۔ یا شام کی شفق۔ یا دوپہر یا آدھی رات یا جو حالت کہو اُس مین وہ بڑا نظام جس کا ایک جزو ہماری زندگی بھی ہے منقطع نہ ہوگا۔ بلکہ اُس وحدۂ لاشریک کی مکمل ذات کلی مین منضم ہو جائیگا"

ہمین بہت کچھ محسوس ہوتا ہے مگر اُسے ہم بیان نہین کر سکتے۔ یہ کچھ دینیات ہی تک محدود نہین ہے۔ سینٹ آگسٹین کا قول ہے "اگر تم مجھ سے یہ پوچھتے ہو کہ دہر کیا ہے تو مین تمھین نہین بتا سکتا۔ لیکن اگر تم مجھ سے نہ پوچھو تو مین اُس سے بخوبی واقف ہون"

وزرلے[عہ] نے اپنے خیالات کو ان الفاظ مین کیا خوب ادا کیا ہے۔

عہ وزرلے انگلستان کا ایک نامور دینیات تھا۔ ۱۶۶۹ء کے قریب پیدا ہوا اور ۱۷۳۵ء مین وفات پائی۔

"تمام دنیوی لغویات سے اُکتاکے - اِن تصورات - اوضاع اطوار اور اسمار کو چھوڑ کے مین اے جل جلالہٗ آخر کار تیری ہی طرف جو کہ ہدایت سچائی اور زندگی ہے اور جس کی محبت کا شعلہ میرے دل مین بھڑک رہا ہے الہامی تعلیم پاکے رجوع کرتا ہون - میری زندگی و موت تجھ سے ہے اور تیری ہی ہے"

مارٹنو کہتا ہے "جو لوگ خدا کے بارے مین مجھ سے بہت کچھ کہتے ہین جو اِس طرح گفتگو کرتے ہین کہ گویا ہر معاملہ مین اُس خالق حقیقی کے اغراض و مقاصد سے واقف ہین - جو ہر واقعہ کا سبب فورًا بتا دیا کرتے ہین - اور ہر ماجرے کی نازک مصلحتین ظاہر کرتے ہین - جو اُس ازلی ہستی کی دانائی کے مدح خوان ہین - اور اِس پر اس طرح بحث کرتے ہین کہ گویا اُن کے لیے یہ طلباعانہ بحث آرائی کا ایک اعلےٰ درجہ کا مسئلہ ہے - اور جو اُس وحدہ لاشریک کے کُنہ کے حرم مین اس شان سے قدم رکھتے ہین کہ گویا اس مقام سے بخوبی آشنا ہین وہ اپنے یقین کی بے انتہا تنگی کی وجہ سے مجھے شک کی دائمی آفت مین مبتلا کر دیا کرتے ہین - اور اُن کی باتون سے تنگ آکے میری زبان پر اُس جل شانہ کا یہ کلام جاری ہو جاتا ہے "میری حقیقت کے متعلق کم جستجو کرو تو مین تمھین سب کچھ دون گا"

ڈین اسٹینلی نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غرض یہ بتائی کہ "زمانے کے شبہات و شکوک مین جو اختلاف ہے اُسے دور کرنا اور اپنی نظر کو اُن بلند پہاڑیون پر قائم کر دینا جہان سے ہمین تائید غیبی پہونچتی ہے"

ہربرٹ اسپنسر کہتا ہے "وہ اسرار جن پر جس قدر زیادہ غور کیا جائے

اُسی قدر پیچیدہ اور مخفی ہوتے جاتے ہین اُنھین مین یہ مستقل یقین باقی رہ جاتا ہے کہ انسان ہمیشہ ایک ایسی لاتمناہی اور سرمدی ہستی کے سامنے ہے جس سے تمام چیزین نکل کے آتی ہین ؎

ہمین اس خیال پر مطمئن ہو جانا چاہیے کہ ہم اُس کی کنہ حقیقت نہین بیان کر سکتے۔

اکثر باتین جن کے متعلق لوگون مین اختلاف پڑا ہوا ہے وہ تمدنی فرقہ بندیان ہین مذہب نہین۔ سینٹ پال کی تربیت کے خلاف وہ باتین اس امر پر زور دے رہی ہین کہ "مین پولوس کی ہون اور مین اپالو کی"؎

جریمی ٹیلر کہتا ہے "خدا کی سلطنت لفظون مین نہین بلکہ قدرت مین ہے۔ اور قدرت بھی کون ربانی قدرت۔ اگرچہ ہم سب اب دوسرے اصول پر جا پڑے ہین۔ ہم نے مذہب کو عقیدہ بنا دیا ہے۔ اور ہمارا عقیدہ بجز اس کے کچھ نہین ہے کہ اپنے اغراض و مقاصد کو حاصل کرین یا لڑین جھگڑین۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ایک جماعت خاص کی طرفداری کرین۔ اور اُس کے سوا ساری دنیا پر حملہ کرین۔ اور جب یہ پوچھا جاے کہ فلان شخص کس مذہب سے علاقہ رکھتا ہے تو اُس کے معنے ہمارے ذہن مین یہ ہوتے ہین کہ وہ کس گروہ کا پیرو ہے۔ یعنی اُس کے گروہ کے کیا اصول ہین۔ نہ یہ کہ خود اُس کی زندگی کا عنوان کیا ہے؟ اور اگر

ع۵ اپالو یونانیون کا سب سے بڑا دیوتا۔

لوگ اپنی جماعت اور اپنے مقاصد کے لیے جوش رکھتے ہون تو وہ قابل قدر آدمی تصور کیے جاتے ہین۔ گو کہ دیگر حیثیتون سے اُن مین قبر کی سی حرص۔ ڈینگیین کا سا تعصب۔ اور کورراہ کی سی نااتفاقی بھری ہو۔ یا آسمان سے نکالے ہوئے فرشتون کی طرح مغرور و متکبر ہون۔

سائنس والون کو اکثر بد عقیدگی کا الزام دیا گیا ہے۔ اگرچہ تھورو کہتا ہے "اصل حقیقت یہ ہے کہ جتنا مذہب سائنس مین ہے اُتنا سائنس مذہب مین نہین"

سائنس والا گو شک کرتا ہے مگر اُس کے شک مین طعن کی بو نہین پائی جاتی۔ اُس کے الفاظ حقارت کرنے والے نہین ہوتے۔ بلکہ اُن مین ادب کا پہلو ملحوظ ہوتا ہے۔ لارڈ ٹینی سن نے کیا خوب کہا ہی کہ "ایمان مین مضطرب ہوتے ہین۔ مگر کام مین صاف۔ اور آخر کار اپنا راگ کامیابی سے گاتے ہین۔ تم یقین جانو کہ دیانت داری کے شکوک مین ایمانی قوت زیادہ ہے۔ جس کی آدھی بھی مذہب مین نہین"

اب مین آپکے سامنے دو آدمیونکی نظیرین پیش کرتا ہون۔ پروفیسر ٹنڈل کہتا ہے "جب مین اس امر کی کوشش کرتا ہون کہ اُس قوت کو جو ہر جگہ ایک شخصی وضع مین یا اور کسی طرح اپنے جلوے دکھا رہی ہے تصور مین لاؤن تو وہ تمام عقلی تصرفات سے الگ ہو کر میرے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ مین اُسکے لیے نہ "وہ" کی ضمیر استعمال کر سکتا ہون۔ نہ اُسے "خیال" کے لفظ سے تعبیر کر سکتا ہون۔ بلکہ مجھے اُسکو "علّة" بتانے مین بھی تامل کر

غرضکہ اسکی شان کچھ ایسی راز سربستہ ہے کہ میری عقل گم ہے "
پروفیسر ہکسلے آج کل کے قابل ترین صاحبان فکر مین ہے۔ باوجودیکہ وہ ملحد و بے دین ہے اور جس طریقہ سے مذہبی تعلیم دی جاتی ہے اُس کے خلاف ہے لیکن اس پر بھی اُسکی یہ راے ہے۔ "وہ اس کا خیال رکھو کہ ایک قائم شدہ مذہب برقرار رہے۔ جو ہماری جماعت کے لیے خدا کی رحمت ہے۔ مسجد جس مین نماز ادا کی جاتی ہے صرف مذہب کے عمدہ قوانین کے دُہرانے کے لیے نہین ہے۔ بلکہ لوگون کے سامنے سچائی۔ انصاف۔ اور پاکبازی کی زندگی کا عمدہ مفہوم قائم کرنے کے لیے ہے۔ یہ ایسی جگہ ہے جہان لوگ تمام دنیا کے کاروبار سے فارغ ہوکر دم بھر کے لیے سستانے اور ملاء اعلےٰ کی عمدہ باتون پر غور کرتے ہین۔ جو امر ممکن تو سب کے لیے ہے مگر نصیب چند ہی کو ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی جگہ ہے جس مین دنیا کا ایک کاروباری آدمی اس امر پر غور کرنے کی فرصت پاسکتا ہے کہ اپنی محنت سے جس معاوضہ کی ہمین ہوس ہے وہ بمقابل اطمینان و نیکوکاری کے کس قدر حقیر ہے۔ یقین جانو کہ ایسا کوئی مذہب اگر دنیا کے پردے پر موجود ہے تو کوئی شخص اُس کی بربادی کے درپے نہ ہوگا "

میرے خیال مین یہ خوبیان آرملڈ کے عیسوی گروہ مین پائی جاتی ہین۔ چرچ آف انگلینڈ اس نمونے پر آتا جاتا ہے۔ اور جس قدر زیادہ ایسی باتین دکھائے گا اُسی قدر زیادہ مضبوطی اُسے حاصل ہوتی

جائے گی۔

(مترجم) سچ یہ ہے کہ ابھی تک کسی موجودہ مذہب کی نسبت ایسی اُمید نہین کی جا سکتی کہ اُس نے خدا پرستی کے سچے جوش مین تعصبات اور دوسرون پر حملہ کرنے سے اجتناب کیا ہو۔ لیکن ہمین امید ہے کہ اس عہد کی بے تعصبی اور آزادانہ تعلیم کبھی نہ کبھی ہم سب کو کسی ایسے صلح جوئی کے مذہب اور اتفاق ویکدلی کے دامن تک ضرور پہونچا دے گی۔

مقتدایان دین عموماً ایسی زبان اختیار کرتے ہین جو عام فہم ہو۔ ادبی خوبیون اور فصاحت کی باتون کو اُن کے کلام مین ڈھونڈھنا اُن پر ظلم کرنا ہے۔ شعرا جب یہ بیان کرتے ہین کہ آفتاب نکل رہا ہے تو ہم اُنھین یہ الزام نہین دیتے کہ بجاے زمین کے آفتاب کو متحرک بتانے کے باعث وہ علم ہیأت سے جاہل ہین۔ اور نہ کوئی شیکسپیر یا ٹینی سن کو اس بنیاد پر بڑا کہہ سکتا ہے کہ وہ زمین کی حرکت کے عوض حرکت آفتاب کے قائل ہو گئے۔ آئے دن کی سائنٹفک تحقیقات کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ نئے لفظ ایجاد کیے جائین۔ اور اُنھین کے ذریعہ سے اُن کا اظہار کیا جائے۔ جب ہم کسی نئے پتھر یا کسی عمدہ پھول کی ماہیت کو بھی بغیر نئے تراشے ہوئے الفاظ کے نہین ادا کر سکتے تو ہم پر بخوبی روشن ہو جاتا ہے کہ انسانی زبان مین اُس غیر محدود ہستی کے تصور کا ادا کرنا کس قدر دشوار ہے۔ اور نہ ہم اس بات پر حیرت ظاہر کر سکتے ہین کہ قرون ماضیہ کے مصنفین نے عام راے کی بنا پر بعض باتون کو جنات اور بھوتون سے

منسوب کر دیا حالانکہ وہ باتین کسی دماغی خلل کے سبب سے تھین۔

اس بات مین تم کسی تعریف کے مستحق نہین سمجھے جاسکتے کہ تم کسی ایسی بات پر ایمان لے آؤ جس کو نہ تم بیان کرسکتے ہو اور نہ سمجھ سکتے ہو۔ ایسی بات پر ایمان لے انا جس کی ہمارے پاس کوئی دلیل موجود نہ ہو قابل تحسین نہین ہے۔ دراصل یہ امر محال ہے کہ ہم کسی ایسی بات کو تسلیم کرلین جس کا کوئی ثبوت نہ رکھتے ہون۔ بلکہ بخلاف اس کے ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم ایسی بات کو تسلیم کرین جس کا ثبوت رکھتے ہون۔ اور جس بات کو نہ سمجھ سکین اُسے چھوڑ دین۔ بہت سے لوگون کا یہ خیال ہے کہ کسی بات کو یا تو ہمین مان ہی لینا چاہیے یا فوراً ہی اُس کے تسلیم کرنے سے انکار کر دینا چاہیے۔ حالانکہ دراصل بہت سی حالتون مین ہم نہ تسلیم ہی کرنے کی کوئی وجہ پاتے ہین اور نہ انکار کرنے کی۔

سچا ایمان فقط ایک ذہنی یا دماغی ورزش کا نام نہین ہے۔ ہمارا ایمان زندہ ایمان ہے۔ اور ایمان بغیر عمل کے مردہ ہے۔ سلڈن ایمان اور عمل کو نور و نار سے تشبیہ دیتا ہے۔ کہتا ہے "مین اپنی سمجھ کے موافق اُنھین شمع کی نظیر سامنے رکھ کے متمایز کر سکتا ہون۔ شمع مین روشنی بھی ہے اور آگ بھی ہے۔ لیکن اگر تم اُس کو گل کرو تو دونون غائب ہو جائین گی"

توراۃ مین جہان کہین ایمان کا ذکر آیا ہے دراصل اُس سے مراد عمل اور نیکو کاری ہی ہے۔ یہی ایمانی عمل تھا جس سے ہابیل نے قربانی کی تھی۔ نوح نے کشتی تیار کی تھی۔ اور ابراہیم نے گھر بار کو تج دیا تھا۔

اس بات کو ہر شخص تسلیم کرے گا کہ یہ سب بزرگ اپنے اعتقاد اور اپنے اعمال کی حقیت کے وجوہ رکھتے تھے۔

یہ سب حضرات اسلیے قابل ستائش تھے کہ انھین مشقت وجفاکشی کا فرض اپنے ذمہ نظر آیا۔ جس مین انھون نے مطلقاً پہلو تہی نہین کی۔ بلکہ جس فرض کو وہ برحق سمجھتے تھے اُسے فرمان برداری کے ساتھ انجام دے دیا۔ ہمارے فرائض مین سے ایک آسان ترین فرض یہ بھی ہے کہ جب ہمارے پاس کسی چیز کے لیے کافی وجوہ نہ موجود ہون تو اُس کے بارے مین ہم اپنی راے کو ملتوی رکھین۔ بہت سی ایسی باتین ہین جن مین شک کرنا گو عمدہ کام نہ ہو مگر ہم پر فرض ہوا کرتا ہے۔

لارڈ ٹینی سن کہتا ہے " ہمارے جسم کے گورکھ دھندے کے لیے ایک زمانہ مقرر ہے۔ ان سب جسمون کے لیے ایک وقت مقدر ہے جبکہ جسم کی مشین چلتے چلتے رک جائے گی۔ بیشک یہ سب تیرے ہی نور کی جدا جدا شعاعین ہین۔ اور اے خداے ذوالجلال تو ان سب سے بڑھا ہوا ہے " پردہ خود ہی آہستہ آہستہ اُٹھتا جاتا ہے۔ باقی رہے وہ بیشمار شکوک وشبہات جو ذہنون مین گذرتے ہین تو اُن کی بابت فی الحال ہمین خاموش اور لاعلمی ہی مین رہنا چاہیے۔

رسکن کہتا ہے " چونکہ ہم انسان ہین اسلیے ہماری راحت صرف اسی بات پر مبنی ہے کہ اُن باتون کے متعلق بھی تھوڑے علم ہی پر قناعت کرین جن کا ہم سے تعلق ہے۔ ہماری ساری خوشی کا دارومدار اسی پر ہے

کہ اپنے آپ کو اس قابل بنا لین کہ بدلی مین (یعنی لاعلمی مین) رہ سکین۔ ہان کبھی کبھی یہ دیکھ لین کہ وہان پر بادل چھنٹ گیا۔ اور وہان سے اُٹھ رہا ہے اور اس بات پر خوش ہو لین کہ اگر یہ بادل نہ ہوتا تو ہم جھلس کے رہ جاتے،، (فروغِ تجلی بسوز د پرم)

اسی بنیاد پر پروفیسر ہکسلے بیان کرتے ہین کہ "عیسویت انسانیت کا سچا نمونہ ہے۔ اس مین صبر کی طاقت۔ رحم۔ انصاف۔ خود کو قربان کرنا۔ ساری باتین موجود ہین۔ مذہب پر جان دینے والون کی جماعت اسی مین نظر آتی ہے۔ کیتھرائن آف سینا۔ جان ناکس کی باتون مین اس قدر دلکشی تھی کہ وہ پاپاؤن اور فرمان رواؤن کو برملا بُرا کہا کرتے تھے۔ یہ باتین ایسی ہین جو انسانی تاریخ مین مذہب عیسوی کو باد قعت ظاہر کرتی ہین"

(مترجم۔ مگر اُس سے بھی زیادہ روشن نمونے دیگر مذاہب خصوصًا اسلام مین نظر آئین گے۔ دین کی سچی محبت۔ اُس پر جانین فدا کر دینا۔ بے نفسی۔ خوش اعتقادی۔ خدا ترسی۔ آزادی۔ اور تمام صفات حسنہ کے کامل ترین نمونے صدہا ہزارہا بزرگان سلف کی محترم ذاتون سے نمایان ہوتے رہے ہین جو نوع انسانی کے لیے مایۂ ناز ہین:

سینٹ مرقس فرماتے ہین کہ "ایک مرتبہ ایک کاتب حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت مین آیا۔ اور آپ سے دریافت کیا کہ سب سے بڑا حکم کیا ہے؟ جناب مسیح نے جواب دیا سب سے پہلا حکم اے اسرائیلی یہ ہے کہ "لا الٰہ الا اللّٰہ"

اور تجھے چاہیے کہ بیچ دل سے جان سے اور عقل سے اپنے خدائے ذوالجلال کے ساتھ محبت کر۔ یہ پہلا حکم تھا۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ تو اپنے پڑوسی سے اسی قدر محبت کر جس قدر کہ خود اپنی ذات سے کرتا ہے۔ بس ان سے بڑے اور کوئی احکام نہین ہین۔ اس پر وہ شخص بولا۔ میرے آقا! آپ نے بہت سچ فرمایا ہے۔ کیونکہ خدا ایک ہے۔ اور اُس ذات واحد کے سوا اور کوئی نہین ہے۔ اور خدا اور اپنے پڑوسی سے محبت کرنا تمام عبادتون اور قربانیون سے افضل ہے" اور جب حضرت مسیح نے دیکھا کہ اُس نے عمدگی سے جواب دیا ہے تو فرمایا کہ "تو خدا کی بادشاہت (رحمت) سے دور نہین ہے"

مترجم: بعینہ اسی قسم کی تعلیم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو دی تھی جو آپ سے یہ پوچھنے کو آیا تھا کہ "مومن کون ہے؟"

پندرھوان باب

امید

مین نے کبھی کبھی لوگون کو یہ کہتے سُنا ہے کہ ایمان اور نیکوکاری کیسے شامل امید بھی اخلاق حسنہ مین شامل ہے اور تعجب کیا ہے۔ ایمان اخلاق حسنہ مین شمار کیا جاسکے یا نہ کیا جاسکے لیکن اس مین شک نہین کہ نیکوکاری قطعاً داخل اخلاق حسنہ ہے۔ مگر امید کیون؟

نا امید ہونا یقیناً غلطی ہے۔ اور جب نا امید ہونا بُرا ہے تو اُمید اچھی چیز ہے۔ صبر کرنا اور کسی کام مین سرگرمی دکھانا اُمید کو ظاہر کرتا ہے۔ اور بہ نسبت کسی ایک بہادری کے کام کے صبر مین انسان کی خوبی کا زیادہ

اندازہ ہوتا ہے۔ بہت سی محبت والی عورتیں جو مصیبت میں مبتلا ہیں درحقیقت سچی شہادت کے نمونے ہیں۔

جن صدمات سے سابقہ پڑتا ہے اُن کا بہت زیادہ بار اپنے دل پر نہ ڈالو۔ اور یاد رکھو کہ جب تک حوصلہ پست نہ ہو کسی کو شکست نہیں ہوتی۔

ٹیلر کے چند اشعار ہیں ہے ”معاملات میں ناکام رہنا ناکامی نہیں ہے۔ اور نہ زبردست طاقت سے شکست پانا انسان کے بے عزتی کی بات ہے۔ مگر منھ پھیر کے بھاگ کھڑا ہونا۔ اور بغیر مقابلہ کیے ہاتھ پاؤں ڈال دینا اور حریف کے آگے سر جھکا دینا یہ البتہ ایسی چیزیں ہیں جن میں قسمت کا قصور نہیں خود انسان کا قصور ہے“

خلاصہ یہ کہ مشکل کے وقت قسمت کا مقابلہ کرو۔ جی توڑ کے لڑو۔ اور کامیابی وناکامی کا خیال نہ کرو۔ بقول میر۔

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دلِ ناتوان نے خوب کیا

سڈنی اسمتھ اپنی معمولی پُر مذاق عبارت میں نصیحت کرتا ہوا کہتا ہے ”اگر ہمیں اس دار فانی میں کوئی کام کرنا ہے۔ اور وہ کرنے کے قابل بھی ہے تو ہم کو ڈرتے کانپتے ہوئے کنارے ہی پر نہ کھڑا رہنا چاہیے۔ ہم سردی اور دیگر خطروں کا اندیشہ نہ کریں۔ بلکہ یہ چاہیے کہ جھم سے پانی میں پھاند پڑیں۔ اور جہان تک بنے ہاتھ پاؤں ماریں“ سب سے بڑی

حیرت کی یہ بات ہے کہ انسان اصلی خطرے کا بہت کم خیال کرتا ہے۔ اور خیالی وہمی دھڑکون سے سہا کرتا ہے۔ لوگ اِس کا زیادہ خیال کرتے ہین کہ ہم ہنسے جائینگے۔

جھوٹی شرم و غیرت کو پاس نہ پھٹکنے دو۔ بطرس حواری نے فریسیون (فقہاے یہود) اور رومی سپاہیون کا پوری طرح سے مقابلہ کیا۔ مگر مقتداے اعظم یہود کے کمرے مین جب اُس پر عورتون اور نوکرون نے قہقہہ اڑایا تو جھیپ گیا۔

شیکسپیر کہتا ہے "پست ہمت اپنی مقررہ موت کے وقت سے پہلے بھی کئی بار مرتا ہے۔ مگر اولوالعزم شخص کو ایک ہی مرتبہ موت آتی ہے"

ڈان کوئگزٹ اپنے اصطبل کی کھڑکی پکڑ کے نیچے لٹک گیا اور خیال کرنے لگا کہ میرے نیچے بہت ہی بڑا عمیق غار ہے۔ مگر جب ماری ٹورنس نے اُس کے ہاتھ سے کھڑکی چھڑا دی اور گرا تو اُسے معلوم ہوا کہ وہ زمین سے چند ہی انچ اوپر تھا۔

وہی شہر جن کو کتاب "پلگرمس پروگرس"[عہ] مین "مس ٹرسٹ" (بے اعتباری) اور "ٹیمورس" (بزدلی) نے خوفناک چیز پایا تھا آخر سبھی کو بھی ملے مگر زنجیر مین جکڑے ہوئے تھے۔

عہ پلگرمس پروگرس (زائر کی معراج) انگریزی کی ایک مشہور معرکۃ الآرا مذہبی و اخلاقی کتاب ہے جسمین تمام برائیان اور بھلائیان مشخص کرکے اشخاص کی صورت مین دکھائی گئی ہین۔ اور ایک طالب نجات کا فرضی سفرنامہ دکھایا گیا ہے۔

بہت سی فوجین جو بڑے بڑے میدانون مین فتحیاب رہی تھین ایک بے بنیاد گھبراہٹ سے رات کو چھپ کے بھاگ کھڑی ہوئین۔ انگریزی زبان کا لفظ پے نِک (اضطراب) نکلا ہی ایک ایسے مآدے سے ہے جس کے معنے بے بنیاد دہشت کے ہین۔ کیا تم نہین دیکھتے کہ دن کے اُجالے مین خوف اور اندیشہ کی اکثر چیزین بے بنیاد ثابت ہو جاتی ہین۔

جی بکلارک کہتا ہے " بہت سے ایسے ڈر ہین جو حباب کی طرح ٹوٹ کے بہ جاتے ہین۔ مگر ہم خود ہی چھوٹے چھوٹے دھڑکون مین مبتلا ہوتے اور اُن کو اپنے دل مین جگہ دیتے ہین۔ بہت سے ایسے غم ہین جو بہت جلد دفع ہو جاتے بشرطیکہ ہم بھی اُن کو چھوڑتے۔ لیکن ہم وہی باتون مین پڑ پڑ کے اُنھین جمع کرتے ہین اور وہ ہمارے لیے ہر قسم کی تکلیفین پیدا کرنے کے باعث ہو چلتے ہین "

وہ شخص جو قانع نہین ہے مندرجہ ذیل صورت مین اپنے دل سے پوچھے کہ کس کو اختیار کرے گا۔ اُس کو اس امر کی امید نہ رکھنا چاہیے کہ اُسے ایک شخص کی تندرستی دوسرے کی دولت اور تیسرے کا محل ایک ساتھ مل جائے گا۔ اگر اُس مین قناعت کا مادّہ نہین ہے تو یا تو وہ یہ چاہے گا کہ تینون چیزون کو ایک ساتھ حاصل کرے۔ اور یا تینون مین سے ایک کو بھی نہ لے گا۔

کولرج نے ایک مرتبہ جبکہ وہ نہایت تکلیف مین تھا سر ہمفری ڈیوی کو لکھا۔ " تمام تبدیلیون ذلتون اور خطرون مین مجھے خدا یاد رہتا ہے۔

اور میرے اس پُر لطف اعتقاد کو برقرار رکھتا ہے کہ مجھ پر جو کچھ گزرتی ہے اُس مین خدا کی رحمتین بھری ہوئی ہین "

لہذا ہرگز نا امید نہ ہو۔ ہر بات مین کبھی نہ کبھی پھر کامیابی حاصل ہو سکتی ہی بجز نا اُمیدی کے۔ گوئٹھ اپنی ایک نظم مین کہتا ہے " اگر جرات گئی تو ساری چیزین جاتی رہین۔ اِس ہمت ہارنے سے تو بہتر تھا کہ تو پیدا ہی نہ ہوتا "

کمپ بل کہتا ہے " برداشت کرنا قسمت پر فتح حاصل کرنا ہے "

کوپر کہتا ہے " تمہارے قدم کو لغزش نہ ہو۔ بس کل تک زندہ رہنا شرط ہی۔ یہ تاریک دن نکل ہی جائے گا "

غلطی ہر شخص کر سکتا ہے۔ کیا خوب کہا گیا ہے " جو شخص غلطی نہین کرتا وہ کچھ نہین کر سکتا۔ ہان ہم کو یہ البتہ چاہیے کہ جب ایک بار غلطی ہو جاے تو پھر دوبارہ وہی غلطی ہم سے سرزد نہ ہو۔ اپنی غلطیون سے سبق حاصل کرو۔ یون تم اُن غلطیون ہی کو اپنے لیے اعلےٰ زندگی تک پہونچنے کا زینہ بنا لوگے " جوزف ہیوم کہا کرتا تھا " ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کی ریاست پر مین ایک قانع و بشاش طبیعت کو ترجیح دونگا "

کام کرنے کے لیے موجودہ زمانہ کو نہایت اہمیت ہے۔ مگر یہ بھی عقلمندی ہے کہ انسان گذشتہ اور آیندہ زمانون پر نظر جمائے رہے۔ ہمارے اکثر مصائب و آلام کا یہ سبب ہے کہ ہم آیندہ زمانے کو حال پر قربان کر دیتے ہین۔ اور آیندہ کی خیالی خوشیون اور راحتون مین مست

ہو کے فی الحال مطمئن ہین - یہ مثل سچ ہے کہ " ایک پرند جو ہاتھ مین ہے ایسے دو پرندون سے اچھا ہے جو جنگل مین ہون " مگر یہ بھی ممکن ہے کہ جو پرند سامنے جھاڑی مین بیٹھا ہوا ہے کبھی پنجرے مین آئے ہی نہین - لیکن آیندہ زمانہ ایک دن ضرور آئے گا - اور **بقول رسکن** کے " وہ لوگ بہت خوش ہین جنکی مسرت دماغ مین ہے - اور حوصلہ جنت مین "

ہم اگر آیندہ کا خیال رکھتے تو زیادہ غلطی مین ہرگز نہ پڑتے - کیونکہ انسان کا فقط یہ کام ہے کہ ناپائدار اور فانی چیز سے قطع تعلق کرے جس کے ساتھ سچی زندگی ہرگز نہین رہ سکتی - بس اتنا کام اُس نے کرلیا تو وہ ازلی خدا اپنی تمام رحمتون کے ساتھ اُس پر نزول فرمائے گا اور اُس کے ساتھ ہی رہے گا - کیونکہ شیکسپیر کہتا ہے " ہمارے شکوک دغاباز ہین - اور اُس اچھی چیز کو جسے ہم غالباً حاصل کرلیتے ہمارے ہاتھ سے چھڑا دیتے ہین اور صرف اتنا خوف دلاکے کہ اس مین کوشش کرنی ہوگی "

ہمت فقط ایک اعلےٰ انسانی صفت ہی نہین ہے بلکہ انسانیت کے اصلی جوہر کا ایک جُز ہے - مرد کو مرد ثابت ہونے کے لیے جری ہونا چاہیے - اسی طرح عورت کو عورت ہونے کے لیے لطیف مزاج ہونا شرط ہے - مگر باوجود اس کے مردون کو جیسے بہادر ہون ویسے ہی لطیف مزاج ہونے کی بھی ضرورت ہے - اور عورتون کے لیے ضرورت ہے کہ جتنی لطیف مزاج ہون اُتنی ہی بہادر بھی ہون -

کسی کام مین بغیر سوچے سمجھے ہاتھ ڈال دینے کا نام ہمت نہین ہے -

ہمت کو اس سے کوئی علاقہ ہی نہین کہ خطرے کو حقارت کی نظر سے دیکھا جائے۔ بلکہ اُس سے مردانہ وار مقابلہ کرنے کا نام ہمت ہے۔ بے کار خطرے مین پڑ جانا ہمت نہین ہے۔ مگر جب کوئی خطرہ آکے پیش ہو جاتا ہے تو اُس کے ساتھ بزدلی بھی آجاتی ہے۔ بہادری اور سکون سے اُس کا مقابلہ کرنا ہی سلامتی کا ٹھیک راستہ ہے۔

میدان جنگ مین دشمن کے سامنے سے بھاگ کھڑا ہونا اپنی جان دینے کا سامان کرنا ہے خاصکر اُن لوگون کے لیے جو اچیلیز عـ۵ کی طرح سے یہ خصوصیت رکھتے ہون کہ سوا ایڑی کے اور کسی جگہ جسم پر چوٹ ہی نہ کھا سکتے ہون۔

برک کہتا ہے "کسی چیز کے ازحد خوفناک بنانے کے لیے علی العموم اُس کا مجہول الحال ہونا ضروری ہے۔ جب ہم کسی خطرے کی پوری مفصل کیفیت سے آگاہ ہو جاتے ہین۔ اور آنکھون کو اُس کا عادی بنا لیتے ہین تو پھر اُس کے متعلق جو کچھ خیالات ہوتے ہین اُن کا زیادہ حصہ غائب ہو جاتا ہے۔" ایک پُرانی کہانی ہے کہ "ہرن پرون سے (جنھین شکاریون نے دھوکا دینے کے لیے سامنے کر دیا تھا) بھڑک کے شکاریون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا۔ اور ایک لشکر نے بھیڑون کے گلہ کی گرد اُڑتے دیکھ کے اُسے دشمن کی فوج تصور کیا اور راہ فرار اختیار کی۔"

عـ۵ اچیلیز یونانیون کا اسفندیار ہے جس کی نسبت پُرانا شاعر ہومر کہتا ہے کہ سوا ایڑیون کے اور کسی جگہ وہ چوٹ نہ کھا سکتا تھا۔

تم کو چاہیے کہ بڑے بھی اور اولوالعزم رہو۔ اور خطرے کے کانٹون مین سے سلامتی کے پھول چن لو۔ ایک مشرقی مثل ہے۔ " سلامتی کے دامن مین قناعت کے پاؤن پھیلا دو"

بہت زیادہ کی ہوس نہ کرو۔ اور نہ فوراً ہی کامیاب ہوجانے کی امید رکھو۔ ہر نعمت اُنھین لوگون کو ملتی ہے جنھین انتظار کرنا آتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے " زندگی کا سب سے زیادہ تاریک سایہ وہ ہے جو انسان کو خود اپنی روشنی مین کھڑے ہونے سے نظر آتا ہے" ہم لاکھ جتن کرین رنج وغم کا سامنا ضرور ہوگا۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اُسے بہادری سے برداشت کرین۔

رچپیر کہتا ہے " جب بُرے دن آئین اچھے دنون کو یاد کرلیا کرو۔ جان لو کہ برداشت کرنا اور قوی دل رہنا کتنا بڑا کام ہے" ہمارے پاس بقول شیکسپیر کے یہ تسلی کی بات ضرور ہے کہ " جو ہونا ہو ہو۔ کیونکہ سخت سے سخت زمانہ بھی گزر جاتا ہے" بقول جارج میکڈانلڈ کے " اگر دل سچا ہے اور اُس مین سچی محبت ہے تو زمانہ ہرگز تکلیف نہ دے گا۔ کیونکہ اگر غم کا کہرا پڑ رہا ہو اور آنسوؤن کا مینہ برستا ہو تو محبت اُسے دل کے خوشگوار دھوپ بنا دے گی (ہندوستان مین دھوپ کی جگہ چاندنی کہا جاے تو زیادہ دلچسپ ہوگا) جاڑے کے بعد گرمی آتی ہے۔ رات کے بعد روز روشن ہوتا ہے۔ اور طوفان کے بعد سکون" ہمارا راستہ چاہے کیسا ہی تاریک ہو مگر خیال رکھو کہ زمانہ سخت ترین المون کو

بھلادے گا۔ ممکن ہے کہ رات تکلیف مین بسر ہو۔ مگر صبح کو آرام حاصل ہو جائے گا۔

لانگ فیلو کہتا ہے "اے غمزدہ دل خاموش رہ! اور اس ملال سے باز آ! بادلون کے اُدھر آفتاب اب بھی چمک رہا ہے۔ جس طرح تیری قسمت ہے ویسی ہی اور لوگون کی بھی ہے۔ جہان زندگی ہے وہان تھوڑا پانی ضرور برسے گا۔ اسی طرح چند روز تاریکی اور دشواری کے بھی ہوتے ہین"

اگر کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہو جو بظاہر بدقسمتی معلوم ہوتی ہے تو یقین جانو کہ آخر مین ایسا نہ ہو گا۔ ظاہری صورت اکثر دھوکا دینے والی ہوتی ہے۔ ہم ایسی دنیا مین نہین رہتے ہین جس مین ادنے ادنے باتون پر ہمت ہار دی جاے۔ غم والم اکثر دوستون کے بھیس مین آتے ہین۔ نلسن نے اپنی اُس آنکھ کو جو ضایع ہو چکی تھی دوسری طرف کر لیا کیونکہ فوج کو جو واپسی کا اشارہ کیا گیا تھا اُسے وہ دیکھنا نہین چاہتا تھا۔

سر ایم گرانٹ ڈف اپنی "رینان کی دلچسپ سوانح عمری" مین کہتے ہین "بہت سے ایسے لوگ ہین جن کی زندگی سے ہمین کوئی سروکار یا دلچسپی نہین ہوتی مگر اُن کی موت پر ہم حسد کرتے ہین"

تاریخ مین دیکھو جس طرح بہتون کے لیے ابدی زندگی کا ذریعہ تاج وتخت ہوا ہے ویسے ہی بہتون کے لیے قتل گاہ ہوئی ہے۔ اگر ہم تکلیف مین ہین تو یا تو اُس مین خود ہمارا قصور ہو گا یا ہماری وہ تکلیف

عام خلق اللہ کی رفاہ کے لیے ہوگی۔

شیکسپیر کہتا ہے "عقلمند آدمی اپنے نقصان پر بیٹھ کے روتے نہین بلکہ شگفتگی کے ساتھ اُس مضرت کے دُور کرنے کی تدبیرون مین مصروف ہوتے ہین"

علاوہ برین جب ہم زندگی کی بیشمار نعمتون سے لطف اُٹھائین اور شکرگزار ہون تو اُسوقت، ہمین اپنے آلام و ہموم پر اس طرح نظر نہ ڈالنی چاہیے کہ گویا ہم کو فقط غم ہی سے سابقہ رہا۔ مستقل اور غیر متغیر کامیابی سے کوئی شخص اچھا نہین ہوجاتا۔ اُس کی یہ کامیابی اگر ایک حد سے گزری ہوئی آزمائش نہ بھی ہو تو یقیناً اُسے بھکانے اور مضمحل کرنے والی ہوگی۔ دشواریون پر غالب آنا۔ ہوسون کو روکے رہنا۔ غمون کو دلیری سے برداشت کرنا ہی وہ چیزین ہین جو ترقی دلاتی ہین۔ قوی بناتی ہین۔ اور انسان مین شریفانہ اخلاق پیدا کرتی ہین۔

گے کی کہتا ہے "بڑی بات یہ ہے کہ ہم اُس ابدیت حقیقی کی طرف دوبدورہ کے قدم بڑھائین اور وقار کے ساتھ جائین" ہم تو انگلستان میں گرمیون کی لطیف ہوا اور روشن آفتاب سے نہایت لطف اُٹھاتے ہین مگر قدرت اپنی خوشنمائی و عظمت ظاہر کرنے مین جاڑون کی برف اور تند ہواؤن کی زیادہ زیر بار ہے۔

کنگسلے اپنے ایک قصیدے مین شمالی مشرقی ہوا کے بارے مین ٹھیک کہتا ہے "شیرین جنوبی ہوا کو عشاق کی آہون کے ساتھ

چلنے دو۔ جبکہ کابل عشق باز حسین عورتون کی چشم نرگسین کے سامنے لطف اُٹھا رہے ہون۔ یہ جنوبی ہوا بجز اس کے کہ دل اور قلم کو یکسان طور پر لطیف بنائے اور کیا کرتی ہے؟ یہی سخت اور مفید موسم ہے جس مین جفاکش انگریز نشو و نما پاکے تیار ہوتے ہین۔ مگر کالی شمالی و مشرقی ہوا جو برف کے طوفانون مین گونجتی ہوئی آتی ہے وہ ہمارے انگریزی دلون کو جو گویا شاہ بلوط کی مضبوط لکڑی کے بنے ہوئے ہین سمندر کی جانب لے جاکے ساری دنیا مین پھراتی ہے۔ آ! اور ہمارے جسم مین وائکنگ کے پرانے خون کو حرکت دے! دماغ اور رگ پٹھون مین چستی پیدا کر! ہان اے خدا کی بھیجی ہوئی ہوا یونہین چلے جا!"

مصائب ایک شمالی و مشرقی نصیحت ہین۔ جو ہمین طاقتور اور مضبوط بناتے ہین۔

اپکٹے ٹس کہتا ہے "تم کیا خیال کرتے ہو کہ اگر شیر۔ اژدہا بارہ سنگھا۔ اور سنبڈ یلا۔ جنھین ہرقلوس نے دفع کر دیا تھا نہ ہوتے تو کیا ہرقلوس ہوتا؟ اگر اس قسم کی چیزین نہ موجود ہوتین تو وہ کیا کمال دکھاتا؟ کیا یہ صاف طور پر آشکارا نہین ہے کہ ایسی صورت مین وہ چادر تان کے سو رہتا۔ اور جب وہ اپنی زندگی ایسے خواب نوشین اور عیش و تنعم مین بسر کرتا تو ہرقلوس ہرگز نہ مشہور ہوتا۔ اور اگر ہوتا بھی تو کس کام کا ہوتا؟ اگر ایسے واقعات و حالات پیش آکے اُسے زور آزمائی پر نہ آمادہ کرتے تو اُس کے زور بازو و اُسکے دیگر اعضا کی قوت اُس کے استقلال اور اُسکے

شریفانہ جوش سے کیا نتیجہ حاصل ہوتا؟"

جب سقراط کو سزاے موت دی گئی تو اپولوڈورس افسوس کرنے لگا کہ "آپ بیگناہ پکڑے گئے ہین"۔ اِس پر اُس حکیم برحق نے کہا "تو کیا تم چاہتے ہو کہ مین سچ مچ مجرم ہو جاؤن؟"

بطرس حواری کہتا ہے "یہ بات تعریف کے قابل ہے کہ کوئی شخص خدا کی راہ مین مصیبتین برداشت کرے۔ اگر تم جرم مین سزا پاؤ اور اُسے صبر سے برداشت کرو تو یہ کون سی ناموری ہے؟ لیکن اگر تم اچھا کام کرو۔ پھر اُس پر سزا پاؤ۔ اور اُسے صبر و شکر سے برداشت کرو تو اُسے اللہ جل شانہ ضرور قبول فرمائے گا۔"

سولھوان باب

نیکوکاری

یہی نہین کہ ہمین دوسرون کے ساتھ ایسا ہی تاؤ کرنا چاہیے جیسا کہ اُن کا برتاؤ اپنے ساتھ چاہتے ہین۔ بلکہ اُن کے حال پر ویسا ہی مہربان بھی رہنا چاہیے جیسا کہ ہم اُنھین اپنے حال پر مہربان چاہتے ہین۔ اگر ہم اُن کو معاف نہ کرین تو پھر ہم کیونکر امید کر سکتے ہین کہ وہ ہمین معاف کرین گے۔ علاوہ برین مجموعی طور پر نظر ڈالنے سے ہمین نظر آئے گا کہ دوسرون کا اندازہ نیکی سے کرنا نہ کرنے سے بہتر ہی ہے۔

بعض اشخاص کو خیال ہوتا ہے کہ زندگی کی دشوار منزلون مین

قدم رکھین جیساکہ ہنی بال نے کو ہسار آلپس کے قطع کرنے مین کیا۔

اور لوگ بھی ایسے ہی ایثار نفس کے لیے تیار ہین مگر مہربانی وشفقت کے اُن چھوٹے چھوٹے کامون مین غفلت کرتے ہین جن سے زندگی کی مسرت اور آب وتاب بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔

گو ہمارے پاس شکایت کرنے کے وجوہ موجود بھی ہون مگر مضرت شاذ ونادر ہی ایسی سخت ہوتی ہے جیساکہ ہم اُسے خیال کرتے ہین۔ یا ایسی کہ اُس کے دُور کرنے کی کوشش سے مضرت اور زیادہ بڑھ جاتی ہو۔ ہمین اصلی مضرت سے اتنا ضرر نہین پہونچتا جتنا کہ اُس کا انتقام لینے کی کوشش سے پہونچ جایا کرتا ہے۔ اور جب کسی نے دوسرے کو ضرر پہونچانے کی کوشش کی اُسی وقت اُس سے زیادہ نقصان خود اُٹھا لیا۔ ”شہد کی مکھی جب غصہ سے ڈنک مارتی ہے تو خود مرجاتی ہے“

سنتے ہین کہ گدھ کے دماغ مین سڑے ہوئے گوشت کے سوا اور کسی چیز کی بو نہین جاتی۔ اور امریکا کے کاٹ کھانے والے کچھوے کا معمول ہے کہ انڈے چھوڑنے سے پہلے ہی کاٹتا اور ساتھ ہی مرجاتا ہے۔

اِسی طرح بعض لوگ بھی دنیا مین عیب ڈھونڈھتے پھرتے ہین۔ جس حال مین ہو اعتراف کرلینا نکتہ چینی کرنے سے بہتر ہے۔ اور عیب نکالنا دراصل سچی نکتہ چینی نہین ہے۔ ممکن ہے کہ برتنون کی الماری مین ہڈیون کا ایک ڈھانچا رکھا ہوا ہو۔ مگر غالباً اُس مین صرف وہی نہ ہوگا کچھ اور چیزین بھی ہون گی۔ اکیلی ہڈیون سے آدمی نہین بن جاتا ہے۔

ممکن ہے کہ نکتہ چینی سچی ہو۔ لیکن کیا اُس کے سوا اور کوئی سچی
بات نہین ہے؟ تھیٹر کے پردون کے پیچھے (اسٹیج کے اندر) جاکے دیکھنا
بہت ہی دلچسپ ہوتا ہے۔ مگر تماشا دیکھنے کے لیے وہ بہترین جگہ نہین ہے۔
کوشش کرو کہ لوگون کے متعلق بھی اور زندگی کے بارے مین بھی
تمھاری نظر بھلائیون پر پڑے نہ بُرائیون پر۔ بس اتنی کوشش کرو
اور تمھین وہ اصلی چیز نظر آجائے گی جو دیکھنے کے قابل ہے۔

ہمیشہ تحمل سے کام لو۔ ہم جانتے ہین کہ بچے ضدی ہوتے ہین
مگر دس مین سے نو واقعات مین اِس کا باعث صرف یہ نظر آئے گا کہ اُنھین
تکلیف پہونچتی ہے۔ اور امور کی طرح اس باب مین بھی تم سمجھ لو کہ سب زن
و مرد وہ بچے ہی ہین جو بڑھ کے بڑے ہوئے ہین۔ جن لوگون کو ہم جھگڑالو
دیکھتے ہین اگر اُن کے تمام واقعات سے ہم باخبر ہون۔ اور اگر ہمین معلوم
ہو کہ اُن کے دل دُکھتے رہے ہین تو اکثر کے بارے مین یہی ہوگا کہ بجاے
اِس کے کہ اُن پہ غصہ آئے ہمین اُن کے حال پر ترس آجاے گا۔

ہم کسی کو بیمار سنتے ہین تو تیمارداری کے لیے کیسے تیار ہو جاتے ہین؟ کوئی تدبیر
اور دوڑ دھوپ اُٹھا نہین رکھتے۔ اور جو تدبیر خیال مین آتی ہی کرتے ہین۔ مگر یہ برتاؤ
بیماری ہی تک کیون محدود رہے؟ کیا اچھا ہوتا کہ ہم اُن پر ہمیشہ ایسے ہی مہربان رہتے۔ اور اُن کی شکایتون کا لحاظ کرتے
ہم دوسرون کی سخت فکرون۔ المون۔ اور اُن کی پوشیدہ تکلیفون
سے واقف نہین ہین۔ واقف ہو جانے کے بعد بھی اگر تمھین شکایت
کا محل نظر آئے تو اُسے معاف کر دو۔ اس کا اندیشہ نہ کرو کہ تمھین بہت

زیادہ معاف کرنا پڑے گا۔ ہر معاملہ مین اور ہر شخص کے ساتھ وہی کارروائی کرو جو سب سے اچھی ہو۔

یہ ایک عمدہ لاطینی کہاوت ہے کہ "مُردون کا ذکر اچھائی سے کرو" مگر اس سلوک کو مُردون ہی تک کیون محدود رکھا جلے؟ یہ کیا بات ہے کہ متقدمین ایک کلمہ خیر یا کسی اچھے کام کے متعلق ہم بہت سی بیہودہ کہانیان اور ناپسندیدہ تشریحین سنتے ہین۔ اس سے کسی قدر بڑھ ہی کے اچھا ہوتا اگر لوگ زندہ لوگون کا ذکر بھی اُسی طرح کیا کرتے جس طرح کہ مُردون کا ذکر کرتے ہین۔

دوسرون کو الزام دینے سے اگر تم کلیتہً باز نہین رہ سکتے تو اتنا ہی کرو کہ کسی کو الزام دینے مین جلدی نہ کیا کرو۔ اے۔ اے پراکسٹر کی ایک نظم مین ہے:-

"کسی کے بارے مین قیاس سے فیصلہ نہ کر لیا کر۔ تو اُس کے دماغ اور اُس کے دل کو نہین دیکھ سکتا۔ تیری خیرہ آنکھون کو جو داغ نظر آتا ہے ممکن ہے کہ خدا کی نورانی آنکھون مین وہ کسی ایسے فتحیابی کے میدان جنگ کے زخم کا نشان ہو جہان تُو ہوتا تو تیرے حواس جاتے رہتے۔ اور ہمت ہار دیتا"

ایسے موقع ہو سکتے ہین اور یقیناً ہون گے جنمین ناپسندیدگی کا اظہار ضروری ہو۔ لیکن علے العموم یہ بات ہے کہ کسی مہربانی کے لفظ

زبان سے نکالا ہی نہ جاے۔ سڈنی اسمتھ کے حالات مین ہے کہ اُنھون نے ایک
شناسا کے پاس جو پیٹھ پیچھے اُسے بُرا بھلا کہہ رہا تھا یہ پیام کہلا بھیجا "جس وقت
مین موجود نہ ہون اُس وقت اگر آپ مجھے ٹھوکر بھی مارین تو مین آپ کا خیر
مقدم ادا کرون گا" تاہم ہم مین اکثر لوگ ایسے ہین جن مین اگر کوئی عیب
ہو اور دو بد وکہہ دیا جاے تو سُن لیتے ہین۔ لیکن جب اُن کو پیٹھ پیچھے الزام
دیا جاے جہان وہ جواب دینے کے لیے موجود نہ ہون تو بُرا مانتے ہین۔ جب
تم دوسرون کی بیہودگیان بیان کرتے ہو تو لوگ تمھارے ساتھ شریک
ہو کے ہنستے اور بظاہر خوش ہوتے ہین۔ مگر یقین جانو کہ نتیجہ مین یہ خیال
اُن کے دلون مین ضرور گزرے گا کہ کبھی یہ ہم پر بھی یونہین ہنسین گے۔
اور اُس وقت وہ تمھاری نسبت اچھی راے نہ قائم کرین گے گو ایک گھڑی بھر کے
لیے دوسرون پر ہنسنے مین تمھارے ساتھ شریک ہو گئے ہون۔

جانورون کے بارے مین بھی مجھے دو کلمہ کہدینا چاہیے۔ حکیم
سنیکا نے ٹھیک کہا ہے کہ کتیون۔ گھوڑون۔ جانون۔ اور کتون (اور
ہمین اب ہندوستون کو بھی شامل کرنا چاہیے) کے ذریعہ سے ہم ہمیشہ جاندار
مخلوقات سے برسرپیکار رہا کرتے ہین۔ بظاہر ہمین اپنی زندگی کے لیے ضرورت
ہے کہ کسی حد تک دیگر حیوانات کو اپنے کام مین لائین۔ اُن سے منفعت
اُٹھانے کی وجہ سے ہمین چاہیے کہ جہان تک بنے اُنھین غیر ضروری اذیت
پہونچانے سے محترز رہین۔

ورڈسورتھ کہتا ہے "ہمین اپنی مسرت یا اپنے فخر و ناز کو ادنے

درجہ کی ذی جس چیزون کے غم سے آلودہ نہ کرنا چاہیے "

علے ہذا القیاس ٹامس آف کمپیس کا قول ہے " اگر تیرا دل سچا ہو تو ہر مخلوق تیرے لیے زندگی کا ایک آئینہ اور مقدس اصول کی ایک کتاب بن جائے گا "

اب ہم مین سے اکثر لوگون کے نزدیک یہ متیقن نہین ہے کہ جانور بھی جان رکھتے ہین ۔ اور غالباً بڑھاپے وزلے اور کنگسلے تک انسانون کے غالب گروہ کا یہی خیال رہا ہے ۔

طیور مین بے شک کوئی ایسی چیز ہے جو خاص طور پر روحانی ہے ۔

بقول ٹامس آف کمپس سنیٹ فرنسیس نے اپنی نسبت اس کا بخوبی یقین کرکے کہ مین ایک روحانی ہستی ہون خیال کیا کہ " کم ازکم یہ ممکن ہے کہ چڑیان بھی میری طرح ایک روحانی ہستی رکھتی ہون ۔ اور میری ہی طرح فانی گوشت کے جسد مین نمودار ہوئی ہون " اور اس مین انسانی عظمت کا کوئی تنزل نہین تصور کیا کہ ایسی خوبصورت اور ایسی عجیب وغریب مخلوق مین (جن کی نسبت اپنے پرانے مذاق کے مطابق اُس نے خیال کیا کہ جس طرح ملائکہ آسمان پر خدا کی تسبیح وتہلیل کرتے ہین وہ جنگلون مین کیا کرتے ہین) اور انسان مین الفت ومحبت کا کوئی رشتہ قائم ہو ۔

بہر حال چاہے جو ہو مگر یہ یقینی ہے کہ جانورون کے ساتھ مہربانی کا سلوک ہونا چاہیے اور اُن کی تکلیف کا خیال رکھنا چاہیے ۔ اُن کو کوئی غیر ضروری اذیت پہونچانا ظلم ہے ۔

ورڈس ورتھ اچھے آدمی کی زندگی کا بہترین حصہ اُس کے لطف و محبت کے چھوٹے چھوٹے بے پتہ اور بھولے بسرے کاموں کو بتاتا ہے۔

اور کولرج سچ کہتا ہے "اُس کی عبادت اچھی عبادت ہے جو آدمیون چڑیون اور چوپاؤن سب سے اچھی طرح محبت کرتا ہے۔ اور اُسکی عبادت بہترین عبادت ہے جو بڑی چھوٹی تمام چیزون سے بہت ہی اچھی طرح محبت کرتا ہے۔ کیونکہ پیارا خدا جو ہم سے محبت کرتا ہے اُس نے سب کو بنایا اور سب کو پیار کرتا ہے"

شیکسپیر کے تمام شاندار فقرون مین اِن فقرون سے زیادہ باعظمت نہ ملین گے:۔

"رحم کی صفت بے عیب ہے۔ اُس کا نزول ویسا ہی عمدہ ہے جیسے کہ مینہ کا برسنا جو آسمان سے زمین پر آتا ہے۔ اُس مین دوہری برکت ہے۔ ایک برکت اُس کے لیے جو رحم کرتا ہے۔ دوسری برکت اُس کے لیے جس پر رحم کیا جاتا ہے۔ وہ اعلےٰ سے اعلےٰ عظمت ہے۔ وہ صاحب تاج بادشاہ پر تاج سے زیادہ زیب دیتی ہے۔ بادشاہون کا عصائے فرمان روائی بے شک اُن کے جلال کی قوت کو ظاہر کرتا ہے جس سے رعب و داب وابستہ ہین۔ اور جس سے بادشاہون کی ہیبت و سطوت نمایان ہوتی ہے۔ لیکن رحم اُس عصائے سلطنت پر بھی بالا ہے۔ اُس کا سریر فرمان روائی بادشاہون کے دلون مین بچھتا ہے۔ اور وہ ایک ایسی صفت ہے جو خاص اللہ جلشانہ کی جانب منسوب ہے۔ اور جب رحم اپنی عدالت شروع

کرتا ہے تو دنیوی طاقت سے شان ربانی نمودار ہونے لگتی ہے "

نیکی اکثر خیرات کے مرادف خیال کی جاتی ہے۔ اور حقیقت مین یہ ٹھیک بھی ہے۔ جیسا کہ مشہور یونانی الفاظ مین ہے "تمام آدمیون کو اجنبی ہون یا غریب زیُوس (سب سے بڑا دیوتا = مہادیو) کے پاس سے روزی پہونچتی ہے۔ اور خیرات چاہے کیسی ہی ذراسی ہو شیرین ہے"

باوجود اس کے خیرات نکوکاری کی صرف ایک صورت ہے۔ لیکن مخصوص تر صورت۔ اور وہ صورت جو اگر عقلمندی سے نہ عمل مین لائی جائے تو بجائے فائدے کے زیادہ ضرر پہونچا دیتی ہے۔

بہت زیادہ اہمیت اس کو ہے کہ دل مین درد اور محبت ہو۔ **پوپ** کہتا ہے " (خداوندا!) مجھے یہ سکھا کہ دل مین دوسرے کی تکلیف کا درد پیدا ہو۔ اور جن کے عیبون کو دیکھون چھپاؤن۔ اور میرے حال پر ایسا رحم کر کہ مین دوسرون کے ساتھ رحم ظاہر کر سکون "

تمھین جو اذیتین پہونچین اُنھین بھُلا دو۔ مگر دوسرون کی مہربانیون کو ہرگز نہ بھولو۔ **شیکسپیر** کہتا ہے "ایک احسان فراموش بیٹا رکھنا سانپ کے دانت سے بھی زیادہ کاری ہے"

سنیکا کا قول ہے " دنیا مین کتنے ہین جو دن کی روشنی کو نہین برداشت کر سکتے مگر پھر بھی آفتاب نکلے ہی جاتا ہے "

جو لوگ دوسرون کو معاف نہین کرتے وہ خود معاف کیے جانے کی امید نہین کر سکتے۔

ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین "فرض کرو تمھین یہ اندیشہ ہو کہ مرنے کا وقت آگیا۔ موت سر پر کھڑی ہے۔ اور تم کو اُس عادل حقیقی کے دربار مین برہنہ اور بغیر پردہ پوشی کے پیش ہونا اور اِس کی جواب وہی کرنا ہے کہ دوسری مخلوقون کے ساتھ تمھارا کیسا برتاؤ رہا۔ اُسوقت یہ خیال کہ جن لوگون سے تم کو دُکھ پہونچا تھا اُن کے ساتھ تم نے سنگدلی اور بے رحمی کی کس قدر تکلیف دینے والا ہوگا۔ اور کیا اس سے بھی بڑھ کے کوئی چیز تمھاری نظر مین اُس عدالت کو زیادہ خوفناک ثابت کرنے والی ہو سکتی ہے؟ دوسرون سے درگزر کرنا ہی ایک ایسی چیز ہے جو اُس وقت تمھارے کام آئے گی۔ اور اِس کے سوا اور کسی بات سے تمھین مغفرت کی امید نہین ہو سکتی"

انھین اندیشون کی جانب حضرت مسیح نے تمثیلاً اشارہ فرمایا ہے کہ "اگر تم اپنے ہر بھائی کی چیرہ دستیون کو دل سے معاف نہ کروگے تو میرا آسمانی باپ بھی تمھارے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرے گا"

یہ ربانی فرمان کہ دشمنون سے جو ایذائین پہونچی ہین معاف کر دی جائین۔ اور اُن کے ساتھ محبت رکھی جائے باوجودیکہ دیگر مذاہب کے اصول اخلاق مین بھی موجود ہے مگر خاص مسیحی تعلیم ہے۔ انجیل مقدس بار بار زور دے کے کہتی ہے "کیونکہ اگر تم لوگون کی ایذا رسانیون کو معاف کر دوگے تو تمھارا آسمانی باپ بھی تمھارے گناہون کو معاف کر دے گا۔ لیکن اگر تم لوگون کی ایذا رسانیون کو نہ معاف کروگے تو تمھارا آسمانی باپ تمھارے گناہون کو ہرگز نہ معاف کرے گا"

نہین معاف کرنا ہی کافی نہین ہے۔ ہمین اس سے بھی بڑھ کے کرنا چاہیے۔ انجیل مقدس مین ہے۔ "مین کہتا ہون کہ اپنے دشمنون سے محبت کرو۔ جو تم پر لعنت بھیجے تم اُس کو دعا دو۔ جو تم سے نفرت کرے تم اُس کے ساتھ بھلائی کرو۔ اور اُن لوگون کے حق مین دعاے خیر کرو جو تمھاری تحقیر کرین اور تم پر جور کرین۔ تاکہ تم اپنے اُس باپ کے فرزند بن سکو جو آسمان پر ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنا آفتاب اسلیے بنایا ہے کہ بُرے بھلے سب پر طلوع کرے۔ اور عادل وظالم سب پر اپنا مینہ برساتا ہے"

سنیٹ پال نیکوکاری کی نسبت کہتا ہے "نیکی بڑی برداشت والی ہے۔ اور مہربان ہے۔ نیکی حاسد نہین۔ نیکی اپنی بڑائی نہین کرتی۔ اپنے اوپر پھُولتی نہین۔ کوئی نامناسب برتاؤ نہین کرتی۔ اپنا مطلب نہین ڈھونڈھتی۔ ذراسے مین چڑھ نہین جاتی۔ بُرائی کا خیال بھی نہین کرتی۔ باطل سے نہین خوش ہوتی مگر حق سے مسرور ہوتی ہے۔ تمام باتون کوانگیز کرتی ہے۔ تمام باتون کا یقین کرتی ہے۔ سب چیزون کی امید رکھتی ہے۔ اور سب چیزون کا تحمل کرتی ہے"

انجیل مین ہے "نیکی ہرگز ناکام نہین ہوتی۔ اگر پیشین گوئیان ہین تو وہ پوری نہ اُتریں گی۔ اگر زبانین ہین تو وہ رُک جائین گی۔ اگر علم ہے تو وہ محو ہوجائے گا۔ بس فقط یہ تین چیزین رہ جاتی ہین۔ ایمان۔ امید۔ اور نیکی۔ مگر ان تینون مین سب سے بڑی نیکی ہے"

سترھوان باب

چلن

محض دنیوی عروج کے لحاظ سے دیکھا جاے تو انسان کی ترقی
مین جتنا دخل چلن اور استقلال کو ہے ذہانت و ہوشیاری کو نہین - گو کہ
بین چلن کی اہمیت کو اس قسم کے کسی خیال پر منتبنی نہ کرون گا تاہم اور کسی
حیثیت سے بھی اُس کی ادلویت اِس سے کم نہین ہے - سچ کے جاننے سے
سچائی پر عمل کرنا زیادہ معتم بالشان ہے - یا یہ کہا جاے کہ ہم دنیا مین
سرسبز و شادکام ہونا چاہتے ہین تو ہمین ٹھیک اسی راستہ پر چلنا چاہیے -
روشن کاموں ہی سے روشن دن آتے ہین -

زندگی کی قدر و قیمت کا اندازہ اُس کی اخلاقی حالت سے ہوتا ہے"
کیبل کہتا ہے " بس دل مین ٹھان لو کہ اپنے کانشنس کی ہدایت پر عمل
کرنے مین تم تردد اور پس و پیش نہ کرو گے پھر سمجھ لو کہ ہر ایسی نعمت جس کی
کسی گنہگار آدمی کو امید ہو سکتی ہے اُس کی کنجی تمھارے ہاتھ مین ہے "

اپنے فرض کے بجالانے مین غفلت یا لیت و لعل کرنے سے تم زندگی
کی طولانی دوڑ مین اپنی مسرت کو ہرگز نہ بڑھا سکو گے - بقول **ورڈس ورتھ**
کے اس بات کی خصوصیت جس قدر ایک غفلمند آدمی کے لیے ہے اُتنی ہی ایک
اچھے آدمی کے لیے بھی ہے کہ " وہ بزدلانہ خوف و خطر کو پاس نہین بھٹکنے دیتا -
اپنے فرائض کی انجام دہی مین بھروسہ کے ساتھ کام کرتا ہے - ہزار ہا خطرونکا

مقابلہ کرتا ہے۔ اور خدا پر بھروسہ کرکے سب پر غالب آتا ہے ''

زندگی کے کامیاب بنانے کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے؟

بلیکی کے قول کے مطابق وہ صرف ایک چیز ہے۔ روپیہ نہین چاہیے۔ طاقت کی ضرورت نہین۔ ہوشیاری کی احتیاج نہین۔ شہرت کی حاجت نہین۔ آزادی کی ضرورت نہین۔ حتی کہ اکیلی تندرستی بھی وہ چیز نہین جس کی ضرورت ہو۔ وہ صرف چلن ہے۔ وہ راے جسے خوب شائستہ بنا لیا گیا ہو اکیلی وہی وہ چیز ہے جو حقیقت مین ہمین بچا سکتی ہے۔ اور اگر ہم اس خاص حیثیت سے نہ بچ سکے تو یقیناً تباہ ہون گے ''

تمھارا چلن ویسا ہی ہوگا جیسا کہ تم اُسے بنانا چاہو گے۔ ہم سب شاعر یا موسیقی دان یا بڑے مصوّر۔ یا صاحب علم نہین ہو سکتے۔ بقول **مرقس اوریے لیوس** کے ''اِن کے سوا اور بھی بہت سی چیزین ہین جن کی نسبت تُو نہین کہہ سکتا کہ مین فطرۃً اُن کے لیے بنا ہون۔ لہذا اُن صفات کو اختیار کر جو فی الجملہ تیری اقتداری ہین۔ وہ کیا ہین۔ خلوص۔ متانت جفاکشی۔ ترک عیش۔ فیاضی۔ راست بازی۔ فضول باتون سے احتراز۔ لغویات سے بچنا۔ اور اُلوالعزمی۔ کیا تو نہین دیکھتا کہ کتنے ایک صفات ایسے ہین جن کے حاصل کرنے کے لیے تو اسی وقت تیار ہے۔ جن کے بارے مین فطری ناقابلیت یا غیر موزونی کا عذر نہین پیش کیا جا سکتا؟ اور باوجود اس کے تو خود ہی پستی مین پڑا ہوا ہے۔ یا اس وجہ سے کہ فطرت نے تجھے غیر مکمل رکھا ہے کیا تو اس بات پر مجبور ہے کہ شکایت کرے۔ ذلیل و حقیر بنے۔ خوشامدین کرے

اپنے جسم مین عیوب نکالے۔ لوگون کے خوش کرنے کی کوشش کرے۔ تقدیر سے ناراضی ظاہر کرے۔ اور اپنے دل کو چین نہ لینے دے؟ خدا کی قسم ایسا نہین ہی۔ چاہیے تھا کہ تو مدتون پیشتر ہی اِن چیزون سے نجات پا چکا ہوتا۔ اگر تو فی الواقع ایک حد تک کاہل اور غبی ہونے کا ملزم قرار دیا جا سکتا ہے تو تجھے اس بارے مین اور کوشش کرنی چاہیے۔ نہ یہ کہ غفلت کرے اور کاہلی ہی سے لطف اُٹھاتا رہ جاے ؛؛

کوئی ایسا کام ہرگز نہ کرو جس پر تمھین شرمندہ ہونا پڑے۔ ایک اچھی راے ہے جو تمھارے حق مین نہایت بکار آمد ہو سکتی ہے۔ وہ یہ ہے **جو سنیکا** کہتا ہے کہ ،، ایک مطمئن دل ایک مسلسل قائم رہنے والی ضیافت ہی؛؛

فرنیکلن کی نہایت اعلےٰ نصیحتون کے ہم شکر گزار ہین۔ مگر اُس نے ایک ایسی تدبیر نبائی ہے جس کی مین تائید نہین کر سکتا۔ صفات حسنہ کی ایک واضح و مختصر فہرست دینے کے بعد وہ کہتا ہے ،، میرا ارادہ تھا کہ اِن سب صفات کو حاصل کر لون۔ مین نے تصفیہ کیا کہ اِن سب کے یکبارگی حاصل کر لینے کی کوشش کرنا مناسب نہ ہوگا۔ بلکہ ہر ایک کی تحصیل کے لیے زمانہ مقرر کرنا چاہیے۔ تاکہ جب ایک کو حاصل کر چکون تو دوسری کی جانب توجہ کرون۔ اور اُس کے بعد اور صفات کی تحصیل کی کوشش کرون یہان تک کہ پوری تیرہون صفتین مجھ مین پیدا ہو جائین۔ وہ تیرہ صفات یہ ہین ترک مے کشی۔ خاموشی۔ باضابطگی۔ استقلال۔ کفایت شعاری۔ صنعت وحرفت۔ سادگی۔ عدالت شعاری۔ اعتدال۔ صفائی۔ طمانیت۔ عفت۔ اور فروتنی ،،

مگر مشکل معلوم ہوتا ہے کہ اپنی اس تدبیر پر وہ فی الواقع عمل بھی کر سکا ہو۔ کیونکہ مثل مشہور ہے "اگر تم شیطان کے کسی ایک عزیز کو اپنے گھر مین لے آؤ گے تو آہستہ آہستہ اُس کا سارا کنبہ آ پہونچے گا"

بشپ ولسن کہتا ہے "کسی کی نسبت یہ سن کے کہ اُس نے کسی غریب کو اسلیے روپیہ دیا کہ شراب خانے مین جا کے شراب پیے۔ یا قمارخانے مین پہونچ کے جُوا کھیلے۔ یا بازار مین جا کے چند لغو کھلونے خریدے ہمین کس قدر متحیر بنا دے گا؟ تو پھر جس چیز کی اجازت دوسرے کو دینے مین تم ہٹنے جاؤ گے اُس کے تم خود کیون مرتکب ہو؟"

اپنی نظر اونچی رکھو نیچی نہ رکھو۔ **لارڈ بکنس فیلڈ** کا قول ہے "جو شخص اپنی نظر اونچی نہین رکھتا اُس کی نظر کو نیچا ہونا پڑے گا۔ اور جس کی ہمت بلند نہین اُس کی قسمت مین ہے کہ پست ہو کر رہے"

جوؔنا بیلی کی نظم مین ہے "آہ کون شخص لاپروائی کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ شہرت بجز خالی نام کے اور کوئی چیز نہین؟ جبکہ اُس آواز مین ایک جادو موجود ہے جو دلی جذبات کو اُس کی طرف کھینچتا اور دلون مین ایک گرمی پیدا کرتا ہے۔ جس طرح کہ ناسور مرحومین سلف کو یاد کر کے نوجوان آدمی اپنے شباب کے بستر سے چونک کے اُٹھ کھڑا ہوگا اور دونون ہاتھون کو اوپر اُٹھا کے اور پھیلا کے

ع۵ جونا بیلی انگلستان کی ایک مشہور مصنفہ ہے۔ ۱۷۶۲ء مین پیدا ہوئی تھی اور ۱۸۵۱ء مین وفات پائی گو اُس کی زندگی سچے مذاق مصنفین کے مطابق عزلت و تنہائی مین گذری مگر پھر بھی کوئی مشہور معاصر مصنف نہ تھا جو چند روز اُس کا مہمان نہ رہا ہو۔

عہد کرے گا کہ مین بھی ویسے ہی شریفانہ کام کرون گا۔"

اس مین شک نہین کہ حقائق اشیا کے لحاظ سے معمولی قسم کی اُولوالعزمیان ہمین بالکل اپنے حوصلہ کے زیر اثر نظر آتی ہین۔ اور اس مین بھی شک نہین کہ ہمارے بڑے سے بڑے لوگ شیکسپیر اور ملٹن۔ نیوٹن اور ڈارون۔ اُن خطابون کے مطلقاً زیر بار احسان نہین ہین جو سلطنت سے مل سکتے ہین۔ اُولوالعزمی کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان کا دل کسی طرح سیر نہین ہوسکتا۔ جیسے پہاڑون پر چڑھنا کہ جب ایک چوٹی تک پہونچ چکتے ہین تو دوسری چوٹی نظر آتی ہے۔ اعظم ترین فاتحون مثلاً سکندر اور نپولین کا حوصلہ کبھی نہین پورا ہوا۔ بے محل اُولوالعزمی کے گھائل نہ کبھی چین پاتے ہین اور نہ کبھی شکر گزار ہوتے ہین۔ بیکن کہتا ہے "جو شخص آگے ہی بڑھتے چلے جانے کا شیدا ہے اُسے رُکنا پڑتا ہے۔ وہ خود اپنی نظر سے گر جاتا ہے۔ اور وہ چیز ہی نہین باقی رہتا جو کہ تھا۔"

تاہم شاعر کے ہم زبان ہو کے یہ کہنا کہ "شاندار زندگی کی مصروفیت کا ایک گھنٹہ گمنامی کی ایک عمر سے بہتر ہے" حد سے گزر جانا ہے۔

خود غرضانہ اولوالعزمی غول بیابان کی طرح ایک جگمگانے والا دھوکا ہے۔ ان۔ پی۔ ولسن اپنی نظم مین کہتا ہے "وہ ایک معزز فریب ہے۔ وہ خوش نصیب لڑکے کا کمرہ ڈھونڈھتی ہوئی آتی ہے۔ اُس کی حقیر کھڑکی کی کھول کے اندر داخل ہوتی ہے۔ اُس کے آتے ہی تنگ دیوارین پھیل کے وسیع ہوجاتی ہین۔ مکان ایک شاہانہ قصر بن جاتا ہے۔ چھت بلند ہوتے ہوتے آسمان سے

جا لگتی ہے۔ اور نہ نظر آنے والی غیب کی انگلیان چھت پر اعلیٰ درجہ کے سنہرے نقش و نگار بنا دیتی ہین۔ اور سب سے بالا اُس کے نام کو دمکتے ہوئے حرفون مین لکھ دیتی ہین۔

"اور اس کا انعام کیا ہے؟ سب سے بڑھ کے ناموری۔ جس مین پہلے تعریف ہوتی ہے۔ جب اُسے سُنتے سُنتے کان بھر جائین تو زر۔ جب وہ حس جو سیم و زر سے خوش ہوتی ہے مردہ ہو جاتی ہے تو ہار۔ جب وہ بال جن کی اُن ہارون سے زینت تھی سفید ہو جائین تو شہرت۔ پھر جب دل جوانِ نعمتون پر اُچھلنے لگتا ہے بے حس ہو جائے تو اور باتین مگر محبت نہین۔ حالانکہ محبت ہی وہ چیز ہے جس کی ہمین ضرورت ہے۔ پھر اس کے بعد ہی موت آ پہونچتی ہے۔ اور قبل اس کے کہ ہمین یہ بھی معلوم ہونے پائے کہ یہ غیر سودمند نعمتین ہمین ملی تھین یا کسی اور کو ہمین برہنہ اور بیکس بے دو گوش قبر مین پہونچا دیتی ہے"

فقط عالی خاندان ہونے سے کیا مل جاتا ہے؟ میری ڈی میڈی سس جو فرانس کی ملکہ۔ مملکت فرانس کے نظم و نسق کی مالک۔ بادشاہ فرانس کی مان۔ اسپین کی ملکہ۔ انگلستان کی ملکہ۔ اور سیوا ے کی نواب بیگم تھی غرض کتنی ایک عزتین رکھتی تھی۔ مگر باوجود اس کے اُس کے بیٹون نے اُسے چھوڑ دیا۔ اپنی قلمرو مین اُس کے آنے کے بھی روادار نہ تھے۔ اور آخر دس سال کی تباہیون کے بعد وہ شہر کلونیا مین فاقہ کر کر کے مرگئی۔

دنیا کے سارے تاج کم وبیش کانٹون کے تاج ہین۔ تاج پوشون کی جیسی جس ہو اُسی کے مطابق اُن پر ذمہ داریون کا سخت بار رہا کرتا ہے۔

جب کوئی غلط فیصلہ ہزار ہا خلقت کو مصیبت مین مبتلا کر دیتا ہے تو اُس کی تکلیف محسوس نہ کرنا غیر ممکن ہے۔

اس مین شک نہین کہ ترقی سے چاہے وہ کتنی ہی آہستگی کے ساتھ ہو زندگی پُر لطف ہو جاتی ہے۔ اور بغیر اُس کے ناقابل برداشت رہتی ہے۔ کیونکہ ٹرینچ کہتا ہے "ایسے اوقات آتے ہین جبکہ تمام لوگ اپنی آرزؤن سے مسرور ہوتے ہین۔ اور اُنھین زیادہ ترقی دینے کے لیے خوشی کے ساتھ نغمۂ و سرود و غزلخوانی۔ اور اسی قسم کی اور چیزون سے تائید حاصل کرتے ہین"

انسان اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ بڑھے نہ اسلیے کہ ایک ہی حالت پر پڑا رہے۔ ہم مین سے اکثر لوگ ایک حالت پر کسی طرح قرار نہین لے سکتے۔ ہمارے لیے لازمی ہے کہ آگے بڑہین یا مر جائین۔ مگر باوجود اس کے اپنے حوصلون مین ہمین وسائل ترقی اور نیز انجام سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ ایک ظاہری ترقی اگر ناجائز وسائل سے حاصل بھی ہو گئی ہو تو دراصل وہ تنزل ہے۔ تو پھر ہم کیونکر اپنی ان دونون فطری ضرورتون کو ہم آہنگ بنا سکتے ہین؟ ہمارا حوصلہ یہ ہونا چاہیے کہ خود اپنے اوپر حکومت کرین جو کہ ہم مین سے ہر ایک شخص کی سچی سلطنت ہے۔ اور سچی ترقی یہ ہے کہ زیادہ چاہین۔ زیادہ بڑھین۔ اور زیادہ کام کرین۔ اس ترقی مین ٹھہرنے کی مطلق ضرورت نہین۔ ہر ہر قدم پر وہ زیادہ مضبوط ہوتی جائے گی نہ مخدوش۔ پہلی اور سب سے اعلی ترقی جو انسان حاصل کر سکتا ہے اپنے فرض منصبی کا بجالانا ہے۔

مسٹر کریک اپنے اشعار مین کہتی ہین "نہ اُسے شاعرانہ مدح خوانی

تاج پہناتی ہے۔ رسم ورواج اُسے اپنی بیڑیاں پہناتے ہین۔ نہ دوستون کی تحسین
کی ضرورت ہے۔ نہ دشمن الزام دیتے ہین۔ موت بغیر کسی شان وشوکت یا حسن
وجمال کے اُسے ایک ایسا دیانت دار آدمی پاتی ہے جو اپنے فرض منصبی کو
بجالاتا ہو۔"

کہتے ہین کہ "ناموری" کا لفظ **ڈیوک آف ولنگٹن** کے مراسلات
مین کہین نہین پایا جاتا۔ اُس کی زندگی کا شعار "فرض" تھا۔

بغیر اِس کے کہ ہمت مین فرق آئے اپنے آپ کو ولی اور دانا ثابت کرنے
کی کوشش کرو۔ کیونکہ **بائرن** کہتا ہے "فضول خودنمائی نے بھی شہرت
کا ایک صحیح راستہ اس طریقہ سے پایا ہے کہ تاریخ کے بیکار صفحہ پر دس
ہزار فاتحون کے مقابلہ مین صرف ایک دانا آدمی کو منتخب کرلیا۔"

آج کے سو برس بعد کیا امتیاز باقی رہے گا کہ تم مالدار تھے یا محتاج؟
نواب تھے یا کسان؟ مگر کیا اس کا امتیاز بھی مٹ سکتا ہے کہ تم نے جو کچھ کیا
وہ ٹھیک تھا یا غلط؟"

رسکن کہتا ہے "جو ہم خیال کرتے ہین۔ یا جو ہم جانتے ہین
یا جس چیز کا ہم یقین رکھتے ہین انجام مین سب بے نتیجہ ہین۔ بانتیجہ چیز فقط یہ
ہے کہ ہم کیا کرتے ہین۔"

ایوب کی نظم مین ہے۔ "دانائی کہان ملتی ہے؟ اور سمجھ کہان
رہتی ہے؟ انسان نہین جانتا اور نہ اُسکی قیمت جانتا ہے۔ وہ زندگی کی زمین
پر نہین ہے۔ پستی کہتی ہے کہ وہ مجھ مین نہین۔ سمندر کہتا ہے مجھ مین بھی نہین۔

اشرفیان دینے سے دستیاب نہین ہوسکتی۔ اور نہ روپیون سے اُس کی قیمت پوری ہوسکتی ہے۔ مُونگے یا موتی کا نام نہ لو۔ اسلیے کہ دانائی کی قیمت یاقوت سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ دانائی کیا ہے؟ خدا کا خوف اور سمجھ کیا ہے؟ بُرائیون کو چھوڑ دینا"

دیانت دار اور راست باز رہو۔ جے۔ان۔پال۔رچیر کا قول ہے "پہلا گناہ جس کا مجرم شیطان ہوا وہ جھوٹھ ہی تھا۔ دیانت داری سب سے اچھی اور صحیح پالیسی ہے" عام مثل ہے "ایک جھُوٹی ترازو خدا کی ناراضی کا باعث ہے مگر سچی تول مین اُس کی خوشنودی ہے"

چاسر کہتا ہے "انسان جس اعلےٰ ترین نعمت کا مالک ہوسکتا ہے وہ سچائی ہے" کلے رنڈن فا کلینڈ کی نسبت کہتا ہے "وہ سچائی پر اس قدر فریفتہ تھا کہ چاہو تو آسانی سے اُس کی زبان سے چوری پکڑ لو یا اُسے اپنے خیالات چھپانے کا الزام دے دو"

پلوٹارچ کہتا ہے "حق سے گریز کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انسان خدا کی تحقیر کرتا اور انسان سے ڈرتا ہے"

یہ اچھا ہے کہ تم اپنی غلطی پر نادم ہو مگر اُس کا اقرار کرنے پر ہرگز نہ شرماؤ۔

میکسمولر کا بیان ہے۔ "ایسے بیشمار صفات ہین جو انسان کو انسان اور اُس کام کے لیے موزون بناتے ہین جو اُس کی غرض تخلیق ہین۔ لیکن اُن مین سے ایک ایسی صفت ہے جو بالکل اصلی ہے۔ جس کے بغیر آدمی

آدمی نہین ہوسکتا۔ جس کے بغیر کبھی کسی کو اعلیٰ زندگی نہین نصیب ہوئی جس کے بغیر کبھی کوئی بڑا کام تکمیل کو نہین پہونچا۔ وہ صفت سچائی ہے۔ وہ سچائی جو اندرونی طور پر سچائی ہو۔ اُن تمام لوگون کو دیکھو جو حقیقت مین بڑے پایہ کے لوگ ہوئے ہین۔ ہم اُنھین کیون بڑا اور اچھا کہتے ہین؟ اسلیے کہ وہ خود ہی اپنی نظر مین سچے ہونے کا دعویٰ کرسکتے ہین۔ اور وہ وہ چیز ہونے کے مدعی ہوسکتے ہین جو کہ وہ حقیقت مین ہین "

شیکسپیر کہتا ہے " یہ سب پر بالا ہے کہ تو خود اپنی نظر مین سچا ہو۔ اور اس کے بعد جس طرح رات کے بعد دن ہوا کرتا ہے لازمی طور پر یہ گا کہ تو کسی کی نظر مین جھوٹا نہ ہوسکے گا "

ورڈسورتھ کہتا ہے " دو چیزین بہ ظاہر تو متضاد نظر آتی ہین مگر اُنھین ایک ساتھ رہنا چاہیے۔ اول مردانہ پابندی۔ اور مردانہ آزادی۔ دوسرے مردانہ اعتماد۔ اور مردانگی کے ساتھ خود اپنے اوپر بھروسا " تم فرمان برداری سیکھو پھر فرمان روائی خود ہی آجائے گی۔ ڈرل (قواعد ورزش) دل اور جسم دونون کے لیے اچھی تربیت ہے۔ اور ایک بُرا سپاہی کبھی اچھا سپہ سالار نہ بن سکے گا "

مثل مشہور ہے " اگر کامیابی تمھارے ساتھ ہے تو کبھی تکبر کو دل مین نہ آنے دینا۔ تکبر تباہی سے پہلے جاتا ہے۔ اور درشت مزاجی زوال سے پہلے جاتی ہے "

ہم اکثر کام کرتے وقت غصہ کرتے ہین اور بیکاری کے وقت تحمل۔

مگر یہ غلطی ہے۔ تحمل کے لیے طاقت چاہیے۔ اس کے مقابل غصہ کمزوری کی دلیل ہے اور اسکے لیے اپنے اوپر قابو رکھنے کی قدرت چاہیے۔

اگر تمھین حکومت کی خدمت مل جاے تو نہایت ہی منصف اور خلیق رہو۔ سعدی شیرازی کہتے ہین "کسی مشرقی بادشاہ نے کسی بیگناہ کے قتل کا حکم دیا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ۔ اپنے آپ کو بچا۔ مجھے تو ایک لمحہ ہی بھر کے لیے تکلیف برداشت کرنا پڑے گی۔ مگر تیری گردن پر گناہ کا بوجھ ہمیشہ لدا رہے گا۔"

اقتدار حاصل ہونے کے ساتھ ذمہ داری بھی عائد ہو جاتی ہے۔ کسی معاملہ مین یہ نہ خیال کرو کہ تمھارا دل کیا چاہتا ہے۔ بلکہ یہ خیال کرو کہ تمھین کیا کرنا چاہیے۔

اگر تو دُبدھا مین ہو کہ دو فرضون مین سے کسے انجام دیا جاے تو پہلے قریب کے فرض کو پورا کر۔ بعض لائق لوگ کافرون کی اصلاح کے خیال مین پڑ کے اپنے خاندان کی خبرگیری سے غافل ہو جاتے ہین۔ مگر ہمدردی کو بھی نیکی کی طرح گھر ہی سے شروع ہونا چاہیے۔

اس دنیا مین ہر چیز راست بازی چاہتی ہے۔ اس بارے مین ہم اپنے تیئن بہت آسانی سے مطمئن کر سکتے ہین۔ اچھا ہم گناہ کی سزا پر بحث کرتے ہین۔ ہمین کون سزا دیتا ہے؟ جواب یہ کہ ہم خود ہی اپنے تیئن سزا دیتے ہین۔ اس دنیا کا نظام یون قائم ہے کہ بھلائی کرنے سے مسرت ہوتی ہے۔ اور برے کام سے رنج ہوتا ہے۔ لہذا گناہ کرنا اور

پھر اُسکی عقوبت سے بچ جانا ایسی چیز ہے جس سے قانون قدرت مین رخنہ پڑ جائے گا۔

گناہ کے معاف ہونے کا یہ مطلب نہین ہے کہ ہمین اُس کی سزا نہ ملے گی۔ یہ غیر ممکن ہی نہین بلکہ اگر ایسا ہو تو آفت آ جاے۔ واقعی اس سے بڑی کوئی آفت نہین کہ بُرائی کے ساتھ فارغ البالی بھی ہو۔ تم اگر غلط کاری مین مبتلا ہو گئے تو گذشتہ غلطی کی یاد تمھین آیندہ ہمیشہ ستاتی رہے گی۔ جن لوگون کو تم سے اذیت پہونچی ہے وہ تمھین معاف کر دے سکتے ہین۔ لیکن اس معاف کرنے سے وہ اور تمھارے سر پر دہکتے ہوئے کوئلون کا انبار لگا دین گے۔ کیونکہ اُن کی فیاضی تمھارے گناہ کی سیاہی کو اور زیادہ گہرا کر دیگی۔

چال چلن ہی زندگی ہے۔ عمر کی طولانی دوڑ مین مسرت و سرسبزی کا دار و مدار اُسی پر ہے۔ بہ نسبت اُس کے خارجی امور کو تمھاری سرسبزی مین اتنا دخل نہین ہے۔ گرد و پیش کی چیزین کیسی ہی ہون اس مین چندان مضائقہ نہین۔ دیکھنا یہ ہے کہ خود تمھاری کیا حالت ہے۔ لہذا روز اپنی نگرانی کرتے رہو۔ عادت طبیعت ثانی ہے۔ بورڈمین کہتا ہے۔ کام کو بوؤ اور عادت کا پھل لو۔ عادت کو بوؤ اور چال چلن کا پھل لو۔ چال چلن کو بوؤ اور مقدر کا پھل لو۔ ہم سب ہر روز کچھ نہ کچھ ترقی ضرور کرتے ہین عام اس سے کہ وہ بُرائی مین ہو یا بھلائی مین۔ مناسب ہو کہ رات کو ہر شخص خود اپنے دل سے پوچھ لیا کرے کہ آج ہم نے کس چیز مین ترقی کی۔

امرسن نے کہا ہے " نوع انسانی دو طبقون مین منقسم ہے - نیکو کار اور بدکار " اگر تم پچھلے گروہ مین ہو تو دوستون کو دشمن بنا لوگے - خود اپنے حافظہ سے دکھ پاؤگے - زندگی غمناک ہو جائے گی - دنیا قید خانہ بن جائے گی - اور موت ایک مہیب چیز ہوگی - بمقابل اس کے اگر تم پہلے گروہ مین ہو تو اگر ایک نیک اور روشن خیال دل مین لا سکو یا ایک خوشی کا گھنٹہ کسی بنی نوع کی زندگی کی نذر کر سکو تو سمجھ لو کہ تم نے ایک اچھے فرشتے کا کام کیا "-

یہ ایک بڑی بات ہوگی اگر ہر شخص ہر روز یک گھنٹہ کے لیے یا آدھے ہی گھنٹہ کے لیے سہی اپنا کمرہ بند کرکے خاطر جمعی سے بیٹھے اور غور کیا کرے - یہ کہنا کہ اس کی فرصت نہین غیر ممکن ہے - سر آر - پیل کا معمول تھا کہ ہر شب ہاؤس آف کامنز سے واپس آکے انجیل کا ایک باب پڑھ لیا کرتے تھے - مگر مجھے اس کا بھی اعتراف کر لینا چاہیے کہ اُن دنون ہاؤس آف کامنز کا اجلاس رات کو اتنی دیر تک نہین ہوتا تھا جتنی دیر تک کہ اب ہوتا ہے -

اچھی بات کے خیال مین رہو پھر تم سے کوئی بُری حرکت نہ سرزد ہوگی - سر والٹر ریلے - کا قول ہے " جو شخص موت - روز جزا - اور جنت و دوزخ کو اکثر یاد کیا کرتا ہے وہ ضرور اچھی موت مرے گا "

اور اِس کا انعام بھی بڑا ہے - خدا کہتا ہے ... میرے بیٹے! میری شریعت کو نہ بھول بلکہ اپنے دل کو ادھر متوجہ رکھ کہ میرے احکام کی تعمیل کرے - اسلیے کہ اِن باتون سے تیرے ایام زندگی - تیری عمر - اور تیرے

اطمینان قلب مین برکت حاصل ہو گی "

ان باتون کو ترک نہ کر۔ اس مین شباب کا عذر بھی نہ پیش کر۔

مارگیرٹ آف والوا کا قول ہے " جب ہماری ہڈیون پر گوشت نہ باقی رہے گا ہم سب بڑے متقی و پرہیزگار ہو جائین گے "

اسلیے عہد شباب مین اپنے خالق کو نہ بھولو۔ اگر ہمین آرزو ہے کہ جیسی موت ہم چاہتے ہین ویسی موت ہمین نصیب ہو تو اُس طرح کی زندگی بسر کرین جیسی کہ ہمین بسر کرنی چاہیے۔ اچھے آدمی کے لیے موت مین اندیشے اور خطرے نہین ہین۔ بشپ تھرل وال اپنی آخری بیماری مین صرف یہ کام کرتا رہا کہ مندرجہ ذیل فقرون کا ترجمہ سات زبانون مین کر ڈالا۔ "چونکہ نیند موت کی بہن ہے اسلیے تجھے اس بارے مین غفلت نہ کرنا چاہیے کہ اپنے آپ کو خدا کی مرضی پر چھوڑ دے جو تجھے نیند کی موت اور موت کی نیند سے اُٹھائے گا "

سقراط جب قتل کا حکم جاری کرنے والون کے اجلاس مین پیش ہوا تو سسرو کہتا ہے " وہ اُس شخص کی سی گفتگو نہین کرتا تھا جسے سزاے موت دی گئی ہو بلکہ اُس شخص کی سی باتین کر رہا تھا جسے آسمان پر معراج ہونے والی ہو۔"

سنیکا کہتا ہے " اگر تم اپنے فرض کو بہادری اور فیاضی سے بجا لاؤ گے تو تمھین کیا ملے گا؟ تمھین یہ ملے گا کہ تم اُسے کر چکے۔ کام خود ہی انعام ہے "

ہمین حق پر عمل کرنا چاہیے نہ وعدون کی امید پر اور نہ سزا کے خوف سے

عہ مارگیرٹ آف والوا شاہ فرانس فرنسیس اول کی بہن اور نوبیر کی ملکہ (بقیہ ۱۰۰۲)

بلکہ خود امر حق کے شوق سے۔ کیونکہ خدا کہتا ہے۔ "خاص میرے دل کی خوشی تیری سند ہے!"

نیکی آپ ہی اپنا انعام ہے۔ بعض کے لیے واقعی خلاف فطرت جزا و سزا کی ضرورت ہے تاکہ وہ گناہ سے بچنے پر مجبور ہوں اسپی نوزا[عہ] کہتا ہے "میں جانتا ہوں کہ یہ شخص کسی کینچڑ میں پھنسا ہوا ہے۔ یہ اُن لوگوں میں ہے جنھیں اگر دوزخ کا خوف نہ ہوتا تو شہوت رانیوں میں مبتلا ہو جاتے۔ اس طریقہ سے وہ بُرے کاموں سے بچتے اور خدا کے احکام بجالاتے ہیں۔ جیسے کوئی غلام بے دلی سے کام کرتا ہو۔ اور اُس کام کے صلہ میں خدا سے اُن نعمتوں کا امیدوار ہو جو اُس کے مذاق میں محبت الٰہی سے بڑھی ہوئی ہیں۔ اور اُسے نیکی سے جو حقیقی نفرت ہے اس کے دیکھتے وہ نعمتیں اصل میں اُس کے کام سے زیادہ ہیں" اِس کے سوا دوسری جگہ بھی وہ عابد و زاہد شخص کی تصویر ان الفاظ میں کھینچتا ہے۔" روز جزا کو وہ اللہ جلشانہ کے سامنے آئیں گے۔ اور امیدوار ہوں گے کہ زہد و تقوی کی تکلیف و بوجھ اُٹھانے کے صلہ میں رحمتوں سے لاد دیے جائیں۔ جو شخص دراصل عقلمند ہے اُس کے لیے نیکی کا صلہ رحمت نہیں بلکہ خود نیکی ہے۔ گو اس منزل تک پہونچنے کا راستہ بہت ہی

۱۴۹۲ء میں پیدا ہوئی اور ۱۵۴۹ء میں وفات پائی۔

عہ اسپی نوزا ایک پرتگالی یہودی کا بیٹا تھا۔ علم و فضل میں ترقی کرکے بعض ایسے عقائد ظاہر کیے کہ یہود کے ربیوں نے اُس کے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ جس پر وہ عیسائی ہوگیا۔ وہ قدامت مادہ کا قائل ہے۔ ۱۶۳۲ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۶۷۷ء میں مرگیا۔

ڈھاو ہے مگر پھر بھی انسان اُس پر سے گزر سکتا ہے۔ جتنی چیزین عمدہ ہین سب ایسی ہی دشوار اور ایسی ہی کمیاب ہوتی ہین ؛

ہم جانتے ہین کہ کمال کی انتہائی حد تک ہم نہین پہونچ سکتے۔ تاہم ہمارا مقصد یہی ہونا چاہیے کہ اور سب باتون کی طرح چال چلن مین بھی کمال حاصل کرلین۔ علاوہ برین ہم سب نے اپنے دلون مین ایک یقینی رہنما پیدا کرلیا ہے۔ اگر ہم (اُسی رہبر) کانشنس (نفس مطمئنہ) کے کہنے پر عمل کرین تو غلط راستہ پر نہین جاسکتے۔ اگر چاہے تو ہر شخص اپنی زندگی کو شریفانہ زندگی بنالے سکتا ہے۔

اسلیے جہان تک بنے بہترین زندگی کا نمونہ اپنے پیش نظر رکھا کرو۔ ووگن کہتا ہے " انسان اگر اپنے سے زیادہ بلند درجہ پر اپنے آپ کو نہ چڑھا سکے تو وہ کس قدر حقیر چیز ہے "

اس طرح بلکہ (زور دے کے کہا جائے تو) اسی طرح شاید تم اپنے آپ کو ایسا تیار کر سکو کہ اگر مرد ہو تو تمھاری نسبت وہی کہا جاسکے جو **شیکسپیر** نے **مارک انٹونی** کی زبان سے **بروٹوس** کی نسبت کہا ہے کہ " اُس کی زندگی شریفانہ تھی اور اُس کی صورت مین عناصر کا ایسا مناسب امتزاج ہوا تھا کہ کیا عجب جو خود قدرت کھڑی ہو کے ساری دنیا مین پکار دیتی کہ انسان ایسے ہوتے ہین ! اور اگر عورت ہو تو **ورڈس ورتھ** کا یہ قول صادق آئے کہ ایک کمل عورت جو اندیشون سے ہوشیار کرنے۔ تسلی دینے۔ اور حکومت کرنے کے لیے نفاست

کے ساتھ بنی ہے۔ اور باوجود اس کے ایک خاموش اور روشن روح ہے جس مین تھوڑی بہت فرشتون کی نورانیت بھی ملی ہوئی ہے"

سر والٹر اسکاٹ نے اپنے بستر مرگ پر لاکھارٹ سے جو الفاظ کہے یہ تھے۔" نیکوکار رہو۔ پابند دین بنے رہو۔ اور ایک اچھے آدمی ہو بس اس کے سوا اور کسی طرح تھین اس مقام پر جہان مین لیٹا ہوا ہون اطمینان قلب نہ حاصل ہو سکے گا،، بلعام کے دل مین بھی یہی تمنا تھی کہ" مین ایک حق پرست کی طرح مرون اور میرا خاتمہ ویسا ہی ہو جیسا کہ اُس کا ہوتا ہے"

اٹھارہوان باب

اطمینان و مسرت

کامیابی اور مسرت ہمیشہ ایک دوسرے کا ساتھ نہین دیتی ہین۔ اور بہت سے لوگ تکلیف مین ہین باوجودیکہ اُن کے پاس مسرت کا پورا سامان جمع ہے۔ فطرت شہزور کو جو اُس کا لاڈلا ہوا کرتا ہے دولت۔ ت۔ خطاب۔ اور عمر طویل غرض سارے سامان عیش دے سکتی ہے مگر اُسے مسرور نہین بنا سکتی۔ اپنے تیئن مسرور بنانا یہ خود اُس کا کام ہے دنیوی کامیابی کی زندگی خطرون اور فکرون سے بھری ہوئی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی ذات مین مسرت کے اسباب نہین پاتا تو اُسے دنیا بھر کا حسن۔ سامان کثیر۔ دنیوی خوشیان اور منفعتین غرض کوئی چیز بھی اُسے مسرت نہین دے سکتی۔ شوپن ہوئر کہتا ہے،، دنیا ایک شخص کی نظر مین بے سود۔ بے مزہ

اور لغو ہے - اور دوسرے کی نظر مین سود مند - دلچسپ - اور باتیجہ "مسرت ایک ایسی چیز ہے جس سے کام لینا سرود کی مثل ہے - اگر ہم ٹھیک طور پر قاعدے سے سکیین گے تو بجانا آجائے گا - لیکن خیال رہے کہ اُس کے شوق مین ہم حد سے نہ گزر جائین - ڈ اُسن عنہ کہتا ہے ہماری اعلیٰ سے اعلیٰ مسرت عالم ارواح مین واپس چلی جائیگی اگر ہم اورفیوس کی طرح اُس کی طرف پلٹ کے دیکھ لین گے" فرنیکلن کا مقولہ ہے "تم مسرتون سے بھاگو - پھر وہ تمھارے پاس دوڑی چلی آئین گی"

اپنے آپ کو بہت بڑھا چڑھا نہ تصور کرو - دنیا مین اکیلے تمھین نہین ہو - رسکن کہتا ہے - "عیش و عشرت کی جستجو نہ کرو - لیکن ہمیشہ خوش ہونے کے لیے آمادہ رہو" زندگی کو مسرتون کے حصول مین کامیاب بنانا بڑی چیز ہے چاہے وہ مسرتین چھوٹی ہی چھوٹی ہون -

مین نظیر کی طور پر کہتا ہون کہ ظرافت کا جذبہ ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کے ساتھ مخصوص ہے - اس مین شک کیا جاتا ہے کہ بندرون اور طوطون کو جانور بھی سمجھتے ہین یا نہین -

---

عہ یہ ایک نامی انگریز مقنن کا نام ہے جو وارن ہیسٹنگز کے مقدمہ مین صفائی کی طرف سے پیروی کرتا تھا - سنہ ۱۸۲۴ع مین دنیا سے رخصت ہوا -

عہ یہ قصہ طلب جملہ ہے - اور یونانیون کی دیومالا سے متعلق ہے - یونان کے دیوتاؤن کے زمانہ مین اورفیوس نام ایک کلاونت گویا تھا جس کا نغمہ جادو کی طرح دام و دد پر اثر کرتا اور حجر و شجر کو رقص مین لے آتا تھا - اُس کی جورو یوری ڈیس مرگئی تو اُس کی تلاش مین وہ عالم ارواح مین گھس گیا - اور گا بجا کے وہان والون کو ایسا بیخود کیا کہ اُنھون نے اُس کی جورو یوری ڈیس کو اجازت دے دی کہ اُس کے پیچھے پیچھے چلی جائے - مگر اس شرط سے کہ جب تک اوپر کی دنیا مین نہ پہونچ جانا جورو کی طرف پلٹ کے نہ دیکھنا اور چپ چاپ چلے جانا - مگر اورفیوس شوق دید مین ایسا اندھا ہو رہا تھا کہ مقام مقررہ تک پہونچنے سے پہلے ہی پھر کے دیکھ لیا - فوراً اثر جاتا رہا اور اُس کی معشوقہ بی بی ہمیشہ کے لیے اُس سے چھن گئی -

مگر بادی النظر مین وہ مسرور ہونے کی برکت سے مطلقاً محروم ہین۔ جیمی فورٹ کا قول ہے "جس دن ہم ہنسے نہ ہون وہ دن ہمارے ہاتھ سے ضایع ہوگیا" ایک خندۂ مسرت کی آواز سُننے سے بڑی کون مسرت ہوسکتی ہے؟ دل پر سے وہ ہر بار کو کس قدر ہلکا کر دیتا ہے؟ شکسپیر کہتا ہے "ایک مسرور دل سارے دن چلتا رہتا ہے مگر تمھارا غمگین دل ایک ہی میل مین تھک جاتا ہے"۔ ایک عیسائی اسقف کا قول ہے "مسیحیت کے دس حصون مین سے نو حصہ عمدہ مذاق ہے"۔ اور اگر تم کسی بات پر برہم ہو تو انجیل کے اس حکم کو نہ بھولو کہ "تمھارا غصہ فرو ہونے سے پہلے آفتاب نہ ڈوبے"۔ لڑائی مین دو فریق ہوا کرتے ہین۔ اس کا خیال رکھو کہ اُن دونون مین سے کوئی فریق تم نہ ہو۔

بعض آدمی ہمیشہ دُکھڑا روتے رہتے ہین۔ اگر وہ جنت عدن مین پیدا ہوتے تو وہان بھی اُنھین شکایت کے بہت سے موقع مل جاتے۔ اُن کے مقابل بعض اور لوگ ہین جو ہر جگہ خوش رہتے ہین۔ وہ اپنے گرد و پیش مسرتین اور برکتین ہی پاتے ہین۔ مارس اپنی نظم "جنت دنیوی" مین کہتا ہے۔ "دنیا کیسی جنت بن جاتی اگر خوف زمین کے اندر دفن ہوجاتا امید نامراد نہ رہتی۔ اور محبت کو زوال نہ ہوتا"۔

خوش مزاجی ایک بڑا اخلاقی علاج ہے۔ جیسے سورج کی کرنین پھول کھلاتی اور میوون کو پکاتی ہین ویسے ہی خوش مزاجی جس سے آزادی و زندہ دلی کا جذبہ مراد ہے ہمارے اندر خوبی کے تمام تخمون کو نشو و نما دیتی اور ہم مین جو کچھ خوبیان ہین اُن کو چمکا دیتی ہے۔

خوش مزاجی ہمارا ایک فرض ہے۔ اور دوسرون کے ساتھ اُس فرض کے بجا لانے کے ہم ذمہ دار ہین۔ ایک پرانی کہاوت چلی آتی ہے کہ "قوس قزح جس جگہ زمین سے چھو جاتی ہے وہان ایک سونے کا جام پیدا ہو جاتا ہے"۔ اور بعض ایسے لوگ ہین جن کی مسکراہٹ

جن کی ہنسی کی آواز۔ اور جن کی موجودگی آفتاب کی شعاعون کی طرح ہر چیز کو سُنہرا بنادیتی ہے۔ لوگ جب تک اپنے آپ کو خوش مزاج رکھین ہرگز شکستہ خاطر نہین ہوسکتے۔ سی بکسٹن کہتا ہے "ایک مسرور دل اپنے علاوہ دوسرون کے لیے بھی ایک ہمیشہ برقرار رہنے والی ضیافت ہے" فلارنس نائٹن گیل[عہ] کی صورت اُس کی دواؤن سے زیادہ شفا بخش تھی۔ اور اگر ہم دوسرون کے بوجھ مین ہاتھ لگادین گے تو خود ہمارا بوجھ بھی ہلکا ہوجائے گا۔

بعض لوگون کا یہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ خوش مزاجی بےفکری سے وابستہ ہے۔ مگر ان دونون مین کوئی لازمی علاقہ نہین ہے۔ آرنلڈ کہتا ہے "سہولت پسند طبایع جو دنیا مین واقعی خدا کی اعلیٰ ترین برکات ہین اُن مین کبھی نہایت ہی پُرجوش خیال اور نازک ترین محبت کی دُھن پیدا ہوجاتی ہے۔ اور نہایت ہی خوبی کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو خدا کی نظر مین احمق ہین اُن کے طبایع کی تنگی اور درشتی اگر اُن کی اُس دُھن مین مل جاتی تو یہ خوبی ہرگز نہ ہوتی۔"

بہت سے لوگ ہین جن کی پیدایش بھی اُن کے حق مین مدت العمر کے لیے محنت شاقہ کی سزا ہے۔ اس کو غریبی کے ساتھ کوئی خصوصیت نہین ہے۔ دولت مندون کو بھی ویسی ہی بلکہ اُس سے زیادہ سخت محنت کرنا پڑتی ہے۔ ماسوا اس کے کتنے ہین جن کے

عہ مس فلارنس نائٹن گیل ایک انگلش خاتون تھی جس نے مختلف زبانون کی تحصیل کے بعد قومی خدمت پر کمر باندھی۔ ڈاکٹری کا فن حاصل کیا۔ مریضون کی خدمت گزاری کرتے کرتے بڑی شہرت حاصل کی۔ اور آخر کریمیا کی لڑائی مین انگریزی فوج کے ساتھ آئی واپسی مین قوم نے بڑی قدر کی اور ہر شخص اُس کے نام پر فریفتہ تھا۔ جس مریض کے سرہانے جا کھڑی ہوتی اُسے تسکین ہوجاتی ۱۸۲۰ء مین پیدا ہوئی تھی اور تھوڑے دن ہوئے مرگئی۔

بیتے تکلیف کا باعث اُن کی دولت ہی ہے۔ جن کو زندگی مین نہ آسایش نصیب ہے اور نہ سکون داطمینان۔ اُس دنیا مین ہم تکلیف سے نہین بچ سکتے۔ لیکن ہان اگر ہم خود ہی چاہین تو اُس پر غالب آ سکتے ہین اور اس غرض کے حاصل کرنے کے لیے ہین اپنے حافظہ کے کمرے کی دیوارون کو خوبصورت تصوّرات کی تصویرون اور مسرت کی یادداشتون سی آراستہ کرنا چاہیے۔

چاہتے سب ہین مگر جانتے چندہی ہین کہ اپنے آپ کو کیونکر مسرور بنانا چاہیے کیونکہ یہ لوگ زندگی کی قدر و قیمت نہین جانتے۔

چھوٹی مصیبتون کو بڑا نہ بنا دو۔ **سسرو** کہتا ہے" اس زندگی مین کون سی مصیبت ہے جو اُس شخص کو بڑی نظر آئے جو ابدیت اور رمانی الکون کی وسعت سے آشنا ہے؟ کیونکہ انسانی علم مین یا زندگی کے چھوٹے ظرف مین کون سی چیز ایسی ہو سکتی ہے جو اُس دانا شخص کی نظر مین بڑی معلوم ہو سکے جس کا دل ہمیشہ اُس کی جانچ کرتا رہتا ہے کہ کون سی ایسی مصیبت ہی جو غیر متوقع ہو"

ایک خفیف سی چپیٹ آ جاتی ہے تو ہم اُسے اکثر ایک بڑا بھاری کاری زخم تصور کر لیتے ہین۔ **فُلر** یہ واقعہ بیان کرتا ہے کہ کوئی سرجن (جراح) ایک خفیف زخم کے علاج کے لیے بُلایا گیا۔ سرجن نے آدمی کو دوڑایا کہ اسی وقت بھاگتے ہوے جاؤ اور شہر سے مرہم کا پھاہا لے آؤ۔ معزز مریض نے اُسے جلدی کی سخت تاکید کرتے دیکھ کے پوچھا "کیون ڈاکٹر صاحب کیا یہ زخم خطرناک ہے؟" سرجن نے کہا "خطرناک تو نہین ہے مگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگر یہ آدمی بو اسپی ڈاک دوا لے کے آیا تو یہ زخم خود ہی اچھا ہو جائے گا اور مرہم بیکار جائے گا" مرور ایام سے جس طرح زخم اچھے ہوتے ہین اُسی طرح غم بھی دُور ہو جاتے ہین۔ **جان اسٹوارٹ مل** کہتا ہے" ایک شائستہ دل (میری مراد فلسفی کے دل سے نہین ہے بلکہ ہر دل جس مین علم کے چشمہ جاری ہو گئے ہون۔ اور کسی حد تک تحمل و

برداشت کے عمل مین سدھ گیا ہو اپنے گرد و پیش کی تمام چیزون مین منافع کے غیر فانی سرچشمے دیکھے گا۔ فطرت کے مقاصد مین۔ علم و فن کی مہمات مین۔ شاعری کی خیال آفرینی مین۔ تاریخ کے واقعات مین انسانی اطوار و اوضاع مین۔ گذشتہ و حال مین۔ اور اُن کی آیندہ امیدون مین غرض سب چیزون مین ایسے ہی فوائد و منافع نظر آئین گے۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص قبل اس کے کہ اُن کا ہزاروان حصہ بھی ختم ہوا ہو اُن سے بے پروا ہو جائے۔ ہان یہ اور بات ہے کہ کسی کی غرض شروع ہی سے اُن چیزون کی طرف توجہ کرنے مین کوئی اخلاقی یا انسانی دلچسپی نہ ہو بلکہ اُس کا مقصود صرف اپنا شوق پورا کرنا ہو۔

ہم ایک ایسی دنیا مین رہتے ہین جس مین پھول ہین درخت ہین۔ سبزہ ہے۔ ندیان ہین جھیلین ہین۔ سمندر ہین۔ پہاڑ ہین۔ اور سورج کی کرنین ہین۔ باغ قدرت روشن کے لیے روشن ہے۔ اور جو تسلی پذیر ہین اُنھین تسلی دینے والا ہے۔ ولیم مارس کہتا ہے۔ "روشن کرنون والی صبح خاموش اور اُجلی تھی۔ معطر کہرا ہوا مین پھیلا ہوا تھا۔ ایسا لطیف سمان تھا کہ معلوم ہوتا جیسے موسم بہار پھر واپس آ کے اپنی باہین زندگی ختم کرنے والے برس کے گلے مین ڈالے دیتا ہے۔ دنیا نعمتون کے خواب ناز مین غافل سو رہی ہے اور وہ اُس کا منھ چوم رہا ہے۔"

لیکن حُسن کی قدردانی کے لیے ہم مین حسن کے پہچاننے کی حس ہونی چاہیے۔ کتّے اور ہاتھی کی ہوشیاری کے ہم نے بہت سے واقعات سُنے ہین۔ لیکن ایسا خیال کرنے کی کوئی وجہ نہین ہو سکتی کہ دنیا کے نہایت دلفریب منظر دیکھ کے اُنھین بھی کوئی لطف آتا ہے۔

ہم بعض اوقات لوگون کو بیکاری کی شکایت کرتے سُنتے ہین۔ یعنی وہ کہتے ہین کہ

سہین کرنے کو کوئی کام نہین ہے۔ لیکن ایسی باتون کی اصلیت یہ ہے کہ بیکاری خود اُنھین کی ذات مین ہے۔ ساؤدی کہتا ہے "اگر کوئی تعلیم یافتہ آدمی جو تندرست ہو۔ آنکھین اور ہاتھ رکھتا ہو۔ اُسے فرصت بھی ہو۔ اور پھر اس کے ساتھ بیکاری کی شکایت کرے تو سمجھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے یہ تمام نعمتین ایک ایسے شخص کو دے دین جو اُن کا مستحق نہ تھا۔"

مسرّت نہ دولت سے ملتی ہے نہ عزت سے۔ بغیر محنت۔ فیاضی۔ اور فارغ البالی کے تم دولت مند بن سکتے ہو۔ بڑے آدمی ہو سکتے ہو۔ اور زبردست بھی مانے جا سکتے ہو مگر مسرور نہین ہو سکتے۔

فارس مین ایک کہانی مشہور ہے کہ ایک عالی مرتبہ بادشاہ کی پریشانی نہ جاتی تھی آخر نجومیون سے پوچھا گیا کہ یہ پریشانی کیون ہے؟ اور کیونکر دور ہو گی؟ اُنھون نے بتایا کہ جہان پناہ کسی ایسے شخص کا کُرتا اُس کے پہنین جو ہمہ وجوہ خوش ہو۔ دربار مین اور سارے ملک کے تمام آسودہ حال لوگون مین اس صفت کا شخص ڈھونڈھا جانے لگا۔ مگر پتہ نہ لگا۔ اور ساری جستجو بیکار گئی۔ آخر خدا خدا کر کے ایک مزدور مل گیا جو اپنا کام پورا کر کے آرہا تھا اور اُس مین نجومیون کے بتائے ہوئے تمام شرائط موجود تھے۔ یعنی ہمہ وجوہ شادان و فرحان تھا۔ مگر افسوس بادشاہ کی پریشانی کی دوا اب بھی دستیاب نہ ہوئی۔ کیونکہ اُس شخص کے جسم مین کُرتا ہی نہ تھا۔

مین پہلے بتا چکا ہون اور سب لوگون کو اس پر اتفاق بھی ہے کہ مسرت نہ کہین روپیہ دے کے مول لی جا سکتی ہے۔ اور نہ زور بازو سے حاصل ہو سکتی ہے۔ بادشاہون کے تاجون مین کانٹے لپٹے ہوئے ہین۔ ہیروڈوٹس نے سی موفی ڈیز سے کہا "نوع

انسان کا زیادہ حصہ شاہی شان وشکوہ سے دھوکا کھاجاتا ہے۔ مگر مین اُس پر بالکل فریفتہ نہین ہوتا۔ کیونکہ میرے نزدیک لوگون کے مسرور یا پریشان خاطر ہوکا اندازہ عوام الناس بالتخصیص اُنھین چیزون سے کرتے ہین جو اُن کو نظر آتی ہین۔ اور شاہی عام دنیا کے سامنے علانیہ طور پر اور بالکل آشکارا طریقہ سے اُن چیزون کو نمایان کرتی ہے جو نہایت ہی قیمتی خیال کی جاتی ہین۔ بہ خلاف اس کے بادشاہی کی دشواریون اور فکرون کو وہ روح سکے، اُن نہایت ہی پوشیدہ خلوت کدون مین چھپائے رکھتی ہے جو انسانی مسرت و الم کے رہنے کے خاص مقامات ہین۔ خود میری رائے پوچھو تو مجھے تجربہ سے بخوبی معلوم ہے اور سمی موئی ڈیز مین تمھین بھی اس کا یقین دلاتا ہون کہ بادشاہون کو اعلیٰ ترین مسرتون مین سے بہت ہی کم نصیب ہوئی ہین۔ اور اکثر بدترین بُرائیان اُن مین موجود ہین۔"

مگر مسرت کی مختلف روشنیون اور رنگی کے دلکش طریقون کی حالت بیان کرنے مین ہم بالکل عاجز ہین۔ اور سب سے اعلیٰ مسرت کی نسبت ہم جو کچھ کہہ سکتے ہین یہ ہے کہ اُس مین ایک نامعلوم اور ناقابل بیان جادو ہے۔ اور اعلیٰ ترین نعمت کے متعلق ہم بس اسی قدر کہہ سکتے ہین کہ اُسے زبان ادا نہین کرسکتی۔

اگر ہم ٹھیک طور پر دیکھین تو ڈینٹ کے ساتھ ہم سب کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوجائین گے۔" اور مین نے جو کچھ دیکھا ایک عالم وجد تھا۔ ساری چیزین ایک عالم تبسّم کی شان مین نمایان تھین۔ بے نظیر فرحت تھی۔ ناقابل بیان مسرّت تھی۔ اطمینان و محبت کی غیر فانی زندگی تھی۔ نہ گھٹنے والی دولت تھی۔ اور بے حد و بے پایان رحمت۔"

عالم فطرت مین ہر چیز ایک عاقلانہ اور فیاضانہ نظام کے تابع ہے۔ ہر چیز دوسری سے وابستہ ہے۔ اور نفع رسانی کے لیے کام کر رہی ہے۔ اگر ہم تکلیف مین مبتلا ہوتے ہین

تو اُس مین یا تو خود ہمارا ہی قصور ہوتا ہے اور یا عالم کی عام بہبود اُسی مین متصور ہوتی ہے۔ **سینیکا** کہتا ہے ”ایسا کوئی فرض منصبی نہین ہے جس کے بجا لانے مین تمھین مسرت نہ ہوتی ہو۔ اور نہ کوئی ایسی ہوس ہے جس کی کوئی روک نہ موجود ہو۔“

سسرو کے بیان کے مطابق **اپی کیورس** نے اُسے یون لکھا ہے کہ ”خواہشین تین قسم کی ہوتی ہین۔ پہلی تو وہ جو فطری بھی ہین اور ضروری بھی ہین۔ دوسری وہ جو فطری تو ہین مگر ضروری نہین۔ تیسری وہ جو نہ فطری ہین اور نہ ضروری۔ اور ان تینون کی کیفیت یہ ہے کہ جو فطری بھی ہین اور ضروری بھی وہ بغیر زیادہ دشواریون کے اور بغیر زیادہ صرف کرنے کے رفع ہوجاتی ہین۔ جو فطری ہین مگر ضروری نہین وہ بھی بہت زیادہ صرف نہین چاہتین۔ کیونکہ فطرۃ کا قاعدہ ہے کہ اُس کی خواہشین جن دولتون سے پوری ہوتی ہون اُنھین وہ ہمیشہ سہل الحصول رکھتی ہے۔ اور ایک محدود مقدار تک مہیا رکھتی ہے۔ لیکن فضول خواہشین (جو نہ فطری ہین اور نہ ضروری) اُن مین کسی قسم کا اعتدال پیدا کرنا یا اُن کی کوئی حد مقرر کرنا غیر ممکن ہے۔“

بہر تقدیر اگر ہمین زندگی سے پورا لطف اُٹھانا ہے تو اس بات کے لیے تیار رہنا چاہیے کہ اپنی ہوسون کو روکین۔ اور بہت سی دلفریب مسرتون سے دست بردار ہوجائین۔ نفس پروری کی بہ نسبت نفس کشی مین زیادہ مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہم اُن عشرتون اور ہوسون کے بندے بن جائین گے تو وہ ہمین زندگی کی چٹانون اور گرداب پر اُسی طرح ہلاک کرڈالین گی جس طرح یونانی دیومالا کی سائرن[ع]

ع یونانیون مین مشہور تھا کہ ایطالیہ کے ساحل پر کسی پہاڑی کے دامن مین ایک خاص قسم کی دلربا اور حسین جل پریان رہتی ہین۔ جن کا معمول ہے کہ جہان کوئی جہاز اُن کے قریب سے گزرا گانا بجانا شروع کرتی ہین۔ اور آخر اپنے ساحرانہ دل چھینے والے راگ سے اہل جہاز کو لبھا کے ایسا (بقیہ صفحہ ۲۸۱)

(جل پریان) بحری سیاحون کو ہلاک کر ڈالا کرتی تھین۔

واٹسن کہتا ہے "وہ شخص کیسا مسرور پیدا ہوا اور کیسے مسرت کے آغوش مین پلا ہے جو دوسرون کی مرضی کا غلام نہین۔ جس کی آواز اُس کے نیک نیتی کے پاکیزہ خیالات ہین اور جس کا اعلیٰ ترین ہنر کمال سادگی کے ساتھ اُس کا سچ بولنا ہے؟"

ہمارے زمانہ کی اور بدقسمتیون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ ہمین ستانے اور دم لینے کی بہت ہی کم مہلت ملتی ہے۔ ہم ایک دائمی چکر مین رہتے ہین۔ کتنی ایک عورتون اور نیز مردون کے دلون مین پورشیا عـہ کی طرح یہ خیال گزرا ہوگا کہ "میرے اس ننھے سے جسم کو اس بڑی بھاری دنیا نے تھکا ڈالا ہے"

الغرض اچھا کام جلدی مین نہین ہو سکتا ہے۔ قوت متخیلہ فرصت اور اطمینان چاہتی ہے۔ **کنگسلے** کہتا ہے "مین جانتا ہون کہ ہم سب کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ اطمینان و فارغ البالی ہے۔ یعنی دل و دماغ کا سکون، متین، مضبوط، رُکا تھا۔ اور ضابط مزاج۔ جس کے لیے کسی محرّک کی ضرورت نہین ہوتی۔ کیونکہ اُسے پستی و پژمردگی کا عارضہ نہین ہے۔ نہ کسی مسکّن کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اُسے جوش مین آپے سے باہر ہو جانے کی شکایت نہین ہے۔ نہ زاہدانہ اتّقا کی بھی ضرورت نہین ہوتی۔ کیونکہ وہ اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ خدا کی نعمتون کو بغیر اس کے کہ اُن کی بے وقعتی ہو کام مین لائے۔ وہ مزاج جس مین سچ مچ اعتدال پرہیز ہے۔ کھانے پینے ہی مین نہین بلکہ تمام خواہشون خیالون اور کامون مین۔ جو وحشیانہ شہوتون اور ہوسون سے

از خود رفتہ بنا دیتی ہین کہ وہ نشیب و فراز بھول کے غافل ہو جاتے ہین۔ اور جہاز یا تو کسی چٹان سے ٹکرا کے پھٹ جاتا ہے یا کسی بھنور مین پڑکے ڈوب جاتا ہے۔

عـہ پورشیا شکسپیر کے ایک ڈراما کی ہیروئن کا نام ہے جس کی زبان سے اُس نے یہ خیال ظاہر کرایا ہے۔

بچا ہوا ہے (جن میں کہ ہمارے پرانے جدّامجد حضرت آدم علیہ السلام مبتلا ہو گئے تھے۔ اور ممنوع چیز کے ذریعہ سے نورانیت اور زندگی کی آرزو کرنے کے باعث بیماری اور موت کی آفت میں پھنس گئے) ہان ہان میں اس ضرورت کو جانتا ہون۔ اور یہ بھی جانتا ہون کہ آرام وہین مل سکتا ہے جہان تم کو نظر آیا ہے"۔

ایپک ٹےٹس کہتا ہے "جبسیا زیوس (یونانیون کے مہادیو) نے مقدر کر دیا ہے ویسا ہی تمھارا عمل بھی رہے۔ اگر تم اُس پر عمل نہ کروگے تو سزا بھگتو گے۔ اور سزا کیا ہے؟ اپنے فرض منصبی کو پورا نہ کرسکنا۔ اس کے ساتھ ہی تم مین سے اعتدال۔ دیانت داری۔ اور قابلیت کے خصائل فنا ہو جائینگے۔ کیا اس سے بڑی کوئی اور بھی سزا ہو سکتی ہے؟"

رسکن کا قول ہے" ہم بہت سی ضرورتون کی شکایتین کیا کرتے ہین۔ ہمین ووٹ کی ضرورت ہے۔ ہمین آزادی کی ضرورت ہے۔ ہمین دلچسپیون کی ضرورت ہے۔ ہمین روپیہ کی ضرورت ہے۔ مگر ہم مین سے کون محسوس کرتا یا سمجھتا ہے کہ اُسے اطمینان خاطر کی ضرورت ہے۔ اگر تمھین اِس کی ضرورت ہے تو اُس کے حاصل کرنے کے دو طریقہ ہین۔ جن مین سے پہلا مطلقاً تمھارے ہی اختیار مین ہے۔ وہ یہ کہ اپنے آپ کو مسرت و شادمانی کے خیالات کا آشیانہ نہ بنالو........................ اس بات کو ہم مین سے کوئی نہین جانتا۔ کیونکہ عنفوان شباب مین کسی کو اِس کی تعلیم ہی نہین ہوئی ہے کہ پُر لطف خیالات سے ہم کیسے کیسے پریون کے محل بنا کے کھڑے کر لے سکتے ہین جو ہر قسم کی دست برد سے محفوظ و مامون ہون۔ روشن خیالات۔ پُرانی فارغ البالی کی باتون کی یاد۔ دیانتداری کے اقوال۔ قیمتی اور اطمینان بخش خیالات کا خزانہ۔ یہ ایسی نعمتین ہین جن مین فکر خلل نہین ڈال سکتی۔ درد پریشان نہین کر سکتا۔ حتیٰ کہ مفلسی بھی اُن کو

ہم سے نہین چھین سکتی۔ یہ ایسے قصر و ایوان ہین جو بغیر ہاتھ لگے بن گئے ہین تاکہ ہماری روحین اُن مین آرام کرین ؀

نیک شہنشاہ **انٹونی نس اعظم** نے مرتے وقت جو آخر "پرول" اپنے پہرے کے افسر کو دیا "مستقیم سکون" تھا۔ حضرت مسیح کے استقلال مین کبھی فرق نہین آیا۔ اور ہمارے پیغمبر آخر الزمان محمد صلعم کا استقلال تحمل و برداشت کا ایک بے نظیر نمونہ تھا۔

سینٹ ٹامس آف کمپیس کہتا ہے "خواہش کو چھوڑ دیں تب تجھے اطمینان حاصل ہو جائے گا" ہم کو زندگی مین چھوٹی چھوٹی باتون سے ویسا ہی صدمہ پہونچتا ہے جیسا کہ بڑی باتون سے۔ **کمبرلینڈ** اپنے ایک شعر مین کہتا ہے "وہ تمام بُری چیزین جن سے انسان مردود خلائق ہو جاتا ہے اُن سب سے بدتر خود اپنی بُری طبیعت ہے" **اک کلی سی ایسٹی کس** مین جو کہ عیسائیون کی ایک غیر متلو انجیل ہے درج ہے کہ "ایک تو انا جسم سے بڑی کوئی دولت نہین۔ اور دل کی خوشی سے بڑھ کے کوئی خوشی نہین"

اپنے مسرور کرنے کے لیے ہمین باہر کی طرف نظر نہ دوڑانی چاہیے۔ بلکہ خود اپنے نفس مین اور اپنے دل مین دیکھنا چاہیے۔ آسمانی سلطنت تمھارے نفس کے اندر موجود ہے۔ اگر ہم یہین نہ خوش ہو سکین تو ہمین دوسرے عالم مین مسرت کی توقع رکھنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ کیا وہان خدا یہان سے زیادہ ہماری نگہبانی کرے گا؟ اگر ہم دنیا ہی مین اطمینان قلب نہین حاصل کر سکتے تو پھر جنت مین اُس کے حاصل کرنے کی ہمین کیونکر امید ہو سکتی ہے؟ اس نعمت سے ہمین کون سی چیز محروم رکھتی ہے؟ وہ نخوت۔ حرص۔ خود غرضی۔ اور بلند پروازی کے جذبات ہین۔ لیکن اُن کے اور اُن کے سے اور بہت سے بڑے جذبات حاصل ہونے کے بغیر ہی ہم یہان خوش ہو سکتے ہین۔ اور جب تک اُن مین

مبتلا ہین ہمین ہرگز مسرت نہین نصیب ہو سکتی۔ اگر ہمین یہان یہ کھٹکا لگا ہوا ہے کہ جو چیزین ہماری نظر مین قیمتی ہین کہین ہم سے چھین نہ جائین تو اس سے کس قدر زیادہ دھڑکا ہمین جنت مین لگا رہے گا۔ اگر ہم یہان دوسرون کے ساتھ اطمینان سے نہین رہ سکتے تو کسی دوسرے عالم مین ہمین اُن کے ساتھ خوش رہنے کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ اگر ہمارے اطمینان اور ہماری مسرت کی بنا بیرونی چیزون پر ہو اور اُن کے لیے ہم دوسرے عالم کی طرف نظر دوڑائین تو کیا یہ نہ ہو گا کہ اُس دوسرے عالم کی زندگی مین ہم ایک تیسرے عالم کے آرزومند ہون؟ اور اسی طرح سلسلۂ امید برابر آگے بڑھتا چلا جائے گا۔

اس مین شک نہین ہے کہ مسرت کا لطف پیش بینی۔ آرزومندی۔ اور یاد کرنے مین سہ گونہ ہو جاتا ہے لہذا حصول مسرت کا ایک خالص اور وسیع سرچشمہ آیندہ پر نظر ڈالنے مین ہوتا ہے۔ یعنی اس بات کی امید کرنے مین کہ ہمارے جو پیارے ہم سے چھوٹ گئے ہین اُن سے پھر ملاقات ہو گی۔ اس شوق مین ہم اُن چیزون کو زیادہ نمایان طور پر دیکھنے لگتے ہین جو ہماری نظر سے مخفی ہین۔ تسکین و مسرت کے اس سرچشمہ کے متعلق مین کچھ کہنا نہین چاہتا۔ مگر ہان اتنا ضرور کہون گا کہ ہمین موجودہ نعمتون کی بے قدری اور ناشکری نہ کرنی چاہیے۔

لہذا کوشش کرکے اپنے آپ کو اس قابل بناؤ کہ مندرجۂ ذیل مقولہ مین کیبل کے ہم زبان ہو سکو۔ "میرے خدا! جیسی تیری مقدس مرضی ہو ویسا ہی کر۔ مین خاموش پڑا رہون گا۔ مین ذرا بھی چون و چرا نہ کرون گا۔ مبادا تیرا ہاتھ مجھ سے جدا ہو جائے۔ اور وہ نغمہ موقوف ہو جائے جس کی لوریان سُن سُن کے مین نہایت آرام سے سوتا

اور اپنے باپ (خدا) کے سینہ سے لگا ہوا ہون“

باغ فطرت کے سکوت وسکون سے بس تم اسی طرح لطف اُٹھا سکتے ہو جس کی نسبت ورڈس ورتھ کہتا ہے" وہ خموشی جو تارون بھرے آسمان مین ہے اور وہ نیند جو سنسان پہاڑون پر طاری ہے“

اس باغ سے جب تم اس طرح لطف اُٹھاؤگے تو فرشتہ خود تمھارے گھر مین چلے آئینگے جس طرح کہ مدت ہوئی حضرت ابراہیم کے پاس ممرے کے میدان مین آئے تھے۔

مانٹ گزہ کہتا ہے" یہ بھی ممکن ہے کہ بہت سی ایسی نئی مسرتین بھی ہون جن سے انسان اس وقت تک ناآشنا ہو اور جنھین وہ تمدن کے اچھے راستہ مین حاصل کر سکے“

جرمی ٹیلر کا قول ہے" روح جب عقلمندی سے حکومت اور محبت کے ساتھ فرمان روائی کرتی ہے اُس کے مقاصد نفع بخش ہوتے ہین - وہ افراط کے ساتھ سامان ترقی فراہم کرتی ہے - اور جسم کو نیکوکاری کے راستہ پر لیجاتی ہے جو کہ اُس کا شریک نگرادنیٰ درجہ کا شریک ہے - پھر اُس وقت روح اور جسم سے مل کے ایک انسان کامل بن جاتا ہے - لیکن اگر جسم حکمران بن جائے - اور خواہشات کے ہجوم مین پڑکے پہلے تو فہم وفراست کو ذلیل کرے - پھر اُس کے بعد مرضی اور انتخاب کے زیادہ حصہ پر قابض ہوجائے تو ایسی حالت مین جسم اور روح مین مناسب اشتراک نہین قائم رہیگا اور اُن سے مل کے جو انسان بنیگا وہ نالائق اور لغو ہوگا - روح اگر حکومت نہ کرے تو پھر وہ جسم کے ساتھ برابر کی شریک نہ رہیگی - اُس کے لیے لازمی ہے کہ یا تو حکومت کرے - اور نہین تو غلام بن جائے“

اگر ہم زندگی سے حظ نہ اُٹھا سکین تو یہ خود ہمارا قصور ہے - رسکن کہتا ہے" تمام

آدمی لطف اُٹھا سکتے ہین اگرچہ یہ چند ہی آدمیون سے ہو سکتا ہے۔" دل کو مطمئن اور مسرور رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تم اُسے اعلی درجہ کے خیالات سے بھر دو۔ **افلاطون** کا قول ہے "خدا ترسی۔ دانائی۔ حسن۔ اور نیکی اور اسی قسم کے اور بہت سے صفات ہین جن سے روح کے پروبال نشو ونما پاتے اور جلدی بڑھتے ہین۔ لیکن اگر اُن کا تغذیہ بُرائی سے ہو تو وہ ضائع اور خشک ہو جاتے ہین۔"

اس لیے ان مین سے جو بات ٹھیک ہو اُسے اختیار کرو۔ **جان اینجلو** کا قول ہے "خوشی کو اپنے گھر مین لاؤ۔ اپنے دل مین اُس کے لیے جگہ نکالو۔ اُسے نشو ونما کا موقع دو۔ اور اُس کی پرورش کرو۔ جب تم یہ کرو گے تو اکثر اوقات جبکہ تم ہل جوتتے یا کھیت کو نکارتے ہو گے وہ آکے تمھین اپنا نغمہ سُنائے گی۔ خوش رہنا ایک زیبا وضع ہے۔ اور مسرت ہی خدا کی حمد و ثنا ہے جسے ہم ادا کیا کرتے ہین۔"

سقراط نے کہا ہے "سب سے اچھا وہ شخص ہے جو اپنے تکمیل بنانے کی سب سے زیادہ کوشش کرتا ہے۔ اور سب سے زیادہ مسرور وہ شخص ہے جسے سب سے زیادہ محسوس ہوتا ہو کہ مین اپنے نفس کی تکمیل کر رہا ہون۔"

انیسوان باب

دین

دین کے مسائل آلہی اگرچہ بڑے سے بڑے قابل لوگون کی نظر مین بھی آج تک ایک راز سربستہ ہین۔ مگر دین کے عملی فرائض ایک بچہ کی نظر مین بھی روشن اور صاف ہین۔ **جریمی ٹیلر** کہتا ہے "فرائض دین کے احکام نہ اپالو (یونانی دیوتا) کے

مندر کی مجذوبانہ بڑون کی طرح دو فصلی ہین نہ معنون کے لحاظ سے مبہم اور پیچیدہ ہین۔ نہ اُن کا مفہوم کوئی چیستان ہے۔ نہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے وہ دھوکا دینے والے ہین۔ اور نہ ایسا ہے کہ ظاہر کے خلاف اُن کا منشا کچھ اور ہی ہو۔ بلکہ فرائض کے احکام جو خدا کے الفاظ مین ہین آسمان کی طرح آشکارا چاند کی طرح روشن اور سورج کی کرنون کی طرح صحت بخش ہین۔ یہ بات یقیناً سچ ہے کہ جب کوئی چیز نامعلوم ہوتی ہے تو گو وہ ہمین مجبور کرتی ہے کہ دانائی کے ساتھ اُس کی حقیقت کا پتہ لگائین۔ لیکن اس جستجو مین عاجز رہنے کی وجہ سے ہم گنہگار نہین ہو سکتے۔ گناہ اُسی وقت عائد ہوتا ہے جبکہ کوئی بات صاف طور پر سمجھ مین آئے"۔

فصیح وحق پژوہ ہوکر کہتا ہے" انسان کے کمزور دماغ کے لیے خطرناک تھا کہ اُس خدائے برتر کے معاملات کی جستجو کرے جس کا جاننا اگرچہ باعث زندگی اور اُس کا نام لینا موجب مسرت ہے مگر باوجود اس کے ہمارا اکمل ترین علم صرف اتنا سمجھ لینا ہے کہ اُس کی کنہ حقیقت کو ہم نہین جانتے۔ اور نہ جان سکتے ہین۔ اُس کے بارے مین ہماری اعلیٰ ترین فصاحت خاموشی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہم بغیر زبان ہلائے ظاہر کرتے ہین کہ اُس کی عظمت الفاظ مین نہین ادا ہو سکتی۔ اور اُس کی برتری ہمارے ظرف اور ہماری عقل کی رسائی سے بالا ہے"۔

لاک نے یہ جو بچون کی نسبت کہا ہے یہ فی الواقع بہت سے جوانون سے بھی متعلق ہو سکتا ہے۔ وہ کہتا ہے" اُن کے دلون مین اُس وحدہ لاشریک کی محبت اور اُس کا ادب بٹھا دو۔ شروع شروع مین بس اتناہی کافی ہے۔ اس کے سوا اور کچھ بیان کرنے کا ارادہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو روحانیات

کی نازک بحثین چھیڑنا اُس کے لیے قبل از وقت ہو۔ اور اُس ازلی ہستی کی نوعیت جو سمجھ سے باہر ہے اُس کے سمجھانے اور ذہن نشین کرنے کی بے وقت کوشش سے ممکن ہے کہ اُن کے دماغ مین غلط خیالات پیدا ہو جائین یا اُس جل جلالہ کے حالات جو سمجھ سے باہر ہین اُن کے خیالات کو پریشان کر دین۔ میرے خیال مین تو یہ زیادہ مناسب ہو گا کہ لوگ علی العموم اللہ جل شانہ کے بارے مین بس اسی حد پر مطمئن ہو جائین کہ اُس کی عظمت اور اُس کا ادب دل پر نقش ہو جائے۔ بغیر اس کے کہ وہ ایک ایسی ہستی کے متعلق جسے سب ناقابل ادراک تسلیم کرتے ہین خیال آرائیان کر کے وادی حیرت مین بھٹکتے پھرین۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ جن مین نہ اِس کی قدرت ہے اور نہ حس کہ اپنے اقتداری اور غیر اقتداری امور مین امتیاز کر سکین یا تو ضعیف الاعتقادیون مین مبتلا ہو جاتے ہین۔ اور یا الحاد کے گڑھے مین گر پڑتے ہین۔ یا تو خدا کو اپنا ہی سا تصور کر لیتے ہین اور یا بوجہ اپنے قصور فہم کے اُس کی ہستی ہی سے انکار کر دیتے ہین۔“

لول نہایت ہی اعتراف کے ساتھ **جانسن** کے اس قول کا حوالہ دیا کرتا تھا ”جو چیز ہمین اپنے حواس کی قوت مین عاجز ثابت کرتی ہے۔ جو چیز گذشتہ آیندہ اور دُور کی باتون کو موجودہ باتون کے مقابلہ مین اہم ثابت کرتی ہے وہی ہمین اس نتیجہ تک پہونچاتی ہے کہ جس مخلوق مین قوت مدرکہ ہو وہ زیادہ باوقعت ہے۔“

الٰہیات اور فقہ بے شک علوم ہین۔ مگر دین کا جوہر نہین ہین۔ مذہب روزانہ زندگی کے لیے چال چلن کا ایک قانون ہے۔ اقبال مندی و کامرانی مین محافظ ہے۔ بدبختی و ناکامی مین تسلی دینے والا ہے۔ پریشانی مین دستگیری کرنے والا ہے۔ اور

امن وامان کی ایک بندرگاہ ہے۔ مذہب جسم وروح دونون کے لیے یکسان ضروری ہے
اور اسی لیے جسم وروح دونون کی عزت کرنی چاہیے۔

فچٹ سچ کہتا ہے کہ "مذہب فی نفسہ یا فی حد ذاتہ کوئی معاملت نہین ہے جس کو
انسان اپنے دیگر مشاغل سے جدا ہو کے یا خاص ایام و واقعات مین عمل کرے وہ تو
خاص اندرونی روح ہے جو ہمارے جسم مین سرایت کیے ہوئے ہے۔ دل مین خیالات کو
القا کرتی ہے۔ اور ہمارے تمام خیالات اور حرکات وسکنات مین دائر وسائر رہتی ہے
اگرچہ ہمارے وہ خیالات اور حرکات وسکنات دوسری حیثیت سے بغیر کسی تبدیلی یا
خلل کے اپنی معینہ ومقررہ رفتار پر چلتے رہتے ہین"

مقدس کتابین (توریۃ وانجیل وقرآن) ہمین مغلق مسائل کے چکر مین ڈال کے
پریشان نہین کرتین بلکہ اس قسم کی پیچیدہ باتون سے وہ ہمارے خیالات کو ہٹا دیتی ہین

حضرت موسیٰ نے فرمایا "لہٰذا یہ حکم جو آج مین تجھے دیتا ہون نہ تجھ سے مخفی ہے
اور نہ دور ہے۔ وہ آسمان پر نہین ہے کہ تو کہے ہمارے لیے کون آسمان پر جائے گا
اور وہان سے لائے گا تاکہ ہم سنین اور اُس پر عمل کرین۔ وہ سمندر کے اُس پار نہین ہے کہ
تو کہے ہمارے لیے کون سمندر پار جائے گا اور لائے گا کہ ہم سنین اور اُس پر عمل کرین۔ بلکہ
یہ لفظ تجھ سے بہت نزدیک تیرے منھ اور تیرے دل ہی مین ہے تاکہ تو اُس پر عمل کرے"

قانون دان شخص کے جواب مین حضرت عیسیٰ نے فرمایا "اپنے مالک خدا سے تو
محبت کر۔ پورے دل سے اور پوری جان سے اور پورے نفس سے۔ یہ ہے پہلا اور بڑا
حکم۔ اور اسی کے مثل دوسرا حکم یہ ہے کہ تو جیسا خود اپنی ذات کو چاہتا ہے ویسا ہی
تو اپنے پڑوسی کو چاہ"

انھین دو حکمون پر سارا قانون شرع اور تمام انبیائے سلف کے احکام مبنی ہین سنیٹ جیمس کا قول ہی "خالص دین جو خدا اُس پروردگار عالم کے سامنے بے داغ ہو یہ ہے کہ یتیمون اور بیوون کے دُکھ مین شریک ہونا اور اپنے آپ کو دُنیا کے دھبّون سے بچائے رہنا"۔ ہم یہ نہین بتا سکتے کہ ہم کہان سے آئے ہین اور کہان جاتے ہین۔ اس پر بھی دل نہین جمتا کہ کیا خیال کرین اور کس بات کا یقین کرلین۔ لیکن اس بات کو ہم ہمیشہ اپنے دل مین جانتے رہتے ہین کہ ہمین کیا کرنا چاہیے۔ پڑوس کے ساتھ ہمدردی کرنے کا فرض بھی اُنھین فرائض مین کا ایک جُز ہے جو خدا کے ساتھ ہین۔ زمانۂ وسطیٰ کے جس گروہ (غالباً کیتھولک عیسائیون کا ذکر ہے جب مقتدایان دین عیسوی کا بڑا زور تھا) نے اپنے آپ کو خدا کا دوست اور نوع انسان کا دشمن بتایا تھا اُس نے دین عیسوی کی سچی حقیقت سمجھنے مین ویسی ہی بے انتہا غلطی کی جیسی کہ اور لوگون سے ہوئی جو اُن سے بھی زیادہ قابل الزام ہین۔ خدا کی محبت کا بہترین ظہور انسان ہی کی محبت مین ہوتا ہے۔

بعض اوقات جب ہم دوسرون کی شکایت کرنے پر آمادہ ہوتے ہین اُس وقت ہمین ٹامس کمپس کا یہ قول نہ بھولنا چاہیے کہ "جب تو خود اپنے تئین ویسا نہین بنا سکتا جیسا کہ تو چاہتا ہے تو تو اس بات کی کیونکر امید کر سکتا ہے کہ دوسرا شخص تمام باتون مین تیری خواہش کے مطابق ہو جائے"۔

اور اگر ہم شکایت کی صحیح وجہ رکھتے بھی ہون تو جس طرح ہم دوسرون سے معافی کی امید کرتے ہین ویسے ہی ہمین بھی معاف کر دینا چاہیے۔ اور ایک ہی بار نہین بلکہ پطرس حواری کی تجویز کے مطابق "سات بار نہین بلکہ ستر مرتبہ سات سات بار"۔ حضرت محمد مصطفےٰ فرماتے ہین "تم مین سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی (انسان) کے لیے

وہی نہ چاہے جو خود اپنے لیے چاہتا ہے"۔

اکثر طبائع پر بمقابل مسرت کی امید کے تکلیف کا اندیشہ زیادہ اثر کرتا ہے کینہ **فیورشام** مین ایک قبر پر یہ عجیب پرانا کتبہ ہے جس کے الفاظ یہ ہین "جس کسی نے اس شخص کو اپنے دل مین یہ لحاظ کرکے دیکھا ہوگا کہ اس کا چھوٹنے سے گرنے مین اور پھر گڑھے سے ایسے تکلیف کے مقام مین جانا جہان کی تکلیفین کبھی ختم ہونے کو نہ آئین گی کس قدر سخت تھا وہ شخص اگر ساری دنیا کی دولت مل جائے تو بھی کبھی گناہ مین مبتلا ہونے کی جرأت نہ کرے گا"۔

انجیل

ہمین نہ وعید سے غافل ہونا چاہیے اور نہ وعدہ کو حقیر تصور کرنا چاہیے انجیل **یوحنا** مین ہے۔ "تاہم روشنی تھوڑی دیر کے لیے تمھارے ساتھ ہے اور اسی روشنی مین تمھین جہان جانا ہے چلے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ اندھیرا گھپ ہو جائے کیونکہ جو اندھیرے مین چلتا ہے اُسے خبر نہین ہوتی کہ کدھر جا رہا ہون"۔

انجیل مین یہ بھی ہے "ہر وہ شخص جو میری باتین سُن رہا ہے اور اُن پر عمل نہین کرتا وہ اُس بیہودہ شخص کے مانند ہوگا جس نے بالو پر اپنا گھر بنایا۔ اور مینھ برسا۔ اور سیلاب آیا۔ اور ہوا چلی۔ اور اُس مکان کو تھپیڑے دیے۔ اور وہ گر پڑا۔ اور اُس کا گرنا ایک امر عظیم تھا۔ لیکن بخلاف اُس کے" جو شخص میری ان باتون کو سنتا ہے اور اُن پر عمل کرتا ہے اُسے مین اُس عاقل شخص کے مثل سمجھون گا جس نے اپنا مکان ایک چٹان پر بنایا۔ اور مینھ برسا۔ اور سیلاب آیا۔ اور ہوا چلی۔ اور اس گھر کو تھپیڑے دیے۔ اور وہ نہین گرا۔ کیونکہ اُس کی بنیاد چٹان پر رکھی گئی تھی"۔

اور سب سے زیادہ افسوس اُس شخص کے حال پر ہے جو اورون کو اور خاصتہً

نوجوانون کو گمراہ کرتا ہے۔

متی کی انجیل مین ہے۔ "گو یہ غیر ممکن ہے مگر پھر بھی ایسے گناہ ہون گے لیکن افسوس ہے اُس کے حال پر جس کے ذریعہ سے گناہ ہوتا ہے۔ اُس کے لیے بہتر تھا کہ ایک چکی کا پاٹ اُس کے گلے مین لٹکا دیا جاتا۔ اور وہ سمندر مین ڈال دیا جاتا۔ بہ نسبت اس کے کہ اُن کمسن لوگون کو وہ گنہگار بناتا۔"

لوقا کی انجیل مین ہے" انسان کو کیا مل جائے گا اگر وہ ساری دنیا حاصل کرے اور خود اپنی جان کو ہاتھ سے کھو دے؟ یا انسان اپنی جان کے معاوضہ مین کیا دے گا؟"

گو ہم نے کتنے ہی گناہ کیے ہون مگر کتب آسمانی کا فقرے کے بعد فقرہ اور وعدے کے بعد وعدہ ہمین مایوس ہونے سے منع کرتا ہے۔ دین مسیحی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ" ایک امید کا مذہب ہے" مگر قرآن مجید مین بھی خدا یہی نہین فرماتا کہ" اللہ کی رحمت نیکوکارون سے قریب ہی ہے" بلکہ یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ" رحمت الٰہی سے نا امید نہ ہو" وعدے اور وعید دونون حیثیتون سے قرآن دیگر کتب آسمانی سے بڑھا ہوا ہے۔

مگر ہمین رسیلے کے خیال کے مطابق خوف و رجا کو عقلمندی کے ساتھ یون جمع کرنا چاہیے کہ" جو کوئی موت اور روز جزا کا اور جنت و دوزخ کا اکثر خیال کرتا ہے وہ یقیناً اچھا ہے"

خدائے برتر قرآن مجید مین کہتا ہے۔" بڑا برکت والا ہے وہ خدا جس کے ہاتھ مین ملک ہے۔ وہ سب چیزون پر قادر ہے۔ اور وہی ہے جس نے موت و زندگی کو

پیدا کیا تا کہ تمھین آزمائے کہ تم مین سے کس کے اعمال اچھے ہین "

مگر لوگ راہ راست کی بہ نسبت گمراہی کو زیادہ آسانی سے اختیار کرتے ہین بہت سے لوگ جو حساب دینے کے اندیشون کی تحقیر کرتے ہین اُن پر ڈرمنڈ کے اس قول سے حق آشکارا ہو جائے گا کہ "وس منٹ جو مسیح کی صحبت مین صرف ہون اگر دو منٹ بھی اگر اُسے یہ کیفیت حاصل ہو کہ چہرہ مسیح کے چہرے کے سامنے ہے اور دل مسیح کے دل سے ملا ہوا ہے تو یہ کیفیت اُس کی زندگی کو کچھ اور ہی بنا دے گی "

مسیح کی صحبت سے مراد اُن کی نصیحتون پر دل لگانا اور کاربند ہونا ہے۔ اُس کے مطابق فارسی کا یہ مقولہ ضرب المثل ہو گیا ہے "کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی"

اس کا خیال کرو کہ اچھا کون کام ہے پھر تم کوئی برا کام نہ کروگے۔ انجیل کے نامۂ فلپین مین ہے "جتنی باتین سچی ہین جتنی باتین دیانت داری کی ہین۔ جتنی باتین منصفانہ ہین جتنی باتین پاک ہین۔ جتنی باتین پسندیدہ ہین جتنی باتین خوش خبری کی ہین اگر اُن مین کوئی خوبی ہو اور اگر وہ کسی تعریف کے قابل ہون تو اُن کو خیال کرو" جب تک بار بار گناہون کا ارتکاب خیالات مین نہ ہولے اعضا سے نہین ہوتا۔

سنیکا کا قول ہے "خدا سے کوئی ایسی چیز نہ مانگو جس کی نسبت تم پسند نہ کرو کہ انسان کو اُس کی خبر ہو جائے۔ اسی طرح انسان سے بھی کوئی ایسی چیز نہ چاہو جس کی نسبت تم پسند نہ کرو کہ خدا کو اُس کا علم ہو جائے " لیکن جب ہم خیال کرین کہ زمان و مکان کی غیر محدود فضا مین ہم کیسی تھوڑی اور غیر متعین زندگی رکھنے والے مخلوق ہین تو اسپنسر کے ساتھ شریک ہو کے ہم بھی سوال کر سکتے ہین کہ "کیا جنت مین بھی فکر ہو گی؟

کیا آسمانی روحون مین دنیا کے اِن ادنیٰ مخلوقون کی محبت ہے ؟"

حضرت داؤد کی زبور مین کیا خوب کہا گیا ہے کہ "جب مین تیرے آسمانون۔ تیری انگلیون کے کامون چاند اور تارون کا غیال کرتا ہون جنھین تو نے آراستہ کیا ہے تو انسان کی کیا اصل وحقیقت ہے کہ تجھے اُس کی فکر ہو؟ یا ابن آدم کی کیا حقیقت ہے کہ تو اُس سے آکے ملے؟"

لیکن کالرج کے جواب مین یہ تسلی ہے کہ "انسان اگر پکارے گا تو ولی اُس کی مدد کرین گے۔ کیونکہ یہ نیلا آسمان سب کے سرون پر جُھکا ہوا ہے" لیکن یہ بعد کی مشرکانہ مسیحیت ہے جو ولیون سے فریاد رسی کراتی ہے۔ ورنہ اسلام کی طرح مسیحی اور حقیقی مسیحیت کی تعلیم مین "خدا کے سوا کوئی فریادرس نہین" خدا قرآن پاک مین کہتا ہے "کون ہے جو بیقرار کے فریاد کرتے وقت اُس کی فریادرسی کرتا ہے؟ اُس سے مصیبت کو دُور کرتا ہے؟ تمھین زمین کی وراثت دیتا ہے؟ کیا خدا کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے؟ نہین بلکہ یہ لوگ جاہل ہین" اور اسی حکم کی پابندی مین ہر مسلمان نماز پڑھتے وقت ہر رکعت مین اس اقرار کی تجدید کرتا ہے کہ "ہم تجھی کو پوجتے ہین اور تجھی سے مدد مانگتے ہین"۔

کیا متی کی انجیل مین وعدہ نہین کیا گیا ہے کہ "مانگو تمھین ملے گا۔ ڈھونڈھو پاؤگے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ وہ کھُلے گا" یوحنا کی انجیل مین بھی ہے "تم میرے نام سے جو چاہوگے وہ مین کرون گا" نیز انجیل مین ہے "اگر تم مجھ مین رہوگے اور میرے لفظ تم مین رہین گے تو تم جو چاہوگے مانگوگے اور مین تمھاری آرزو کے موافق کرون گا" اللہ جل شانہ کی نسبت بتایا گیا ہے کہ "سارے دل اُس پر آشکارا ہین۔ اور وہ سب کی مرادون کو جانتا ہے" یعنی وہ کسی غمزدہ دل کی آہ سرد کو یا کسی حسرت

نصیب کی آرزؤن کو حقارت کی نظر سے نہین دیکھتا۔ خلاصہ یہ کہ "تم اپنی ساری فکرون کو اُس کے سامنے پیش کردو کیونکہ اُسے تمھاری فکر ہے۔"

ہمین یہ نہ چاہیے کہ اپنی کاہلی کی عیب پوشی کے لیے نظر اوپر اُٹھا کے دیکھین اور امیدوار رہون کہ خدا چھپر پھاڑ کے دے گا۔ خدا نے اگرچہ مدد ہی کا وعدہ نہین کیا ہے بلکہ یہ بھی فرمایا ہے جیسے سینٹ جیمس ان الفاظ مین ظاہر کرتا ہے "جب تک خدا بنانا نہ چاہے مکان بنانے مین اُن کی (لوگون کی) محنت اکارت ہے۔ اور جب تک خدا نگہبانی نہ کرے پاسبان جو شہر کی رکھوالی کر رہے ہین بیکار ہی محنت کرتے ہین۔ ہر اچھی برکت اور ہر کامل برکت اُوپر ہی سے ہے۔ جو اُس نور الانوار کے پاس سے آتی ہے جس مین نہ کسی قسم کا تغیر ہے اور نہ کسی انقلاب کا کوئی اثر ہے۔"

مسیحیت اس جانب نہین بُلاتی ہے کہ دوسرے عالم کے سنبھالنے کی فکر پر اس دنیا کو قربان کردو۔ بخلاف اس کے وہ تعلیم دیتی ہے کہ جس چیز کا حکم دیا گیا ہے اُس سے الفت کرنا۔ اور اُس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے اُس کا شوق رکھنا تمھاری دونون جہان کی مسرت کو ترقی دے گا۔ دنیوی عقلمندی اور آسمانی عقلمندی مین کوئی حقیقی فرق نہین ہے۔ کیونکہ مذہب ہماری ہر روز کی زندگی کو متبرک بناتا ہے۔"

ہمین اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے کہ اصلی مسیحیت اور حضرت مسیح کی سچی تعلیمین دین کے لیے دنیا کو نہین چھُڑاتی ہین مگر قرون وسطیٰ کی رہبانیت اور پوپ کے احکام و اعمال نے دنیا کو باور کرا دیا تھا کہ ترک دنیا ہی مین مذہبی ترقی ہے۔ اور راہبون اور ننون کے لیے فرض تھا کہ نہ شادی کرین نہ اچھا کھائین نہ اچھا پہنین۔ چنانچہ اسی خیال کے مٹانے کے لیے اسلام آیا جس کا دعویٰ ہے کہ "دین مین رہبانیت

نہین ہے۔" اور ہر دیندار شخص شرعی اعتدال کو قائم رکھ کے ہر قسم کے دنیوی لطف اُٹھا سکتا ہے۔

ربل کہتا ہے "ہمین ضرورت نہین ہے کہ گوشہ نشینی کی خانقاہ کے لیے اپنی پرورش اور اپنے کاروبار کو خیرباد کہہ دین۔ یہ گرد و پیش کی خفیف چیزین یہ عام قسم کے کام کاج ہم جو کچھ مانگنا چاہین ہمین دین گے۔ اپنے کو بھول جانا ہی ہمارے لیے وہ سڑک بنائے گا جس پر چل کے ہم روز بروز خدا سے نزدیک ہوتے جائین گے۔"

انجیل یوحنا مین ہے کہ حضرت **مسیح** نے اپنی حواریون سے فرمایا "مین تجھ سے اس بات کی خواہش نہین کرتا کہ تو اُنھین (لوگون کو) اس دنیا سے باہر نکال لے جا۔ بلکہ یہ چاہتا ہون کہ تو اُنھین بُرائی سے بچا۔"

افلاطون۔ ارسطو۔ ایپ ٹے ٹس۔ سنیکا۔ مرقس اوریلیس سب کی تعلیمون مین شریفانہ اخلاق موجود ہین۔ مگر محبت کی تعلیم جیسی ہماری کتابون مین ہے کہین نہین ہے۔

حضرت **مسیح** نے بجا فرمایا ہے کہ میرا مذہب ایک نیا مذہب ہے۔ چنانچہ فرماتے ہین "مین تم کو ایک نیا حکم دیتا ہون وہ یہ کہ تم ایک دوسرے سے محبت کرو۔ جس طرح کہ مین نے تم سے محبت کی ہے ویسی ہی تم ہر ایک دوسرے کے ساتھ رکھو۔ اسی پہچان سے تمام لوگ جانین گے کہ تم میرے شاگرد ہو۔ اگر تم مین باہم محبت ہے تو میرے شاگرد سمجھے جاؤ گے۔"

یہ بھی فرمایا جو **انجیل یوحنا** مین موجود ہے کہ "یہ چیزین مین نے تم سے کہی ہین تاکہ مین تم سے خوش رہون۔ اور تمھین پوری مسرت حاصل رہے۔ یہ میرا حکم ہے کہ جس طرح مین نے تم سے محبت کی ہے اُسی طرح تم باہم ایک دوسرے سے محبت کرو۔ انسان اس سے زیادہ محبت نہین کر سکتا کہ ایک شخص دوستون کے لیے اپنی جان دے دے۔ تم جب ہی میرے دوست ہو جب میرے حکم پر عمل کرو۔ اس وقت سے مین تمھین خادم نہ کہون گا۔"

کیونکہ نوکر کو نہین خبر ہوتی کہ اُس کا آقا کیا کرتا ہے - بلکہ مین نے تھین اپنا دوست بنایا ہے - کیونکہ مین نے وہ تمام چیزین جو اپنے باپ سے سُنی ہین تم پر آشکارا کر دین "

دین مسیحی کی آمد پر حسب بیان **انجیل لوقا** ظاہر کیا گیا تھا کہ "یہ دین ملاءِ اعلیٰ مین رحمت الٰہی - زمین پر امن و امان - اور انسان کے حق مین بھلائی ہے "

جناب مسیح نے حضرت موسیٰ کی تعلیم سے خاص طور پر اختلاف کرکے اس بات کو مکرر وسہ کرر ارشاد فرمایا کہ "دشمنون کے ساتھ بھی محبت اور معافی کا برتاؤ کرنا چاہیے "

چنانچہ **انجیل متی** مین آپ کا یہ قول موجود ہے "تم نے سُنا ہے جو کہا گیا ہے کہ تو اپنے پڑوسی سے محبت کر - اور اپنے دشمن سے نفرت کر - مگر مین تم سے یہ کہتا ہون کہ اپنے دشمنون سے محبت کرو - جو تمھین گالیان دین اُنھین دعائین دو - جو تم سے نفرت کرین اُن کے ساتھ بھلائی کرو - اور جو تمھاری حقارت کرین اور تم پر جور کرین اُن کے لیے بھی دعائے خیر کرو - تاکہ تم اپنے اُس باپ (خالق) کے فرزند بن سکو جو آسمان پر ہے - اس لیے کہ اُس نے اپنے سورج کو اس لیے بنایا ہے کہ بُرے بھلے دونون پر چمکے - اور حق و باطل دونون پر مینھ برساتا ہے - کیونکہ اگر تم اُنھین لوگون سے محبت کرو جو تم سے محبت کرتے ہین تو پھر انعام کس بات کا ؟ کیا عام لوگ بھی ایسا ہی نہین کرتے ہین - اور اگر تم فقط اپنے بھائیون کو سلام کرو تو تم دوسرون سے بڑھ کے کون سی بات کرتے ہو ؟ کیا عام لوگ بھی ایسا ہی نہین کرتے ہین ؟ لہٰذا تم مکمل بنو جیسا کہ تمھارا باپ جو آسمان پر ہے مکمل ہے "

ہمین یاد رکھنا چاہیے کہ مشکلون رنجون اور فکرون سے ضرور سابقہ پڑے گا - مگر یہ سمجھ کے "رنجون سے صبر - صبر سے تجربہ - اور تجربہ سے امید پیدا ہوتی ہے ہمین رنجون پر بھی خوشی منانی چاہیے"[۱]

---

[۱] رومیون کا مراسلہ - انجیل -

اور ہمین یقین دلایا گیا ہے کہ " اس موجودہ زمانے کی مصیبتین اُن برکتون کے مقابلہ مین جو کہ ہم پر ظاہر ہون گی کچھ بھی نہین ہین" اور اِس کا بھی یقین دلایا گیا ہے کہ " جو چیزین خدا نے اُن لوگون کے لیے جو اُس سے محبت کرتے ہین مہیا کر رکھی ہین ویسی نہ کسی کان نے سُنی ہین اور نہ کبھی کسی انسان کے دل مین گزری ہین[عہ]"

ایک ٹےٹس کہتا ہے " تمام دوسری مسرتون کے مقام پر اِس مسرت کو قائم کرو کہ تمھین اِس بات کی حس ہے کہ تم خدا کی فرمان برداری کر رہے ہو اور نیز اس بات کی کہ صرف لفظون مین نہین بلکہ حقیقی طور پر تم ایک عقلمند اور اچھے آدمی کے سے کام کر رہے ہو" مگر باوجود اس کے لوگ اپنے دین کے لیے کس قدر کم کام کرتے ہین - بقول **فرڈل** کے " اُس کے لیے جھگڑے مین پڑتے ہین - اُس کے لیے لڑتے ہین - گالیان دیتے ہین - پڑوسیون کو ستاتے ہین - اُنھین آگ مین جلاتے ہین - یہان تک کہ مذہب کے لیے خونریزی کرتے ہین - اپنی جانین طرف کرتے ہین - غرض سب ہی کچھ کرتے ہین مگر یہ نہین کرتے کہ اُس کی تعلیم کے مطابق عمل کرین - بہت ہی کم لوگ ایسے ہین جو اس کی کوشش بھی کرتے ہون "

ٹامس آف کم پس کہتا ہے " ایک تھوڑی سی رقم پر ایک لمبا سفر اختیار کر لیا جائے گا مگر ابدی زندگی کے لیے اکثر لوگون کا یہ حال ہے کہ کبھی شاذو نادر ہی اُنھون نے قدم بھی اُٹھایا ہو گا " دوسری جگہ کہتا ہے " لکھو - پڑھو - ماتم کرو - خاموش رہو - عبادت کرو - جوانمردی کے ساتھ تکلیفون کو برداشت کرو - ابدی زندگی اِس قابل ہے کہ اُس کے لیے سب باتین کی جائین - بلکہ اس سے بھی بڑھ کے سخت میدان فتح کرنا پڑین " اور پھر خیال تو کرو کہ کس قدر کم ذمہ داریان ہمارے ذمہ عائد کی گئی ہین "

عہ مراسلہ اہل کورنتھہ انجیل -

میکاہ نبی کی کتاب مین ہے "خدا تجھ سے کیا چاہتا ہے؟ صرف یہ کہ سلامتی کی راہ چل۔ رحم کو دوست رکھ۔ اور اپنے خدا کے ساتھ عاجزی کے ساتھ چل"۔

لیکن اگر یہ بھی ہوتا کہ ہم سے بہت زیادہ باتون کی خواہش کی جاتی۔ بڑی بڑی قربانیاں چاہی جاتین۔ ہم سے کہا جاتا کہ دنیا کی تمام چیزون کو ترک کر دو تو بھی کیا تھا؟ زندگی کس قدر تھوڑی ہے؟ **بریانٹ** اپنی نظم مین کہتا ہے۔

"جس طرح سایہ سورج اور بدلی سے گرمیون کی گھاس پر پڑتا اور بھاگتا چلا جاتا ہے ویسے ہی اُس خدائے واحد جل جلالہ کی نظر مین زمین کی نسلین گزرتی چلی جاتی ہین۔ اور جس طرح برس جن کے آنے کا سلسلہ نامتناہی ہے آتے اور تیزی سے گزر جاتے ہین ویسے ہی روشن نام جن پر زمین کو ناز ہے چمکتے اور غائب ہو جاتے ہین"۔

بیشک ہمین بقول **تھورو** کے صحیح معنون مین یہ کہنا چاہیے کہ "مین ایسا ہونے کی کوشش کرون گا کہ گویا تو میرے ساتھ ہی تھا۔ مین جس راہ مین قدم اُٹھاؤن گا وہ تیرے ہی لیے ہوگی"۔

ایسا جوش آپ ہی اپنا اجر ہے۔ کیونکہ دین کے وعدے اُس دوسرے عالم ہی تک محدود نہین ہین وہ یہین اور اسی وقت اور فوراً ہی پورے ہونا شروع ہو جاتے ہین۔ ہم مین سے ہر ایک شخص کے قبضہ مین خود اپنی روح کے اندر آب حیات کا ایک کنوان موجود ہے اُس کا بس اس قدر کام ہے کہ اُسے پاک وصاف رکھے۔

اسکاٹ کہتا ہے "فانی لوگون کو بعض ایسے جذبات دیے گئے ہین کہ اُن مین بمقابل آسمانی ہونے کے دنیوت بہت کم ہے"۔

رسکن وبہت سچ کہتا ہے "اگر یہ سچ ہے کہ نیکوکار آدمی کے سوا کوئی خوش

نہین ہے۔ اور یہ کہ سارے نیکوکار مسرور ہین تو فلسفہ کے سوا کون چیز نشو و نما دینے کے
قابل ہو سکتی ہے؟ یا یوں کہا جائے کہ نیکی سے زیادہ کون چیز ربانی ہو سکتی ہے؟"

گو یہ بالکل سچ ہے مگر اس کا یقین کرنا مشکل نظر آتا ہے کہ انسان اپنے تحمل سے
زیادہ آزمائش مین نہین ڈالے گئے ہین۔ دراصل "خدا عادل ہے۔ وہ تمھاری برداشت
سے زیادہ آزمائش مین تمھین نہ ڈالے گا۔ کسی بڑے کام کی رغبت کے ساتھ وہ اُس سے
بچنے کا ایک راستہ بھی تمھارے لیے پیدا کر دے گا۔ اور وہ ایسا ہوگا جسے تم برداشت کر سکو" عـ۱

تاہم انسان ایسا ضعیف ہے کہ ہمین حکم دیا گیا ہے کہ "اُس پر نظر رکھو اور دعا
کرتے رہو کہ تم خواہشات نفسانی مین نہ پڑ جاؤ۔ روح بے شک تمھارے روکنے پر آمادہ ہے
مگر گوشت کمزور ہے" عـ۲

ہمارا ارادہ یہی رہنا چاہیے کہ "اپنے آپ کو درجہ کمال پر پہونچائین۔ ویسا ہی جیسا کہ
ہمارا باپ (خالق) جو آسمان مین ہے کامل ہے" اور اس کا اجر ضرور اُسے ملے گا اور جیسا ب
ملے گا۔ ہمارے بہت سے مشکلات خود ہمین سے پیدا ہوتے ہین۔ انسان بے اصل سایوں
(اوہام) مین پڑ کے اپنے تئین خود ہی تکلیف دیتا ہے۔ ہم مین سے اکثر لوگ اس قول مین حضرت
دانیال کے ہم زبان ہو سکتے ہین کہ "میرے دماغ کے اوہام نے مجھے مصیبت مین مبتلا
کیا" لیکن اگر ہم چاہین تو مطمئن رہ سکتے ہین۔ اور اگر ہم مطمئن نہین ہین تو یہ خود ہمارا
قصور ہے۔ مذہب اس دنیا مین ہم سے آرام و سلامتی اور اطمینان قلب اور افکار سے
نجات دلانے کا وعدہ کرتا ہے۔ جنت آیندہ کے آغوش مین اور تم سے دور نہین ہے بلکہ

عـ۱ نامہ کورنتھ (انجیل)

عـ۲ انجیل متی۔

خود تم میں موجود ہے۔

اگر تم تھکے ماندے اور عاجز و ناتوان ہو تو کیا تمھارے لیے متی کی انجیل میں نہیں کہا گیا ہے کہ "لوگو! جو محنت مزدوری کرتے ہو اور بھاری بوجھ کے نیچے دبے ہوئے ہو تم سب میرے پاس آؤ۔ میں تمھیں آرام دوں گا"۔ دیکھو **انجیل متی** میں حضرت مسیح کا قول ہے "اپنے دلوں کو تکلیف نہ دو۔ تم خدا پر یقین رکھو اور نیز مجھ پر یقین رکھو"۔ یا افکار دنیوی کے بارے میں کیا **انجیل یوحنا** میں نہیں مذکور ہے کہ "ہوا کی چڑیوں کو دیکھو۔ وہ نہ بوتی ہیں۔ نہ فصل کاٹتی ہیں۔ نہ کھلیانوں میں غلہ جمع کرتی ہیں لیکن اس پر بھی تمھارا آسمانی باپ (خدا) انھیں کھلاتا ہے۔ کیا تم اُن سے بدرجہا زیادہ بہتر نہیں ہو؟ اور تمھیں لباس کی کیوں فکر ہے۔ میدان کے چنبیلی کے پھولوں کو خیال کرو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ وہ محنت نہیں کرتے۔ چرخا نہیں کاتتے۔ اور باوجود اس کے میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ سلیمان کو باوجود اپنے ساری عظمت و جبروت کے کبھی ایسا خوشنما لباس نہ نصیب ہوا ہو گا جیسا کہ یہ پہنے ہیں۔ تو پھر جب خدا میدان کی گھاس کو جو کہ آج ہے اور کل بھٹی میں ڈال کے جلا دی جائے گی کپڑے پہناتا ہے اسے ضعف الاعتقاد لوگو کیا وہ تمھیں اُن سے بڑھ کے کپڑے نہ پہنائے گا؟"

لوقا کی انجیل میں ہے "تم اُن چیزوں کو جنھیں کھاؤ گے یا پیو گے تلاش نہ کرو۔ کیونکہ ان تمام چیزوں کی تلاش میں دنیا کی سبھی قومیں لگی ہیں۔ اور تمھارا باپ (خدا) جانتا ہے کہ تمھیں اِن چیزوں کی احتیاج ہے۔ مگر تم خدا کی بادشاہی کو تلاش کرو اور یہ تمام چیزیں اُس پر اضافہ ہو کر تمھیں مل جائیں گی"۔

عہ انجیل متی

یہی سبق بار بار دیا گیا ہے۔ اور یہی وعدے مکرر دسہ کر رکیے گئے ہین حضرت داؤد کی زبور مین ہے "اپنے لیے زمین پر خزانہ جمع کر کے نہ رکھو جہان کیڑے کھا جاتے ہین۔ زنگ لگ جاتا ہے۔ اور جہان چور سیند دے کے آتے اور چُرا لے جاتے ہین۔ بلکہ اپنے لیے جنت مین خزانے جمع کرو۔ جہان نہ کیڑے کھائین گے۔ نہ زنگ لگے گا۔ اور نہ جہان چور سیند دے کر آسکے گا۔ نہ چُرا سکے گا۔ کیونکہ جہان تمھارا خزانہ ہوگا وہین تمھارا دل بھی لگا رہے گا" اور دوسری جگہ مذکور ہے "اگر دولت بڑھے تو اپنا دل اُس مین نہ لگائے رکھو" افکار و تردد کا اصلی باعث افلاس نہین بلکہ دولت ہے "زبور مین ہے" جن لوگون کا دل سامان دولت مین لگا ہوا ہے اُن کے لیے آسمانی بادشاہت مین داخل ہونا بہت مُشکل ہے"

پہاڑ پر وعظ کے ذریعہ سے حضرت مسیح کی زبان سے جن لوگون کے لیے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قابل رحم کم زور صلح جو اور پاک باطن لوگ ہین۔

ہم سے کہا گیا ہے کہ خدا سے نہ ڈرین اس لیے کہ وہ ہمارا باپ ہے۔ اور کامل محبت خوف کو دُور کر دیتی ہے۔

ہمین انسان سے ڈرنے کی ضرورت نہین کیونکہ زبور مین ہے "مجھے خدا پر بھروسہ ہے اور اس سے نہ ڈرون گا کہ انسان میرے ساتھ کیا سلوک کر سکتا ہے"

ہمین کسی چیز سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہین۔ درحقیقت ہمین کوئی چیز ضرر نہین پہونچا سکتی سینٹ پال کا قول ہے "اُن لوگون کی بھلائی کے لیے جو خدا سے محبت رکھتے ہین تمام چیزین مل کے بالاتفاق کوشش کرتی ہین"

ہمین یقین دلایا گیا ہے کہ زندگی کی تمام تکلیفون اور دشواریون مین خدا کی رحمت جو سمجھ سے بالا ہے تمھارے دلون اور خیالون کو خدا کے علم اور اُس کی محبت مین

معروف رکھے گی۔ اور خدا کی برکت تمھارے ساتھ ہوگی۔ اور ہمیشہ برقرار رہیگی"۔

اور یہ وعدے ہم سب سے کیے گئے ہین۔ صرف دولتمندون عالی مرتبہ لوگون اور ہوشیار اور صاحبان علم بزرگون ہی تک محدود نہین ہین۔ بلکہ ہم سب کے لیے ہین۔ کیونکہ "خدا نے یہان کسی کو فوقیت عہ نہین دی جاتی"۔

مرقس کی انجیل مین ہے "چھوٹے بچون کو میرے پاس آنے دو اور انھین منع نہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسی ہی ہے"۔

اسیلیے ہم ہی وہ ہین جو اپنے آپ کو ان فائدون سے محروم کرسکتے ہین۔ کیونکہ رومیون کے عہ اس سلسلہ مین ہے "میرا یہ خیال ہے کہ موت۔ زندگی۔ فرشتہ۔ مملکتین۔ طاقتین۔ اور تمام موجودہ چیزین اور نیز آیندہ چیزین۔ بلندی۔ اور پستی غرض کسی چیز مین یہ قدرت نہین ہے کہ ہمین خدا کی اُس محبت سے جدا کرسکے جو اپنے آقا حضرت مسیح کے واسطے سے ہم کو حاصل ہے"۔

اس طرح۔ اور فقط اسی طرح زندگی روشن پُرامن اور مسرور ہوسکتی ہے۔ گناہون سے بچو اور اُن چیزون کی طرف توجہ کرو جو حق ہین۔ کیونکہ یہی چیز آخرکار انسان کے لیے اطمینان قلب کو لے آئے گی۔

اسی طرح تم مسرور ہونے کی امید کرسکتے ہو چاہے تمھاری زندگی کسی حالت مین ہو کیونکہ وہ تمام مقامات جن پر آسمان کی نظر پڑتی ہے۔ ایک عقلمند آدمی کے لیے امن و امان کی بندرگاہین۔ اور مسرت کے ساحل ہین۔ ویسے ہی نیک بنو جیساکہ کنگسلے کے یہ شریفانہ الفاظ بتاتے ہین "جو شخص ہوشیار ہے اُسے شریفانہ کام کرنے دو۔ نہ یہ کہ سارے دن اُن کا خواب دیکھتا رہے اور اس طریقہ سے اُسے اپنی زندگی موت اور اپنے ازلی بقا کو ایک باوقعت اور شیرین نغمہ بنا دینے دو۔

عہ نامہ بنام رومیان کتاب عہد جدید۔

خاتمۃ الطبع

معزز و محترم اور ذی علم و ذی ہمم مصنف صاحب کے صبر سے زیادہ حضرات ناظرین کو حیرت ہوگی جب سنیں گے کہ یہ قابل قدر اور آب زر سے لکھنے کے قابل کتاب جو پندرہ بیس برس پہلے چھپنا شروع ہوئی تھی آج تکمیل کو پہونچی اور اس طرح کہ پہلے چھپے ہوئے اوراق پرانے اور میلے ہوگئے اور آخری ورقوں سے کسی طرح میل نہیں کھاتے۔ واقعہ یہ ہوا کہ عالی مرتبہ مترجم صاحب نے چھاپنے کے علاوہ میرے ذمہ یہ خدمت بھی کی تھی کہ ترجمہ کی زبان میں مناسب ردّ و بدل کروں۔ چنانچہ میں جس قدر اجزا ترمیم کرکے دیتا جاتا تھا چھپتے جاتے تھے۔ کتاب کا زیادہ حصہ طبع ہو چکا تھا کہ میں حیدرآباد گیا اور اس کے چھپنے کا کام ملتوی ہوگیا۔ اور چونکہ میری ذات سے تعلق تھا اس لیے یہ بھی ممکن نہ تھا کہ باقی ماندہ حصہ کسی اور مطبع میں چھپوا دیا جائے بارہا تکمیل کا قصد کیا گیا مگر نوبت نہ آئی۔ آخر خدا خدا کرکے اب یہ کتاب مکمل ہو کے پبلک میں آتی ہے جو ایک لٹریری نعمت عظمیٰ ہے۔ اور ایسی عملی کتاب ہے کہ کسی کے گھر کو اس سے خالی نہ رہنا چاہیے۔

اول سے آخر تک بالکل ترجمہ ہے جس کی خوبی پر نواب **میر اسد علیخان صاحب بہادر** کو جو اس کے مترجم ہیں جس قدر داد دی جائے کم ہے۔ ہاں آخری ابواب میں جو مسیحیت کی مذہبی رنگ میں ڈوبی ہوئی تھے اتنا ضرور اضافہ کر دیا گیا ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں کی کام کی بھی ہو جائے۔ اصل کا کوئی ایک فقرہ بھی نہیں گھٹایا گیا ہے بلکہ قرآن و حدیث سے کچھ شواہد بڑھا دیے گئے ہیں۔ جو اس کتاب کو مسلمانوں کے لیے بہت ضروری

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔